

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۸۰۹۵

الف ۲۶

۷۹۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



1937

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بسم اسد الرحمن الرحیم

سبحان اسد آدمی او زندا کی حمد : ہر کا دعویٰ حمد
شکر کی گزشتہ رہا یہ دو فوئینا بین فکر اور نطق اور یہ
دبی بین بخشی ہوئی دستگاہ پرہ دنیا
وہ پہاوسی بخشی والی کے آگے کیستی نگ ظرفی ہی او
بہرہ درائی اس صورت میں ادا ہی حق حمد کے تو کہا
منہ گران حمد کہ نوا لا بقدر توفیق حمد شایستہ آفرین ہے
بہ کون کہہ سکتا ہی تہ فوق نتیجہ کرب و کار ہی البتہ عطیہ
پروردگار ہی قدرت حمد او سنی پیدا کر توفیق حمد او

عطا کی جب کہ آدمی حمد کا عازم ہو تو سپاس عطیہ توفیق
کیونکہ لازم ہو جان ای حق شناس اگر تجکو شعور ہی
تو عطیہ توفیق شکر پر ایک اور شکر ضرور ہی ملت

کر کسی شکر حق فزون گوئے | شکر توفیق شکر چون گوئے

حق یوں ہی کہ حقیقت از روی مثال ایک نامہ در ہم سجیدہ
برستہ ہی کہ جسکی عنوان پر لکھا ہی کہ لا مَوْثِقَ فِي الْوُجُوهِ
إِلَّا اللَّهُ اور خطین مندرج ہی کہ لا مَوْثِقَ إِلَّا لِلَّهِ اور
اس خط کا لایہ والا اور اس راز کا تانی والا وہ نامہ نور
نام اور ہی کہ جب پر سالت ختم ہوئی ختم نبوت کی حقیقت
اور اس معنی غامض کی صورت یہ ہی کہ مراتب توحید
چارہین اناری و افعالی و صفاتی و ذاتی انبیای پیشین
صلوات اللہ علیہم و علیٰ نبیائہم اعلیٰ ان مدارج توحید سہ گانہ
پر مامور تہی خاتم الانبیاء کو حکم ہوا کہ حجاب تعینات

اعتباری او ظاہرین اور عقیدہ انجیلی ذات کو صورت
 الان کماکان میں دکھاؤں اب انجینیہ مدقت نمودار است
 محمدی کاسنیہ ہی اور کلمہ لا الہ الاہ منہاج بابہ انجینیہ
 ہی ہی تمامہ مومنین کو وہ اس کلام سی صرف نفی شرک
 فی العبادت مراد بتی ہیں اور نفی شرک فی الربوبیہ اصل
 مقصود ہی اور انکی نظر میں نہیں رہا لا الہ الاہ کہ
 بعد محمد رسول اللہ کہیں گے اور سی توحید ذاتی کی اعتقاد کی
 قدمگاہ پر آ رہی تھی اس لئے اس کلمہ سی اور مراد ہی جو
 خاتم الرسل کا مقصود تھا یہی حقیقت ہی شفاعت محمدی
 کی اور یہی معنی ہیں رحمۃ للعالمین ہونیکے اور اسی مقام سی
 تماشی ہی ندای روح فزائی مَن قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ بِإِحْسَارٍ قَلَمٌ
 اگرچہ دیکھنی میں دوزبان ہی لیکن وحدہ نہ حقیقی کا ازاد

ہی گفتگوی توحید میں وہ لذت ہی کہ جی چاہے پاس کوئی
 سوار کہی اور سوار بیکسی باری اگی چلے اور باہر ہو
 کچھ اور اسراکسی نبی کی حقیقت وہ جنت ہے کہ انہ
 خالق کہ حیرت ہے انہ فیض کہتا ہی اور اپنے جنت خلق
 کہ جب کو فیض بنی تا ہی **نظم** میں راودہ بہ راودہ

یہی سوی خالق و کبوی خلق	ہاں و جہ از حق ہو و مستحق
بدین جہ برنظر تا بہ فیض	یہ جو صوفی کا قول ہی

اَلَا بَیْتُ اَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَّةِ ^{وہ} معنی اسکے صاف اور از
 رہی انصاف یہ ہیں کہ ولایت نبوی کی کہ وہ وجہ الٰہی
 ہی افضل ہی نبوت سی کہ وہ وجہ الی الخلق ہی نہ یہ کہ تا
 عام افضل ہی نبوت خاص سے جسطرح نئی ستفیض ہے
 حضرت الوہیت سی اسطرح ولی مستنیر ہی انوار نبوت ہے
 مستنیر کی تفضیل منیر پر اور ستفیض کو ترجیح منقبض ہے

معقول اور عقلا کے نزدیک مقبول نہیں اب وہ ولایت
 کہ خاصہ نبی تھی تو رستہ کے سانبہ منقطع ہو گئی مگر وہ فروغ
 کہ اخذ کیا گیا ہی مشکوٰۃ نبوت ہی ہنوز باقی ہی نقل و تحویل
 ہوتی چلی جاتی ہی اور چراغ سی چراغ جلتا چلا آتا ہی اور یہ
 سراج ایزدی تا طور صبح قیامت روشن رہیگا اور
 اب اسی کا نام ولایت اور ہی مشعل طریق ہدایت ہی ولایت
 و ہدایت وہی حقیقت توحید ذاتی ہی کہ جو از روئے کلمہ
 لا الہ الا اللہ مشہود عیون اعیان امت اور منظور نظر اکابر
 ملت ہوئی ہی گمراہات اب کہان کہ ایک بار لا الہ الا اللہ کہے
 اور دل نور معرفت سی منور ہو جاوی اور وہ ضامن
 زبردست اب کہان کہ قابل لا الہ الا اللہ کو اگرچہ اسکے معنی
 احسن ہیں نہ بھی ہو قدمگاہ توحید پر قائم کردی یعنی رسول
 و رسول واجب التبع قابل انا احمد بلا میم علیہ التحیۃ و التسلیم

اب سعادت بقدر ارادت ہی اور راحت بعد جرات ہی سچ
 ہی تو ہی آدمی کیونکر سمجھ سکے اور بطلان بدیہیات جو ان کے
 اوسکو کیونکر تسلی ہو یعنی اس مجموع موجودات کو کہ افلاک
 وانجم و بحار و جبال اسی مین ہین نسبت و نابود محض جان
 اور تمام عالم کو ایک جودمان رباعی ای کردہ بارش گنقاہج

دزلخ سخن کشودہ را خم و چ	عالم کہ تو جزیرہ گیرش میدانی
ذاتی است بسبب منبسط دیگر	جب او بیای اسدنی کہ وہ اطباء

رذو حانی ہین دیکھا کہ نقوش شبری پروہم غالب ہی اور بسبب
 استیلای وہم کے مشاہدہ وحدت ذات سی محروم رہے
 جاتے ہین ہر چند اونکو سمجھائینگے یہ راہ پر نہ آئین گے
 ناچار اشتغال وادکار وضع کیئی تا قوت متخیلہ اوہین الچی
 رہی اور رفتہ رفتہ بخود طاری ہو جاوی وحدت جود
 اسطر کلی بات تو نہیں کہ ہوا اور ہم او سکویہ جبر یا تکلف

ثابت کیا چاہتی ہوں مصرعہ دانی ہمارے دست و زندانی ہمہ
 اوست و ہم صورت نگری اور پیکر تراشی کر رہا ہی اور
 محدودیات کو جو کسچہ رہا ہی پس جب وہ وہم و شغل
 ذکر کی طرف مشغول ہو گیا بی شبہ پنی کام سی یعنی ہوش
 اگر ہی پیکر تراشی سے مغرور ہو گیا بی خبری اور بخودی چھا
 گئی اور وہ کیفیت جو موصدین کو بجز وہم حاصل ہو ہی
 اس شغل کے نفس کو بخودی میں آگئی ایک رہا میں جا کر
 کہو ایک کربک بینی غافل کر کر ڈھکیل دیا انجام دو نوکان ایک
 ہی وہ لوگ جو حیات دہو کر سمجھ لیں یہاں نہیں کہتا
 کہ نہیں ہیں گمان کہ ہیں اور مخفی ہیں اور کہ ہیں کہ ہیں
 ایسے نہ کہ جو سب حالات بخودی کے واسطے محتاج اشغال
 و اشکال ہیں بلکہ بی شمار ہیں محتاج نہ تھا بیشہ
 سلامت رکھ حضرت نہ تھا نہ ہی خطہ روی زمین ناب

حضرت خاتم المرسلین حق شناس حق آگاہ سراج الملت
والدین ابو ظفر بہادر شاہ کو اور اختیار و اقتدار دی انکو
ہفت کشور پر بلکہ فرمان روا کرے انکو پنج و اختر پر کہ یہ
لباس بادشاہی میں باد آہی کر رہے ہیں **ہیت**

شاہی درویشی اینجا یا ہم	بادشاہ عہد قطب عالم است
-------------------------	-------------------------

حکم دیا حضرت پیر و مرشد برحق نے جناب افادت آف
معرفت نصاب مجمع البحرین شرع و عرفان قران السعید
عقل و ایمان ابو خنیفہ ثانی سراج العلماء صیار الفقہاء
مولانا مفتی سید رحمت علی ~~رحمۃ اللہ علیہ~~ کو اور فرمایا او
کہ وہ اشغال و اذکار کہ چاہتا ہی تو کس نزولی نبوت
و ابتدای قوس و جی ولایت یعنی عہد جناب سالت
علیہ السلام کے ہم سینہ بیتہ و ہم سفینہ چلی آئی ہیں
اؤ انکو ایک رسالی میں درج کریں اور اوکس سالی کی تحریر

میں وہ عبارت اُردو کہ صاف اور بی تکلف ہو خرج کریں
 کیونکہ اگر باب فہم اس کے از داری پر قربان جائیں کہ مجموع
 اشغال و اذکار زبان حقیقت ترجمان سی فرمادی ہیں اور
 حکم دیا ہی کہ انکو وابستہ بہ سلاسل فقر و منقول من رسائل
 العرفا تحریر کریں قصداً یہ ترک کچ حج زبان اسد اشعبد
 کہ جب کافن سخن میں غالب نام اور وہ خود مغلوب ہو سہا
 خام ہی اور کس سالہ کے مشاہدہ ہی ستفیض ہوا چونکہ یہ
 دزدند واسطے دعائی و ام دولت خاقانی کے بہانہ دہندہ
 کرتا ہی چھین آیا کہ اس کتاب استطاب پر ایک دیباچہ لکھی
 بن کہی بنتی نہیں چشمداشت یہ ہی کہ بحر عطفوت
 سلطانی کہ منبع او سکا باران رحمت بزدانی ہی جوشن میں
 آوی اور اس پاشکستہ جگر خستہ کی دستگیری کریں کہ میں
 برگ سفر ساز کروں اور غزم سفر حجاز کروں زفرم کے

پانی سے وضو کروں اور اوس کے شانہ ملا ایک شیئہ
 کے گرد پہروں اور حجاز سود کو چوموں اور پہرو ہانسی دینے
 مسورہ کو جاؤں اور خاک تربت اہل کاسرہ انگنہ نین
 لگاؤں میری پر مشد برحق سی کیا عجب ہی کہ اپنی خازن کو
 خانہ خدا کے طواف کی رخصت دین کہ یہ گنہگار وہاں
 جاوے اور اگر زیست باقی ہی تو وہاں جا کر اور اپنی ستا
 برس کے گناہ کہ جن میں سوی شرک کے سب کچھ ہی بخشو اگر پہر
 آوی فرو غالب ہو ای کعبہ سر جا کر فست ۛ رفت آنگہ غزم
 خلع و نوشا کردمی ۛ برضا یراہل بصائر مخفی نہ ہے
 کہ یہ رسالہ و خبرہ مشتمل ہی او پر ایک مقدمہ اور چند
 فصول اور ایک خاتمہ کے مقدمہ پوشیدہ نہ ہی کہ
 حاصل کرنا علم باطن کا مشروط ہی ساتھ چند آداب
 اور طالب اہ خدا کے دوہن تابع و متبوع مراد تابع

مرید اور سالک اور شاگرد ہیں اور متبوع سی پیر اور اسکات
 و معلم اور غرض متبوع سی وہ ہی کہ لیاقت اور اہلیت
 ارشاد کی رکھتا ہو گو کوئی اوس سے مستفید اور متبع او
 بنوری نقصان نہیں وہ بذاتہ کامل راہ خدا ہی اگر پیر و
 شریعت غرا کا ہو و اور شناسا خطرات نفسیہ و شیطانیہ
 اور ملکیہ و ربانیہ کا جب کہ مولوی روم قدس سرہ العزیز
 فرماتے ہیں **پلیٹ** ای بسا ابیس مردم رونی است
 پس ہر دستی نباید دادست و اور حافظ شیراز ارشاد کرتی ہیں
 نقد صوفی نہ ہمہ صافی سخن است و ای بسا خرقہ کہ مستوجب آتش است
 اور عارف بمنقصت خطرات اور دانا بجلل امراض باطنیہ
 اور صارف بہمت مرید کا بجلال عین الحقیقت حقہ
 محمدیہ اور مزیل ان امراض کا بیضای قرانیہ و حدیثہ
 اور شش باطنیہ کی اور باز رکھتی و الاما عوالق ضارہ

ابلتے تھے کہ داعی الی النار ہیں جیسا کہ والدین اولاد کو
 اور بادشاہ رعایا کو تربیت کرتے ہیں اور شرط کرے
 مرید سی کہ وہ کوئی خطرہ اپنا پیر سی پوشیدہ نہ کہی اور
 اس پر عرض کرے اس واسطے کہ شیخ بمنزلہ طبیب اور مرید
 بمنزلہ علیل کے ہی پس بیمار کو بد پر ہیزی اپنی پوشیدہ
 رکھنی طبیب باعث از دیاد مرض اور انجام کار سبب
 ہلاکت کا پسر طالب راہ خدا کو لازم ہی کہ خواب غفلت سے
 بیدار ہو کر اوقات عمر عزیزہ کو ہاتھ سے نہ بیوی اور یاد
 خدا سی کئی وقت غافل نہ ہووے کہ عارفون کے نزدیک
 موت ہی ہی اور شیخ کو چاہی کہ ایک مرتبہ دفعۃً
 ساتھ مرید کے تنگ گیری نہ کرے بلکہ بتدریج بمقامات
 اور سلوک پہنچاوے لیکن پہنچنا بمقامات عالی بدو
 ریاضات بدنی اور محاہدات نفسانی حاصل نہیں ہوتا

جس طرح شیخ فراموشی بجا لاوی طیت ہی سجادہ نگین
 کن گرت پیرمغان گوید کہ سالک بخیرنود ز راہ و سہم نہ لیا
 اور واجب ہی شیخ پر اتباع شریعت ظاہریہ بنو یہ کافرو
 بزد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن منقرائی بر مصطفیٰ
 اور واجب ہی او پر شیخ کے کہ مطلع اور آگاہ نہ کرے
 مرید کو اسرار اپنی پر اور واقف نہ کری خواب و خروش
 اپنی پر اور روبرو مرید کے بصورت و شمایل بزرگانہ
 ہو و مباسطت اور خوش لمبے ساتھ مرید کے نہ کری
 کہ مبادا مرید ناقص العقل حرکات شیخ کو ترجیض پر
 حمل کرے اور شیخ مرید کی نظر میں ضعیف اور بیوقوف
 معلوم ہو و اور واجب ہی او پر شیخ کے تربیت
 اور تعین قوت مرید کا بابتہ امور کار پہلے سب پرست
 اس لئے کہ اکثر مرید بندگان شکم اور طالیان نہیں اول

مدد اوسکے قوت کا ہو وی بعد ازاں اسی حکم بجا نشینی اور
 خلوت گزینی فرما وی اور یہی ہی شیخ پر واجب ہی
 کہ مریدوں خلوت نشین اور اصحاب اذکار کو ملاقات
 اغیار سی باز رکھی مگر جو کہ ارباب صلاح اور تقویٰ ہو وین
 او کی ملاقات سی منع نفرما وی اور واجب ہی شیخ پر
 ملاقات اور صحبت کرنی ساتھ شیخ ہم عصر اپنی کے
 کہ فیض باطنی اور علم ظاہری اور زہد و ورع میں اولی
 اور افضل اوس سے ہو و اور اگر ایسا مکرری صاحب ہمت
 اور اہل انصاف سی نہیں متکبر اور مرائی ہی اور یہ نقصان
 ہی طریق خدا طلبی میں اور واجب ہی شیخ پر کہ حال
 مریدی سی تغافل نہ کرے اور کوشش کری تا انفا سے عمر
 اوسکی کہے بی یاد خدا ضایع اور برباد نہ جاوین اور اگر
 اوسکے تلاش و تہاؤن پر عتاب اور سرزنش نہ کرے

قاصر ہی تربیت میں فرد غافل احتیاط نفس کی نفس میں
 شاید ہمیں نفس نفس پسینہ **فصل** اور شرائط مرید سے
 وہ ہی کہ صحبت ساتھ شیخ کے بکومت اور مہابت رکھی
 اور بیعت اور عہد اس امر پر اختیار کری کہ عامل ہو و
 اوپر ارشاد اور فرمودہ شیخ کے خواہ موافق ہو او
 طبیعت کے خواہ مخالف اور شیخ پر ہرگز اعتراض نہ کری کہ
 ارشاد او کے سبب تجاؤز اور انحراف سبب ہی سد باب
 تعلم و تعلیم کا اور علت فرمودہ شیخ کی سمجھی یا نہ سمجھی
 عمل کرے اپنی طرف سے او میں کچھ نہ صرف نہ کری اور جو ذکر
 کہ شیخ نے فرمایا ہی اسی طریق پر اسی بجا لاوے اور اپنی
 تین کمزریاں شمار کری اور واجب ہی مطلب اپنا او پر
 شیخ کے ظاہر کرے اگر شیخ جواب فرماوی فہماو گرنہ
 اپنی طرف سے باصرار طالب جواب نہوے کہ بی ادبی ہے

اور لباس اپنا شیخ اگر عنایت فرماوی اوسے تعظیم نگاہ بھی
 بطریق تبرک اور اکرام و احترام شیخ کا بجالاؤ واجب
 شیخ معلوم کرے کہ مرید بمرتبہ کمال پہنچا اوس وقت اوسے
 قطع رشتہ اہلاد و توجہ فرما کر بخدا سپرد کری یا خلیفہ اپنا
 کر کے اوپر سند ارشاد کے سجادہ نشین کرے اور اذن
 دیوے اور یہ مرتبہ بدون ترک ہوا و ہو کس اور مجاہدہ
 نفس ساتھ گرسنگی اور تشنگی و بیداری و خاموشی و غواف
 گزینی حاصل نہیں ہوتا پس اگر ہمنشین صالح میر آوے
 صحبت ساتھ اوس کے مضائقہ نہیں اگر وہ عالم ہی معلوم
 دینی اور باطنی اور واجب ہی اوپر مرید کے کہ کیا سنے
 لغو حرام سی کیسو رہی اور اگر تمام طعام عالم مشتبہ معلوم
 ہو کہ لاجار بوقت اضطراب بعد ضرورت تناؤاں کری
 اور یہی شرط ہی مریدی میں کہ کلام شیخ گاہ و گاہ سے

اگرچہ شیخ حطا پر اور مرید حق پر ہو کہ اعتراض مریدوں کا
 شیوخ پر حرام اور ترک ادب ہی مگر تاویل شرعی اور
 جو مرید اپنی شیخ پر اعتراض کریں وہ مسخرہ شیطانی ہے
 مرید نہیں اور مرید کو لازم ہی کہ بجانب اجماع کہ جمیع ہدایت
 میں روا ہو توجہ کرے اور جو اجماع بعض میں ایل میں پناہ
 بجانب احوط رجوع اور اوکس پر غل کرے اور یہ بھی مرید کو
 لازم ہی کہ مطیع و منقاد ہو وی جسکا اوسی شیخ منقاد اور
 متبع کر دی گو وہ مطاع مطیع سی علم میں کم ہو اور شرایط
 ارادت سی یہ بھی ہی کہ جو طریق شیخ نے فرمادیا ہی اسکو
 سب طریق سی اولی اہد اشرف و افضل جانے اور پہوت
 کو کارفرما بنو وی اور آداب ارادت سی یہ بھی کہ روئے
 شیخ کے باادب رنگوں بیٹھا رہی چپ راست نظر نگری
 اور سلیح جاہ وقت زقمار و اتعامت کے اہل ابغز و رت

اور کلام لغو اور فضول و غنیت و اقرا سی زبان بند
 رکھی اور حلال و ہیبت شیخ سی ہر دم خایف و ہراساں
 رہی اور بی شعور و ادراک مجلس سماع میں حاضر ہو کر
 مقلدانہ زمزمہ اور ترغیض کرے شیخ کو لازم ہی کہ اسے
 عتاب و سزائیں فرماوے اور شیوخ سی گاہی اگر کوئی امر
 خلاف شریعت سز دہوے حمل پر خطا کرے بلکہ ربودے
 اور سکر پر محمول کرے لیکن اگر صاحب ایسی کو حاکم شرع
 بمقتضای شریعت عتاب و عقاب کری ماخوذ و معقوب نہیں
 اور مرید کو چاہی کہ امانت اسرار کہ شیخ نے اس کو تعلیم
 فرمائی ہیں نگاہ رکھی اور کسی پر ظاہر نہ کرے اور صادق
 الوعد اور صادق القول ہو و خصوصاً نقل حدیث
 بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ یہ کہ جو سنی بی تحقیق
 و یاد نقل کرے **فصل** اور شرائط ساکت

خدا کی سے ایک یہی کہ خود کسی سے کچھ طلب نہ کری مگر
 کہ وہ از خود دیوی اور دراہم و دنانیر شب کو نہ کہی سبکو
 براہ خدا اور اہل حقوق صرف کری اور بوقت حاضر
 ہونیکے شیخ یاس اپنی دلکو تمام خطرات شہوائی و عصبانی
 و نفسانی سے پاک کر کے حاضر ہووے اور جو کہ ارشاد
 فرماتا کہ اوسے بگوش قبول و رضا اپنی دلیلیں جگہ دیوے
 اور جو کہ اپنی فہم میں نہ آوی سہ زلش کرے اپنی نفس پر
 اور کہی کہ شیخ وہ مقام بیان فرماتا ہی کہ ہمکو گرد سر پرہ
 اوسکے گذر نہیں نہ یہ کہ شیخ کو نسبت کری بخطا اور شیخ
 ابن عجبی لکھتے ہیں کہ سید اور پیشرو ہمارے شیخ ابو مدین
 مغربی قدس سرہما فرماتی ہیں کہ میں گاہی ابتدا بحال
 اپنی شیخ پاس بے طہارت بدن و جامہ اور دل حاضر نہیں
 پس اس حال میں اگر شیخ میری طرف متوجہ ہوا خوش نصیبی

اور سعادت اپنی جاتی مینے اور اگر اعراض اور روگردانی
 فرمائی شومی نفس اپنی کی معلوم کی مینے اور یہ گمانی بہ نسبت
 بہووی اور خوش خلق و مراض اور آزمائش شیخ کے ساتھ
 سکا شفات اور خوارق عادات کی نہایت ترک ادب ہی اور
 خلق سے بی غرض اور طمع کسی سے نہ کہی اور قانع اور صابر و
 شاکر و متوکل و ذاکر راضی برضا حاجت بروائی خلق اللہ اور
 کنارہ کش سفہا اور ازراں سی ہووے اور محارم و شہوات
 اور لذت نفسانی اور موانع اہتمام سی یکسو اور فتوح و پیشکش کو
 حاضرین وقت اور اہل حاجت و مساکین پر خرچ کرے اور
 جانے کہ باطن نفس ہر آدمی میں حق تعالیٰ نے چار دریا پیدا
 کی ہیں غم اور حرص اور غفلت و تفرقہ اور واسطے عبور کے
 ان بچار سی کشتیان مقرر فرمائی ہیں پس جو کشتی توکل میں
 بیٹھا دریائی غم سے بساحل فرح پہنچا اور جو کشتی رضا پر

سوار ہوا دریائی حرص سے اوپر کنارہ زدہ کے آیا اور جو کتا
 کشتی ذکر میں داخل ہوا دریائی غفلت سے کنارہ الگائی
 پر پہنچا اور جو کشتی توحید میں سوار ہوا دریائی تفرقہ سے
 کنارہ جمعیت فائر ہوا اور سمجھی کہ تفرقہ بقا میں ہی اور جمعیت
 فنا میں یا خودی تفرقہ اور بیخودی جمعیت **پہنچا**

بجساب خودی قلم درکش	در رہ بیخودی علم برکش
تا بجارو پڑو بی راہ	کی سی در حسیم الا اند

اور موت چار قسم ہی موت سپید اور موت سرخ اور موت
 سیاہ اور موت ہمز مراد موت پید سی گر سنگی ہی اور
 غرض موت سرخ سی مخالفت ہوا اور اشارہ موت سیاہ
 اوٹھانا ایذا خلق کا اور مقصود موت ہمز سی رقعہ دوزی
 اس طرح حالات انسان کی ابتدا میں چار تہیں جنین اور
 طفل جوان و پیر اور روشنی قلب کی بھی حاصل ہوتی ہی

ساتھ چار چیز کے ذکر اور تلاوت قرآن اور یاد گاری موت
 اور استغفار کے پس چاہیے کہ لڑکائی اور بلوغ و جوانی پر ہی
 میں کسی وقت مشغولی اور فراغت و محتاجی اور تنگدستی یا
 کسی جگہ خواہ حبال و بحار ہوں خواہ بلدان و صحرا یا آبادی
 غافل بنو وی او سوقت میں اوس سے آزمائش ہو تو ہی
 خدا کی طرف سے ساتھ چار چیزوں کے ثنات اعدا اور ملت
 صدقا اور طعنے جہلا اور حسد علماء پس جب صبر کری اپنی چار
 پریاوی عزت قناعت اور طیب نفس اور لذت علم اور
 ثواب آخرت اور راہ وصول الی اللہ تین طرح ہی اول
 وصول الی اللہ حاصل ہر تری ہی ساتھ باہر آنیکے افعال دہم
 سی نام ایک تری کہ نفس ہے دوسرے وصول الی اللہ حاصل ہوتا
 ہی انقطاع سے اوسکا نام تصفیہ قلب ہے تیسرے وصول الی اللہ
 خروج صفات بشریہ سے حاصل ہوتا ہی نام اوسکا تخلیہ

الروح ہی طالبِ اہلِ اہل کو چاہیے کہ صفاتِ اپنی سے
 فانی ہو کر تا بصفتِ اسدِ باقی ہو کر اور درختِ خودی کو
 بنیاد سی او کھڑے کرنا اپنی ذات میں گلزارِ تجلیات واجب
 الوجود مشاہدہ کرے اور کشتیِ قیامین کہ عبارتِ ہی لا الہ
 سی سوار ہو کر منظورات و معلومات کو تحت سی فوق
 تک معذاتِ اپنی کے لا میں کہنچی یاد ریا ی ہویت میں
 سیر کری اور اثباتِ الا اللہ میں غوطہ ماری اور مقام
 بقا پہنچی اور قاعدہ ہی علم کا جو الا او پر ہو کے سب
 موجودات کو لا کرے اور تصورات ربوبیت میں اپنی
 دنگو بوستان کری اور ثمہ محبتِ چینی اور روحِ اپنی کو
 انوار و عدائیت میں جلوہ دیوی اور سراپا اسرار
 الہییت میں مستغرق کری اور تاجِ اخلاص سر پر رکھے
 اور کر بندِ حضوری کو کمر میں باندھ کر اوپر مرکبِ عبودیت

کے سوار ہو کر تازیانہ عبادت ہاتھ میں لیکر میدانِ وحشت
 میں گھوڑا کھڑا دوی تا بمقامِ احدیت پہنچی اور طالبِ
 سالک راہِ خدا کو یہ بھی ضرور ہی کہہ دل اپنی کو مانو
 ظہورِ منور اور بآبِ توحید پرورش دیوی اور رُحکو
 انوارِ حق میں محو کرے اور دریایِ جامع میں غواصی کرے
 تا گوہرِ اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرِّی یعنی انسانِ میرا
 ہی اور میں بہید اوسکا۔ حاصل ہووے اس لئے کہ رُحکو
 جان کہتی ہیں اور جان میں سر ہے کہ اوسے جانا کہتی
 ہیں وہ مقام ہی محبوبی کا بلکہ عینِ محبوبی ہی اور یاد
 حق تین قسم ہی یا زبانِ یابدل یا بسترِ حدیث قدسی ہے
 اِنَّ فِيْ جَسَدِ بَنِيْ اٰدَمَ لَمُضْغَةٌ وَفِي الْمَضْغَةِ قَلْبٌ
 وَفِي الْقَلْبِ نَوَادٌ وَفِي النُّوَادِ ضَمِيرٌ وَفِي الضَّمِيرِ
 سِرٌّ وَفِي السِّرِّ اَنَا یعنی بدنِ آدم میں گوشت

پارہ ہی اور اوسے گوشت پارہ میں قلب ہے اور قلب میں
 دل ایک پوشیدگی ہی اور اوس پوشیدگی میں راز اور اس
 راز میں مین - اور سالک کو چاہیئے کہ شہر امنیت کو جلا کر
 امنیت و نابود کری تا شہر امنیت میں کہ مہمور و آبادان ہی پہنچے
 اس کے کہ شہر امنیت کو شہر و حانی کہتے ہیں لیس طالب کو
 لازم ہی شہر و حانی کو آباد کرے تا قید نفس اور شیطان سے
 خلاص و مناص پاوے اور تزکیہ نفس حاصل ہووے اور نجات
 دوی کو قلب اور قالب سے دور کری اور کسوت یگانگی نہنی
 اور سدا پردہ محبت میں آوی تا محرم راز محبوب کا ہووے
 اور شراب کشتی محبت میں ہمیشہ سکر مجاہدہ حق تعالیٰ مخمور
 ہووی اور افعال و اقوال اور احوال و حرکات و سکنات
 اور غرور و پوش اور خواب و بیداری اور سب حال میں مع
 اس جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے وَهُوَ مَعَكُمْ اَبْنَمَا

كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ یعنی خدا تمہارے
 ساتھ ہی سب جگہ جہاں تم ہو اور وہ اعمال تمہارے دیکھتا
 ہی۔ جب یہ مقام معیت و بصیرت حاصل ہوا پس اعمال
 نامحجودہ سی خایف اور افعال نامشروع سی ہمیشہ ترسان
 لرزان رہی اور چاہے کہ اسدیرے ساتھ حاضر و ناظر ہی اوس
 کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور دایم دریائی قربت ان
 پکڑی کہ وہ فرماتا ہی وَتَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ
 الْوَدْيَةِ ۝ یعنی ہم بہت نزدیک ہیں طرف بندہ
 شہ رگ سی۔ اور تانس و تعلق کسی چیز کو اپنی دلمین راہ
 ندیوی اور صبح و شام بلکہ ہر ساعت و آن ذکر الہی من
 ابسا مستغرق ہوو کہ اپنی خودی فراموش و فنا کری فرماید
 انفا پس اس را اگر مرد عاقلی ۝ ملک و کون ملک تو گرید و بند

اور تمام اعضا اور جوارح کو یاد خدا میں ایسا مشغول رہے
 کہ ہر نین موزبان ہو کر اور ذاکر و مذکور ایک ہو جائیں
 دوی در میان سی او ہڈ جاوے طیت من تو شدم تو من
 شدی من تن شدم تو جان شدی * تاکس کو بد بعد از من من دیگرم تو
 دیگری - اور سالک کو چاہی معلوم کرنا کہ طالب کو کہتی ہیں
 پس معنی طالب کے دو ہیں ایک تو مستغنی دنیا اور مایہا سے
 اور دوسری مستغنی اپنی ذات سی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے الدُّنْيَا حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ
 حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا وَكُلُّمَا حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ
 اللَّهِ یعنی طلب دنیا حرام ہے اوپر اہل آخرت کی اور حسنہ
 خوبی آخرت کی حرام ہی اہل دنیا پر اور دنیا اور آخرت
 دونوں حرام ہیں اہل اللہ پر - اور سالک کو چاہی کہ دل اپنا
 بانوار معرفت حق روشن کری اور بینائی اپنی مشاہدہ

حق میں جانے اور معلوم کری کہ مشاہدہ کیا ہی المشاہدۃ
 رُیۃ المحسوس فی الحجاب یعنی مشاہدہ دیکھنا محبوب کا
 پردہ میں۔ اور جانے کہ تہہ کیا ہی ترک دنیا اور بی رغبتی دنیا
 سی جیسا کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی تَرَک الدُّنْیَا
 رَأْسُ کُلِّ عِبَادَةٍ وَحُب الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِيئَةٍ یعنی نزار
 اور بی رغبتی اور چھوڑنا دنیا کا سر ہی ہر عبادت کا اور اُلفت
 و محبت اور دل بستگی و لگاؤ ساتھ دنیا کے سر ہی ہر نافرمانی
 و بیزاری کا علت انا کہ ہر دو کون بیک جو نمی خزند بہ آہنا
 دم از محبت دنیا کجا زنده فرد و گر طالب مای مطالبہ رادین
 کز یافتن مات بکف جلد مراد : اور سالک کو لازم ہے کہ اپنے
 موجودات میں دل اپنا بیٹا اور روشن کری اور اپنے
 کسی موجود کا وجود نہ دیکھی اور جانے کہ کوئی چیز ذات اس
 الوجود موجود نہیں اس لئے کہ تمام مخلوقات تجلی و تجلیات

واجب الوجود کے ہیں اور ساتھ اس کے قائم ہیں واجب
الوجود حق سبحانہ ہی سوا اس کے جائز الوجود اور ممکن الوجود
ہیں اس واسطے کہ ذات باریؑ اسمہ کو ابتدا اور انتہا نہیں
تھا اور ہمیشہ ہو گا اور تمام منظورات جائز الوجود ہیں ابتدا
اور انتہا رکھیں اور ہمیشہ موجود نہیں اور کل معلومات کو ممکن
الموجود کہیں اس لئے کہ عالم میں معلوم ہیں اور شریک باریؑ
ممتنع الوجود کہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ لا شریک اور لا مثل
ہی اور سالک چاہی کہ اوقات مع اسد صرف کری اور
دنیا کو اپنی دلمیں خوار ولی اعتبار اور تلخ گردانے اور زبان
ذکر غیر اسد سی پاک اور روح کو ساتھ حق سبحانہ کے مانوس کری
تو ساتھ یہ مقام محبوبیت کے پہنچے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے فَاذْكُرْ
اَدُّكَ كَمْ یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ اور طلب
کہ یہی معلوم کرنا ضرور ہی کہ موجود اصلی ہرگز معدوم اور

نست نہو می اور معدوم اصلی ہرگز موجود نہو می ^{الوجود}
مَوْجُودٌ اَدَیْمًا لَاقِیَاءَ لَهُ اَبَدًا وَالْمَعْدُوْمُ مَعْدُوْمٌ
دَیْمًا لَاقِیَاءَ لَهُ اَبَدًا اور اوپر قسمت و ارادت ازلی کے
سرور و خزن اور صحت و مرض و زندگی و فواخی سے قانع اور
شاکر ہو کہ جان ای عزیز کہ اکل و شرب بالک کا تین طرح ہے
اول اکل شریعت ہی کہ کہا کر یاد الہی اور طاعت معبود
حقیقی بجا لاؤ جیسا کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے
ہیں **طیبت خوردن** برای رستین و ذکر کردن است : تو معتقد
کہ رستین از بہر خوردن است : دوسرا اکل طریقت کہ اپنی ذات
مین اکل و شرب کو حق سی مشاہدہ کری اس واسطے کہ وجود ہر
چیز کا ممکن نہیں مگر بحق تعالیٰ تیسرا اکل حقیقت کہ اکل مالکوں
کو ایک چائے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَنَا مِنْ نُّورٍ
اللّٰهِ وَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ نُورِي یعنی میں نور خدا سی ہوں اور

سب مومن میری نور سی طیت رقصان شوی ای طائر گریز بل
 رحمانی ۛ جو یابی ہر کہ ہستی میدان کہ عین آنی ۛ اور مومن او
 پانچ نشان ہیں مرض دایم اور حزن دایم اور صوم دایم اور سبند
 الیدین یعنی دعا بجناب کبریا اور ذکر موت ہمیشہ اور مومن آوے
 کہیں کہ کسی مخلوق کو ناحق ساتھ ۛ ہتہ اور زبان اینی کے اذہا
 نکرے طیت مباشر در پی آزار ہر پہنوا ہی کن ۛ کہ در طریقت یا
 غیر ازین گناہی نیست ۛ اور نماز کہ معراج ہی مومن کی طریق آوے
 ادا کا یہ ہی دنیا سی وضو کری یعنی ۛ ہتہ دہوی اور عقی سے
 غسل اور دریائی قناین غوطہ زنی اور نفس اپنی کو قربانی کری
 تا بقای ابدی فائز ہووی یہ ہیں معنی الصلوۃ معراج المومن
 کے اور ماسوی اسد کو او پر اپنی حرام کری یہ ۛ ہی تکبیر تحرید جسے
 تکبیر اولی کہیں اور اتغال مومن کے تین قسم ہیں ایک عبادت
 دوسرے جہودیت تیسری محبت پس بعد از عبادت کو تصور

اور امتیہ بہشتی حاصل ہووین اور بعض عبودیت کے قرب
 درجات اور بعض محبت کی قرب اتی پس مومن کو چاہیے
 کہ بہ حال طالب ذات ہو **فصل** مراقبہ دو قسم ہی
 نظری اور قلبی نظری یہ کہ حق کو ناظر اور بینا جانی اَلْعِبَادُ
 اَرْتَعِبُ اللّٰهَ كَمَا نَاكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ بِرَأْسِكَ
 بِمَوَاصِيْرٍ عَلَى كُلِّ حَالٍ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
 وَمَا يَخْفَىٰ یعنی حق عبادت کا یہ ہے کہ عبادت کرے
 گویا کہ خدا عا بہ کو دیکھتا ہے پس اگر یہ مقام رویت حاصل
 نہ ہو سمجھی کہ حق تعالیٰ اوسے دیکھتا ہے کہ وہ بینا ہی تمام حرکات
 و سکونات اور احوال و اقوال اور افعال عباد پر ظاہر
 اور پوشیدہ اور مراقبہ قلبی وہ کہ قلب کے خطرات اور
 خیالات سی خالی رہی کہ مقام ہی حق عز اسمہ کا اور رضا
 حق سبحانہ کو ہو قوف و منحصر اتباع و پیروی حضرت ^{الابرار} سنیہ

مین جانے قُلْ اَنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ یَعْنِی اگر
 محبت تالیق ہو شتہودی خدا منظور اور مطلوب ہی تو میرا اتباع
 کرو **طیت** محال است سعدی راہ صفا : تو ان رفت بز
 در پی مصطفیٰ : اور سالک راہ خدا کو ضرور ہی کہ دایم ذکر و
 کہ ذکر وہ باہر آنا ہی ذکر ماسوی اسدی الذکر ہو الخروج
 عَنْ ذِکْرِ مَا سِوَى اللّٰهِ اور یہاں تک ذکر خدا کری کہ فراموشی
 غیر اسدی میسر آوی وَاذْکُرْ رَبَّکَ حَتّٰی تَنْسِيَ نَفْسَکَ
 اور گناہوں گزشتہ سی توبہ کرے کہ تائب بعد توبہ مانود
 وَمَحْتَوِبٌ مِنْ التَّائِبِ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ
 پس بعد توبہ کرو معصیت کی نہ پھر ہی اور اگر اچاننا بانوائی
 شیطانی اور وسوسہ نفسانی مرکب معصیت ہو تو پرتوبہ
 ہی اور نام ہو **نظم** باز آ باز آ ہر آنجہ کردی باز آ
 از کاف و گریو بت پرستی باز آ : این در کہ مادر آنوسیدنی بت

صذبار اگر توبہ سکتی باز آ ۛ اور وقت ساتھ طہارت
 ہفت اندام اپنی کے کہ دست و پا ۛ چشم ۛ ہن
 سعی کرے جو بغایت اپنی اور توفیق نامتناہی اور سہ
 قادر ہو و استقامت دستگیری فرما و پس تقصیرات
 اور معاصی سی خلاص و نجات پا و اور تمام انوار ۛ
 و احوال کہ اوس کے صادر ہو وین ۛ ثناء کئی جائے
 توبہ زبان یہی کہ غیبت نکری اور توبہ درست یہ کہ ایذا
 رسانی کی کو نکرے اور اخذ مال حرام سی محبت حافظہ ۛ
 لکھتی ہن ۛ مباشر در پی آزار ہرچہ خواہی کن ۛ
 کہ در طریقت ما غیر ازین گناہی نیست ۛ مگر حکم شرعی اجرای
 حدود و قصاص اور دیت و تعزیر و غیرہ من مداہنت
 اورستی نکری اسی ایذا ہن کہتی بلکہ احیا اور بقائے ۛ
 ابی حکم شرع آخردن خطاست ۛ اگر خون بقتوی بر زمین رواست

اور توبہ پاہیہ کہ محافل و مجالس لہو و لعب میں خاصہ ہو و
 اور توبہ گوش و ہ کہ ایذا و تکلیف کسی نہ سنی اور حتی
 الامکان ازالہ و رفع اوسکے میں کوشش کرے و
 بگوش رضا مشنوائی کسی + و اگر گفتہ آید بغوش برس
 اور توبہ چشم ہیہ کہ بحجرات شرعی نظر شہواتی نکری پس
 جو کہ بیدار و توفیق ایزدی اور عنایت بارقہ سرمدی اس
 راہ پر ثابت و قائم ہو و صغائر و کبائر او تقصیرات
 یکسو اور مایل و راغب بحسنات اور بجانب مقام علین
 پر و از کری کہ بہ الی اس در روزی ہو و آدر انابت یہ کہ
 بہر حال ظاہر او و باطن او اپنی زمین منظور و مقدر اور
 معذور و موزوق نمی جانی تا خود بینی اور خودی اپنی سے
 خلاص اور رائی پاوے اور مقام فنا حاصل کرے
 اس رائی کہ خود بین و زاین بین ہوتا قطعہ عیب است بزرگ

برکشیدن خود را و در حلقہ خلق برگزیدن خود را و از مرد
 دیدہ بیاید آموخت و دیدن ہمہ کس را و ندیدن ہمہ کس را و
 جب کہ سالک طالب مقام قناتین پہونچا حق تعالی ستا
 کرم اپنی کے عنایت فرما وی اور سالک کو ضروری کہ
 دنیا سی بی نیازی اور بی رغبتی پیدا کری کہ یہ مقام ہی
 ابراہیم خلیل علیہ السلام کا جو انہیں منجیق میں رکھ کر
 اگ میں ڈالا جبریل علیہ السلام بحکم ملک العلام آئی اور
 کہا یا ابراہیم ہل لک الی حاجۃ یعنی کچھ بھی مجھ سے
 حاجت یاری اور مددگاری کی ہی کہا انا الیک فلا
 تیری طرف پروا نہیں جبریل نے کہا سوال کر اپنی پروردگار
 سے کہا حسینی سؤالی علمہ بحالی یعنی وہ ناگفتہ
 جانتا ہی اور نا طلبیدہ دیتا ہی اور میں بندہ ہوں مجھ پر طلب
 اور خواستگاری سی کیا غرض پس حکم پہونچا یا نادار

کُوْنِي بِرَدًّا اَوْ سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ط یعنی ہمیں کہا تشریف
 تو ہوتا جسکی اور سلامتی ابراہیم علیہ السلام پر تیس کمال بی نیاز
 کہ عجز و نیاز میں حاصل ہوتی ہی یہ ہی ای غریزہ مرتبہ مومن کا یہی
 کہ انیس الرحمن اور خواص الرحمن لقب اوسکا ہی ایسا مومن کہ
 شہوات و لذات دنیا مذاق دل اوسکے پر اثر اور تلخ ہو سکے
 جنت خود اوسکی طالب ہی ہ طالب جنت نہیں **فصل**
 اہل توحید کہتی ہیں موجودات دو قسم ہیں عالم صورت اور
 عالم معنی عالم صورت تمام ظاہر ہی اور عالم معنی تمام باطن
 اور پوشیدہ لیکن بعض اوس سے بیدہ ظاہر دیکھا جاتا ہی
 جیسی ملکی اور بعض بیدہ باطن جیسا ملکوتی اور معنی موجود
 اور یافتہ نہیں ہوتے مگر بعض صورت پس ظاہر و باطن سب ظہور
 اوسکی صورت کا ہی کہ اوسکی صورت اپنی بظاہر نمودار کے
 ایسا ہی ہوتا ہی سب عامی **رابعی** نقش کہ سنفو ہستی پیدا

اوصورت انکسٹ کان نقش آرت ۛ دریائی کہن چومیزند موجی نو
 خوشن خوانند حقیقت دریاست ۛ قول ہی موحیدین کا کہہ کر
 نے بصورت کاثرہ و متنوعہ اور یکسوات متضادہ نمود و ظہور
 کیا ہی کہین بصورت نیلی و مخنوں اور وامق و عذرا کے
 ظہور کیا ہی وہی ہی کہ چشم مخنوں اپنی جمال پر لیلیٰ میں نظارہ
 کر کے اپنی تین دوست رکھتا ہی پس جسکو کہ انسان دوست
 رکھی اور او کی طرف متوجہ ہو وی وہی ہی اگرچہ دیکھنی و
 نہ جانے نظم زدیاموج گوناگون برآمد ۛ زیچونی رنگ چون برآمد
 گہی در کسوت لیل افروشد ۛ گہی در صورت مخنوں برآمد
 بہر حال نظر مخنوں کی حسن لیلیٰ پر نظر ہی ہر حال کہ بخیر اوس
 جمال کے سب قبیح ہی اگرچہ مخنوں بخانی کہ ان اللہ سبحانہ
 یحب الجمال اس جمیل ہی دوست رکھتا ہی جمال کو اور او
 غیر کو حقیقت میں ظہور اور بود نہیں پس جمال کیونکر ہو کر یا

یارِ ارم کہ جسمِ جان صورتِ او نہ چہیم چہان بہتر بہ صورتِ آہ
 ہر معنی خوب صورتِ پاکیزہ نہ کاغذِ نظر تو آید آن صورتِ
 وہی معنی ہیں کہ بزبانِ موسیٰ علیہ السلام آید نبی کہا او خطاب
 لکن ترانی بھی اوس کی تھا اور بزبانِ درخت اِنی اَنَا اللہ
 کہا موسیٰ علیہ السلام وہی سنا طبعیت چون بالمشہد
 ہزارانِ رویِ داشت نہ بود در ہر ذرہ دیدارِ گر نہ اوس کی تعلیمات
 کو حد و نہایت نہیں ہر عاشقِ اوس کے ایک نشان اور ہر عارف
 اوس کے ایک عبارت اور ہر محققِ اوس کے ایک اشارت
 اور فرماتا ہی لیکن اطلاع اور وقوف او پر اس کے اوس
 دیوین جو بدل رسیدہ ہوا اور خطِ اوس کے دل کا اس سخن
 ہو کہ جبیکہ گرسنہ کو تقاضائی دایمی او پر اطعمہ کے ہوؤ
 اور دل اوس کا مایل اوسطِ ایک بزرگ نی فرمایا محبت
 و معرفت نام ہی اوس دوستی کا کہ عیش و غذا عارف کی

وہی ہوگا اور خوش و خواہ اور بود و گفتار او کی سادہ
 خیال او کے ہوگا اور تمام حرکات و سکنات او کی بغیر حق
 سبحانہ ہوں وہ اہل دل ہی اور وہ کہ کا ہی دل او کا
 بحضرت محبوب متوجہ اور کہی اور طرف وہ مثل آہو حشی
 ہی کہ صحر اسی اوسی گرفتار کر کے گدین لاوین لیکن وہ ہی
 ارادہ رکھتا ہی کہ بوقت ربائی او سی طرف جاو اسی شخص
 کو اہل دل نہیں کہتی بلکہ وہ اہل نفس ہے صوفی نہیں متصوف
 کہ بتکلف صوفی بنتا ہی حقیقت میں صوفی نہیں صوفی او
 کہیں جو نمک زار حقیقت میں گر کے نمک ہو جاو مصرع
 درکان نمک ہر کہ فو رفت نمک نہ عوام گا و خرمین اور
 صوفی با جز تمام متصوف راہ روہین اور تمام صوفی و صلا حق
 فرو تاکی ای عطار زین حرف مجاز نہ بر سر اسرار توحید آئی باز
 جو ایک نور محیط ہی سادہ صورتوں کے اوسی کا نام نور مطلق ہے

اور توحید مطلق وہ ہی کہ کوئی چیز کسی چیز سی اور کوئی کام
 کسی کام سی اور کوئی راہ کسی راہ سی اور کوئی صحبت کسی
 سی جدا کرے اور اعراض ایک چیز سی اور توجہ طرف چیز
 دوسرے کی نہ لائے جبکہ ایک سی اعراض اور دوسرے طرف توجہ
 اختیار کری توحید مطلق سے باز رہی مسلمان حقیقی وہی ہے
 جو کہ بتو حید مطلق پہنچا اور دوی اور غیرت سی رہائی بانی
 اور جو کہ توحید مقید مجازی میں رہا مسلمان مجازی ہی نہ حقیقی ^{نظم}
 آفتابی در ہزار آن آگینہ یافتہ : پس رنگی ہر کی تابی عیان انداختہ
 جلد یک نور است لیکن رنگهای مختلف : اختلافی در میان این آن انداختہ
 جس پر یہ دروازہ توحید کہولا اضافات من و تو او سے
 ساقط ہوئیں اور نسبت اذان سن و اذان تو دور آورده
 شہ ہزار حجاب نور و ظلمت سی کہ رو برو سا لک کے ہیں اون
 سب کو ایک آئین میں بیان کرتا ہوں اور راہ صدالہ کو ایک آئین

میں علی کرتا ہوں گوشت کہہ کہ وہ سب غفلت ہی ساک کی
 محبوبیت جیت دینا از خدا غافل بُدانِ وقت
 فی قماشِ نقرہ و فرزندِ ورنہ جینک غفلت فایم ہیضا
 حجاب ہی آورہ جو ہمہنی کہا تھا کہ حجاب دو قسم ہیں
 نورانی اور ظلمانی پس نورانی صوم و صلوٰۃ اور تلاوت
 قرآن وغیرہ ہیں عبادات کے کہ لنت اونکی دیدار محبوب
 یاد آوری اور سکی سی باز رہی یہ سب حجاب ہیں نورانی
 اور حجاب ظلمانی تمام مشغولی ہی ہوا نفس اور حب ہم
 کہہ چکے کہ سب ایک نور ہی پس حجاب نور و ظلمت کہنا
 کچھ معنی نہ کہی جان کہ سب ایک نور ہی لیکن جیت تک
 ساک اور نور سی غافل نہیں حجاب نہیں جبکہ غافل
 ہوا حجاب درمیان آیا اور محجوب ہوا حجاب کے باہر آنا
 ضروری اور حجاب الگ کا اور معصیت ہمیشہ غافل ہونا

محبوب حقیقی سے اور اگر کوئی کہی غیر کہاں ہی حجاب
 اور نہیں سزاوار کہ غیر حجاب اوکا ہو اس لئے کہ حجاب
 سزاوار ہی محدود کو جو سب ایک نوہی اوکو محدود
 نہایت نہیں پس کہ موجود ہی عالمین خواہ صورت خواہ
 معنی سب صورت او سکی ہی ہے مقید بصورت نہیں
 پس تو یہ سالک کی غفلت سی اٹھے ہی تاقید دوی سے
 باہر آوی اور توحید مطلق میں
 رویتو ہم روئی ت درجہ
 پیدائی پز جبکہ پردہ پندار غیر کا
 آیا دوی پیدا ہوئی اور
 فرد دوی رائیت رہ
 جو پندار غیر اور دوی میدا
 بن جائے یہ مفعول کہی فر

شب بیا تو غنودم و نمید آتم : ظن برده بودم بخود که من ^{بودم}
 فی جلد تو بودی نمید آتم **فصل** بیان عالم مین عالم
 عبارت ہی ملک و ملکوت اور جبروت سی ملک عبارت
 موجودات جسی سے اور ملکوت مراد ہی موجودات ^{تعالیٰ}
 اور جبروت غرض ہی جو ہر اول سی اور یہ جو ہر اول کہ
 مسمی ہی جبروت ملک اور ملکوت کو بمنزلہ حب یعنی دانہ
 اور نقطہ کے ہی پس عالم لاہوت کہ عبارت ہی ذات
 محض سے قابلیت شب اشیا رکھتا تھا وقتی کہ شایدا ^{ہوئی}
 متلبس لباس جبروتی ہوا اور دریائی قوہ سی او پر صحر
 فعل کے آیا اور متلون بلون جبروتی ہوا نام او کے نے
 وجود پایا اور بصفت وجود موصوف ہوا اور بجوہر
 موسوم اور اصطلاح مین او سنی احمد اور ابوالارواح
 نام پایا اَنَا اَحْمَدُ فِی السَّمَاءِ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ

یعنی نام میرا آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہی پس جو چیز
 کہ تھی اور ہی اور ہوگی اس جو ہر اول میں موجود تھی لیکن
 امتیاز اور علاحدگی اوسمیں حاصل نہ تھی اس بعد ادب
 چیز کا اوسمیں موجود تھا مثل ہیولی کے بقول حکما اور تجربہ
 اول بسیط ہی اور مالا مال جو دمنزدہ ہی حد و نہایت اور
 غایت سی پس یہ جو ہر اول شکافتہ ہو کر دو شاخ ہوا ایک
 شاخ اوسکی بدایت عالم ارواح ہوئی اور دوسری بدایت
 عالم اجسام اور دو طرح پر ظہور و تجلی کیا تجلی لطیف اور
 تجلی کثیف ایک شاخ لطیف رہی اور دوسری کثیف
 ہوئی إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا نَفَقَةً
 هُما یعنی آسمان و زمین آپس میں پیوستہ تھی ہنسی اور نونہ کو
 جد کیا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا اور کی ہنسی پانی
 سی ہر چیز زندہ۔ اور نام اوسکا آب رکھا کہ وہ اصل

میں لطافت رکھتا ہی پس اسنی بمقلوبیت ظہور کر کے
 ام نام اپنا رکھا کہ ام مقلوب ہی ما کا اور سرعۃ ام الکنا
 کا یہی ہی پس اصل میں ام اور ما ایک ہیں موسوم تھے
 دو اسم کے پس جبکہ سالک نے جو ہر اول پہچانا اور ترقی
 وفاق سی خبردار ہوا اب معلوم کرنا چاہی کہ وہ جو ہر
 ناشکافۃ جب تک کہ متصف بد و صفت نہ ہوا تھا او مثلاً
 ایک شی کے تہادوات تھی جو شکافۃ اور جدا ہوا قلم نام
 پایان وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ نون عبارت ہی تھا
 فتنی سی اور مایطرون بیان ہی اقلام اربع کا یعنی جو جو ہر
 اول شکافۃ ہو کر دو شاخ ہوا ایک شاخ اوکی سی چار
 دو اتین نمودار ہوئیں یعنی کیفیات اربعہ حرارت و برودت
 اور رطوبت و یبوست آورد و سری شاخ سی اقلام اربعہ
 اعنی عناصر اربعہ آتش و آب و خاک و باد یہاں ہونی اوہ

پہلی اقسام اربعہ اولیٰ چار دو اہم کتابت میں آئی اور
 افعال کہ کلمات اسہ ہیں مکتوب ہونا شروع کیا اور فہم
 کتابت سی آج تک ایک کلمہ مکرر نہیں لکھا اور نہ لکھیں گے
 لَوْ كَانَ الْيَحْيٰى مِثْلَ مَا اِذَا الْكَلِمَاتِ رَدِّيْ لَنَقِيْدَ الْحَيٰثِ
 قَبْلَ اَنْ تَمُوْدَ كَلِمَاتِيْ بِعَنِيْ اِگر ہو تا دریا سیما
 واسطے کتابت کلمات میری رب کے اہلۂ آخر ہو جاتا دیا
 پہلے آخر ہونے کلمات پروردگار میرے۔ پس وہ شاخ اور
 بیات اپنی کے رہی اوسی ہمیں طایع اربع کہا اور شاخ
 دوسری کہ بکسافت آمیختہ و پیوستہ ہوئی اوسی ہمیں غما
 اربعہ کہا پس مفردات عالم سوائی این آہستہ کے نہیں اور
 اولیٰ و شاخ کو گاہی آسمان و زمین اور گاہی دنیا و آخرت
 اور گاہی غیب و شہادت اور گاہی خلق و امر اور گاہی
 شیطان و محمد اور گاہی آدم و حوا اور گاہی بہشت و

دوزخ اور گاہی ملک ملکوت اور گاہی روح و عین اور
 گاہی عبودیت و ربوبیت اور گاہی ظاہر و باطن اور گاہی
 نور و ظلمت اور گاہی طبائع و عناصر اور گاہی عقل و عشق
 اور گاہی جلال و جمال اور گاہی حق و باطل کہین پس
 او شاخ فی کہ بصورت عنصر ہور کیا اور طبیعت و خاست
 او سکی پید اکی میل او سکی اور کشش بالکل بجائے اسفل ہی
 اور دعوت الی النار وہ نامرضی ناپسندیدہ ہی پس اگر
 سالک میں ظہور صفات شاخ طبعی مغلوب ہووے اور صفات
 شاخ عنصری غالب ہوے سالک بے شیطانی و کافر ہی گاہی
 کہ عبودیت کو ربوبیت پر غلبہ دیتا ہی اور عبودیت کو
 وقایہ ربوبیت کرتا ہی اور اگر سالک میں ظہور شان
 طبعی غالب اور صفات شاخ عنصری مغلوب ہوے شخص
 ملک و مومن ہی کہ عبودیت کو مقہور ربوبیت کرتا ہی

اور ربوبیت کو وقایہ عبودیت پس سلطان عشق حب تک
 خلوت خانہ وحدت و فردیت گانِ اللہ و لَمْ یَکُنْ مَعَهُ شَیْءٌ
 مین یعنی تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ او سکی کوئی چیز مستورہ
 پوشیدہ تھا کچھ نام نہ کہتا تھا اس لئے کہ نام بنایا امتیاز
 ہوتا ہی جو کہ اس وقت مین کوئی اور نہ تھا امتیاز کی کیا حاجت
 پس اس عشق نے قبا و کلاہ جیروت آراستہ کر کے جلو کیا
 اس وقت مسمیٰ باجمہ اور جوہر اول ہوا پھر بقیای دیگر مین
 و آراستہ ہوا کہ نصف قدام سی سفید اور نصف خلف سی
 سیاہ اور ساتھ دو نام مختلف کے مسمیٰ ہوا محمد اور امیر
 آدم و حوا حق باطل نور و ظلمت بہشت و دوزخ وحدت و
 کثرت طہارت آن دیان پر ہمک برہیک پس پیدا ہوا پختہ
 کردی شوری در جهان انداختی پس جو کہ افعال مرضیہ و
 سنی جو دین آیا ہی وہ نسبت بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اور

جو کہ نامرضی و ناپسندیدہ سی ظہور میں آتا ہی وہ منسوب
 بشیطان ہی پس ظہور دو نومراتب کا مرضی اور نامرضی
 سی باعتبار باعتبار توحید سب کمال ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا مثل موم کہ اگر اوسی باسکال مختلفہ اور انواع متنوعہ لاکھ
 صورت بناوی اصل موم ہی اور یہ شہوہ کمال اوسکا
 لیکن افسوس علامت دیکھتی موم کے وہ ہووے کہ مجھ دبا
 موم دل مثل موم کہ اختہ ہووے پس جو دیکھتی والی نے
 دل اپنا مثل موم کیا چشم اوسکی چشم عشق اور حق بین
 ہوئی اور یہ چشم غیر پرہیز پڑتی **فصل** بصیحت
 اور اصطلاحات سلوک میں امی عزیز بناء درویشی چند چیز
 برہی تقوی توکل کم کہانا کم بولنا اور کم آمیزش بخلق اور
 انقطاع اہل خلق سی اور رفع خطرات اور حضور قلب و اخلاص
 اور انکسار و تعظیم لامر اسہ اور شفقت علی خلق اور غم

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شادہ روی تنگی و فراخی
 اور مح و ذم کو ایک جانتا چین بابر و ہونا اور اپنی تین ب
 خلق سے کمتر شمار کرنا اور سب پر نیک لگان رکھنا جیسا حضرت
 سعدی علیہ الرحمہ فرمایا **ایست** مرا پیر دانائی مرشد شہاب
 دو اندرز فرسودہ روی آب : یکی آنکہ بر خویش خود بینش
 دویم آنکہ بر غیر بد بینش : طریقت جز این نیست درویش
 کہ افتاده دارد در تن خویش را : بلندیت باید تواضع گزین
 کہ این نام را نیست سلم خزین : اور کسی چیز پر طعن و حقارت کرنا بجا
 سب نظر آتی ہین اور بد مطلق پیدائش میں نہیں اگر کسی جگہ ضا
 ہی و سری جگہ نافع ہی **طیت** رشت در مرتبہ خویش زیبا کم
 ہرچہ بینی بھان حسنائی دارد : تجلی ایک ہی اور اختلافات
 بحسب استعداد **طیت** باران کہ در لطافت طبعش خلوف
 در باغ مال روید و در شور بوم : اور اصطلاحات سے رستی

جو نیت درست ہوئی سب کام ساختہ اور آراستہ ہونگے
 الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ نَيْتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ شَرِّ عَمَلِ
 مواخذہ افعال ہی اور طریقت میں خطر اور غیت پر طیت
 بر آستانہ مینا نہ گر سبیتی : مزن پائی کہ معلوم نیست نیت
 اور اصطلاحات اہل سلوک سی توبہ ہی التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
 كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی توبہ کستند گناہ سی ایسا ہی گویا کہ او
 کبھی گناہ نہیں کیا جو توبہ کری پس ہرگز گرد مصیبت کے نہ پہرے
 اور گناہ کو بعد از توبہ ایسا دشمن جانے کہ پیش از توبہ دوست
 رکھتا تھا اور سنجیدہ اصطلاحات سی حال ہی اور حال ایک چیز ہی
 کہ دل پر طرب یا خزن یا قبض و بسط سی وارد ہووے اور ازل
 ہووئی بطور صفات نفس اور ایک وقت ہی وَهُوَ مَا يُرَدُّ عَلَى
 النَّفْسِ فَيَسْتَمِرُّ أَكْثَرُ مِنَ الْحَالِ وَلَنْ يَبْلُغَ حَدَّ الْمَقَامِ
 بعض کے نزدیک حال دو وقت دو نو ایک ہیں اور مقام متباین

اور بعض کے نزدیک حال وہ ہی کہ وارد ہو وی اور شب
 تر زایل ہو و خواہ مثل او کے دل پر طاری ہو یا بنو اور وقت
 وہ ہی کہ استمرار و استقرار او کا اکثر حال سے ہو اور برج
 الزوال ہو و اور مقام وہ ہی کہ مستقر و ثابت ہو اور
 زوال نہ قبول کری پس بحسب اس تقدیر کے حال اول مرتبہ
 اور وقت اوسط اور مقام نہایت او کے مثلاً اگر باطن
 سالک کے ارادہ رافضی یا محاسبہ یا انابت وغیرہ منبجست ہو
 پس بجهت تعلیہ نفس زایل ہو و نام او کا حال ہی اور اگر
 پھر غود کری اور استقرار بعد از ان زایل ہو و اوسطی
 کہیں اور جو مرتبہ ثبوت و استقامت پہنچی اوسی مقام کہیں
 اور ایک اصطلاحات اہل سلوک سی وجہ ہی **الْوَجْدُ مَا يُؤَدُّ**
عَلَى الْقَلْبِ بِمَا تُكَلِّفُ اور تواجہ ہی **التَّوَّاجِدُ اسْتِدْعَاءُ**
الْوَجْدِ عَنْ نَفْسِهِ لَيْسَ لِصَاحِبِهِ كَمَالُ الْوَجْدِ وَجْهٌ

نام حالت بی تکلفہ کا ہی اور تو اجد حالت متکلفہ ہی اور فوق
 اس حال اور اس حال میں بہت سی اور ایک قبض و بسط ہی ^{وہم}
 حالانہ شبہان الخوف والرجاء یعنی قبض و بسط منہی کے
 واسطے بمنزلہ خوف ورجا کے ہی مبتدی کے لئی اور اوہنیں ^{اصطلاحات}
 سی علم الیقین و عین الیقین اور حق الیقین ہی پس علم الیقین
 بنظر استدلال حاصل ہووے اور عین الیقین بطریق کشف
 و نوال اور حق الیقین براہ انفصال لوٹ ضلال سے
 اور لکھا ہی کہ علم الیقین حصہ ہی اولیا کا اور عین الیقین بہرہ
 خواص اولیا کا اور حق الیقین خط انبیا کا قول ہی جناب
 ولایت کرم اسد و چہ کالو کشف بغطاء ما از دوت یقیناً
 کہ بعد انکشاف زیادتی بنووی یقین میں جب قدر کہ اول ^{حجاب} ختم
 حاصل ہی اوہ میں افزونی بنوویے اور محاضرہ و مشاہدہ
 مکاشفہ ہی اصطلاحات اہل سلوک سی ہی محاضرہ حق ہی ارباب

تلویں اور اہل علم الیقین کا اور شاہدہ حق اصحاب تکمیل اور
 اہل حق الیقین کا اور مکاشفہ ایک مہی دریاں ارباب تلویں
 اور اصحاب تکمیل اور اہل عین الیقین کے اور منجملہ اصطلاحات
 اس طریق سی میت و انس ہی اور وہ دو نمشا بہت کہتی
 ہیں ساتھ قبض و بسط کے اور لوائح و لواح اور طوابع ہی
 اصطلاحات اہل سلوک سی ہیں پس لوائح مانند برق ظاہر ہو کر
 جلد محقق و پوشیدہ ہوتے ہیں اور لواح ظاہر ہیں لوائح کے
 اور بہین اوسی زوال ساتھ اس سرعت و شتابی کے اور طوابع
 باقی و ثابت رہتی ہیں اور بعضی کہتے ہیں کہ طوابع و بوارق اور
 نوادی و طوابع اور لواح و لوائح الفاظ متقاربتہ المعنی ہیں
 مبادی نوال اور ان کے مقدمات سی اور غیب و حضور نبی ظل
 ہیزاہن اصطلاحات میں فالغیب از غیب القلب
 عن احوال الدنیا غیب اعراض و پوشی ہی قلب کی حلال

دنیا سی و الحضور الذی بحضور الحقیقی اور حضور حضوری
 احوال عقبی کی اور بعض کہتی ہیں غیب بہرہ سکر ہی اور حضور
 بمناسبتہ صحیح و ہوشیار اور محو و اثبات اور بقا و فنا اور صحیح
 و سکر اور جمع و تفرقہ اور تلوین و تکلیف یہ سب اصطلاحات ہیں
 طریق سلوک کی نحو نام ہی ازالہ او صاف عبادت کا اور آیات
 اسم ہی اقامت احکام عبادت کا اور فنا سقوط ہی اوصاف
 مذمومہ کا اور تقاضات نعوت مجیدہ کا اور فاجد شہم ہی تفصیل
 او سکی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان ہوگی اور سکر غلبہ ہی سلطان
 حال کا اور صحیح و عود طرف ترتیب افعال کے سکر حصہ ہی ارباب
 قلوب کا اور صحیح و ہر مکاشفین بحقائق العیوب اور جمع مراد
 قمار بندہ کی اپنی ذات سی اور دیکھنا تمام اشیاء کا شد اور
 الکی اسد و من اسد اور تفرقہ نظر کرنا طرف کون کے اور تلوین
 صفت ہی ارباب احوال کی اور تکلیف صفت اصحاب حقائق کی

سالک جب تک طبعی مقامات میں ہی اوسی صاحب تلوین کہیں
 پس جب طبعی مقامات کر کے بمقصد خود قرار پکڑا اوسوقت اوسی
 صاحب تکلیف کہیں جانا چاہیے سالک جب تک راہ معرفت سلوک
 رکھتا ہی اور امیدوار ہی کمال کا نام اوسکے اصطلاح علم سلوک میں
 تین ہیں سالک واقف و راجع سالک وہ کہ دائم راہ سلوک
 طبعی کرے اگر اس کا زمین توقف و تاخیر بھل آوے اوسی واقف
 کہیں اور اگر شباب اوسی ترک نکری اور نہ بانات مقرون
 خوف و اندیشہ ہی کہ راجع ہووے اور لغزش اس راہ کی سات
 قسم ہی اعتراض و حجاب و تفاصل و سلب مرید اور سلب قدیم اور
 تسلی و عداوت مثلاً اگر عاشق و معشوق کہ مستغرق ہیں بحر
 محبت میں عاشق سی کوئی چیز ناپسندیدہ و نامرغوب معشوق کے
 ظہور میں آوی اگر فوراً بمعذرت اوسکے مشغول ہوا نام اوسکا
 اعتراض ہی او اگر اوس نظر پر اصرار کری نام اوسکا حجاب ہی اور اگر

اوس سے بھی نادم و مستغفر نہووی وہ تفاصل ہی کہ انجام کار ب
 مزید منجر ہووے کہ ذوق طاعت و عبادت اوس سے سلب کرین اور
 اگر اوس سے بھی نادم و مستغفر نہووی سلب قدیم آزمائش کرین اور
 تسلی وہ ہی کہ دل معشوق جدا ہی عاشق میں قرار پذیر ہو اور اگر
 اس سے بھی مستغفر نہو اتلی منجر بعد اوت ہووے پناہ خدا کی اوس
 ای عزیز معرفت ذات و صفات و افعال ہر ذرہ میں ذرات عالم
 سمیت حق موجود ہی اور اکثر آیات فرقانی اوس پر الہین و حق
 مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہی جہاں تم ہو ہر فعل
 و وصف کو کہ عالم میں دیکھی جانے کہ فاعل حقیقی وہ ہی اور مضمون
 اس حدیث کا کہ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ یعنی اسے تھا اور
 نہ تھی اوس کے ساتھ کوئی چیز اب عارف کامل پر ہی ہو یہ احباب
 مقام احدیت میں تھا وقتی کہ تجلی ذاتی عارف پر تجلی ہووے
 ایسا سمجھی کہ خدا واحد ہی تعدد و کثرت کو اوس میں دخل نہیں دے

برشی کہ وحدت ہی اور کثرت بحسب ظاہر قاضی وحدت نہیں
 جیسا کہ مثلاً زید کے لئے ہونا دست و پا اور سر و گوش و بینی و چشم
 اور قوائی ظاہری باطنی کا کہ حد و شمار میں نہیں آتے سب مل کر
 شئی واحد کا نام زید مقرر ہوا اور ہونا اس کثرت کا سبب تکرار زید
 نہیں ہوتا پس وقتی کہ یہ معلوم کیا جان کہ اگر کوئی مثلاً نابہ یا ایک عضو
 اس کے اعضا سی پکڑی اور کہی کہ یہ زید ہی یہ محض غلط و خطا اور
 خلاف واقعہ ہے پس زید نام ہی مجموعہ کا زودہ کہ ہر ایک ان
 اجزاء و قوی سے زید نام پس کوئی عقل کل اور عرش و کرسی یا پرشی
 اور کبھی خاصہ یا بینہ ال کفر اور زندہ ہو اس لئے کہ کثرت شمار
 اسمیت کہ مجموعہ شئی احدی فرد و تن جانِ بھانست بھان جلد بدن
 تہ در تہین ہوتا کہ تیسوہ ہاں : ای عزیز ہی یقین جان کہ توحید ہے
 فرد بانی : ہر جماد و پرست : تو خود توحید غیبی حافظ از میان
 وزیر اسرار : ہر تہی تا : فرماتی ہیں فرد و تعلق حجاب و بجا صلی

چھوٹے ہاکیسلی واصلی : ای غریز حجاب دو قسم ہی ظلمانی
 اور نورانی حجاب ظلمانی مثل صفات و افعال سیمہ اور حب دنیا و جا
 اور شیخت و نیک نامی وغیرہ کی پس ہو سکتا ہی رفع اس حجاب کا اور بل
 سیدہ بحث لیکن رفع حجاب نورانی مثل علم و عبادت اور طاعت
 و حشا اور کشف و کرامات وغیرہ کا بہت مشکل ہی العلم حجاب
 الاکبر پس دو قسمی ان سب کو خیال میں تلاوی اور سب توفیق الہی
 اور قبول ارزوی سی جائے اپنی تین درمیان میں تلاوی اور شمار زکری
 کہ فاعل حقیقی وہ ہی اور ابتدا اسراہ کی شریعت سی ہی کفر ایض
 واجبات اور سنن و استحبات و آداب سب بجا لانا نام اسکا طاعت
 ہی اور حفاظت تن و لقمہ و جاہ اور حجابی حرام اور پلیدی و حدت
 و جنابت کہ یہ ہی طہارت بواجب اور جو اس خمسہ کو لوٹ معصیت
 نگاہ رکھی اسی طہارت باطن کہیں اور بجا لانا و امر اور باز رہنا
 خواہی سی یہ شریعت ہی بعد از ان راہ طریقت ہی کہ دنیا اخلا

ذمہ مثل حب جاہ و شہوت و حسد و کینہ اور بکروجر صا و ریفق و کحل
 وغیرہ سے پاک کہی اور بصفات حمیدہ مانند صدق و صفا اور علم
 و سخا اور وفا و احسان اور حسن خلق و صدق معاملہ یا خلق و خا
 وغیرہ کے ارستہ ہو اور اسی گردش تبدیل کہتی ہیں اور یہ ہم
 عظیم ہی بغیر اسکے راہ دریافت نہیں ہوتی اس کام اور اس راہ
 میں خلوت و عزلت چاہیئی تا شغل علی الدوام یا بہتمام تمام میسر
 اور خلل بکار واقع نہ ہو **طیت** سخن یا کسر گوا الا ضرورت
 خلل تا در شیفہ در حضورت : یہ راہ ہی حقیقت معرفت کی اور
 یہ سربہ کی بسینہ عارفان تابان ہوتا ہی اور یہی ہی مطلوبت شریعت
 و طریقت سہا کہ وہ پوست اور یہ مغز ہی اور صوفی جذبہ قہم ہیں
 جسکو کہ سالک موافق امر الہی اور سنت نبوی دیکھی اور قول و
 فعل اسکا مطابق و موافق شریعت شریف کے ہو و اس پر اعتقاد
 لاوی اور اگر برخلاف اسکی ہو گو صاحب تصرف ہو و معتقد اسکا

ہونا نچا ہیئی کہ وہ منزل مقصودی بر اصل دور ہی ایسات
 خلاف پیمبر کسی ہگزیدہ کہ ہرگز غنزل نخواہد رسید پمخال است
 سعدی کہ راہ صفا پے توان رفت جز در پی مصطفیٰ پے خرق عادی
 کہ انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم سی صادر و واقع ہوں انہیں
 سجدہ کہیں اور جو کہ اولیاء قدس اللہ اسرارہم سی ارد ہوا و کا
 نام کرامت ہی اور جو کہ مجاذیب و اطفال یتیم سی سرزد ہوا و
 معوت کہیں اور جو کہ کفار سی ظاہر ہو و وہ استدراج ہی
 اور استدراج پر فریفتہ ہونا نچا ہیئی اور کشف اہل اللہ کے نزدیک
 زاید حکم خطرات سی نہیں اور کچھ اعتبار نہ کہی قول ہی مصرع
 کشف را کفش ساز و بر سوزن پے کہ حجاب عظیم سالک پر علم
 اور خرق عادات بین ہی سبب کہ طی مقامات سی باز رہتا ہی
 جس مقام بین کہ پہنچی استادگی نگری کہ منازل و واردات
 نامتناہی ہیں جس جگہ بند ہوا راہ زیادہ سبتہ ہوتا ہی

مالک ملک دل ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ
 علیہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں بالفضل اگر کوئی
 آسمان پراڈر انگشت ہو اور اگر پانی پر چلا خشن ہو ا دل ہاتھ میں
 لانا چاہیے ناکس ہو وی اور بقول اہل حقیقت اور مردان
 طریقت دل بھی حجاب ہی حق دانی اور حق شناسی کام ہی
 مرد و نکا آئی عزیز ظہور وجود ہی اور بطور عدم ظاہر نام ہی
 وجود کا اور باطن نام عدم کا پس جو کہ نزدیک محجوبوں کے
 خلق سی واقع میں حق ہی کہ اوپر محجوبی و مخلوقی متمنع ہی
 واللہ غالب علی امرہ **فصل** بیان ذکر و مراقبہ اور اشغال
 میں جان کہ ذکر کسی انواع پر ہی ساتھ ہر اسم و صفت کے حق
 جل اسمہ کو پکارین اور یاد کر بن سزاوار ہی لیکن جو کہ رسول ^{صلی} اللہ
 علیہ وآلہ وسلم فی حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو تعلیم و ارشاد
 کیا لا آکہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہ فضل اذکار ہی اور روش

تلقین کی یہی کہ گوشہ خلوت میں چارزانویٹھ کر گ کیماث
 بائی چپ کو زنگشت بائی راست سی محکم بکری اور لا آک پہلوئی
 چپ کے جگہ ہی دلکی شروع کری اور دو شروع کری چنانکہ خم ہو کر
 سر کو بجانب چپ اور زانوی راست سی گذر کر اور وہانسی سر بکشف
 راست پہنچا کر قدری خم بجانب پشت دیکر جس جگہ سی شروع
 کیا تھا وہاں آنکھ بند کر کے ضرب دیو وقت نفی چشم کشادہ کر
 اور وقت اثبات بند کری اور وقت نفی باسوی اسہ کو نفی
 کری اور وقت اثبات موجود حقیقی کو چاہے کہ بین موجود گذر آ
 الوجود اور اسی قسم بچہ حقد رہو سکی بوقت معین بین العشا^{بین}
 یا پیش از صبح ذکر کری اور بعد اس مرتبہ کے ایک بار محمد رسول اللہ
 کہی اور جب طبیعت طال و سل کری چٹوردی اور براقبہ یا نقل
 یا تلاوت قرآن مجید یا بطلوہ کتب مفیدہ مشغول ہوو اور
 کسی وقت معطل و بیکار یا دالہی سے نہ ہی تا نفس خطرات میں

نہ الی اور ذکر اس اسم ذات کے تین طریق ہیں اول وہ کہ اس
 اسم بزبان کہی تجسس دم اور بکشا دگی چشم ہنسنگ کہ زبان خبرہ
 اور چشم تیرہ ہو و اور فائدہ اسکا بیشمار ہی دنیویہ ہی کہ دل بہ
 اختیار د اگر ہو و بعد از ان تمام اعضا پس از ان تمام اشیاء کو ذرا
 دیکھی اور ذکر او نکاشنے بعد از ان باندک مدت فنا فی اسم اور بقا
 با اسم حاصل ہو و دوسرے پاس انفاست یعنی بوقت برافش
 لا الہ وقت در آمد الا اسم کہی یا برعکس کے اسم اسم یا ہو
 کہتا رہی کسی حال میں مہمل نہ رہی با وضو ہو و یابی وضو طیت
 در رہ او می تراش می خراش تا دم آخر دمی خارج میباش
 تیرے ذکر با و ہو اور ہی کہ خاصہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ
 کا ہی اختصار لا الہ الا اسم محمد رسول اسم کا اسی ذکر آورد و برد
 کہین چار زانو بیٹھی چنانچہ دونو سرین ایک ہو جاوین اور شکم کو
 بہ پشت ملا و اور کمر دسینہ و گردن برابر کری اور بطرف راست

مونہ لاکر بکتف راست ہا کہی اور بکتف چپ ہوا اور سرنگ
 کر کے بخود ضرب ہی کری پہر بطریق مذکور پیانی مشغول ہووے
 اور فوائید اس ذکر کے نہایت دلی شمار ہیں لیکن ذکر سنا
 اس تصور کے کرے لا تعین کو ہی ہوسکتا ہے ہین اول ہ تھا
 حرف بسیط بی حرکت پڑا نہیں جاتا باشباع حرکت فتح اوپر
 کے الف پیدا ہوا اور مرکب او کا الف عبارت احد سے
 ہی کہ تصور حقین و تقید احد یکتا نام او کا ہو کر ایک تہ حاصل
 ہوا پھر اس حرف ہ فی حرکت دوسری طلب کے اور فتح سی ہو
 ضمہ کے متوجہ ہو کر مضمم ہوا ہوا و او عبارت ہی موجود
 بشش مراتب کہ اشارت بواجب الوجود ہی او ہی ہو کہ ہین
 وہ چہ مراتب یہ ہیں علم و نور اور وجود و شہود اور روح
 مثال کہ واجب الوجود فی ساتھ ان مراتب تعین پایا پڑا
 ہاں مخففہ ب حرکت مثقلہ مبدل ہوئی اور بعد از واسطہ ہی

صورت پکڑی عقول عشرہ حرف یاسی کہ جامع کون و مکان ہے
 غیاں ہوئیں بلحاظ ان معانی کے غوث صمدانی حضرت سید
 عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مختصر لا آراء اور مختصر الامم ہو
 اور مختصر محمد رسول اللہ ہی بیاں فرماتی ہیں اور کہیں اوس کو
 بھی بدل کرتے ہیں اور حقیقت ابوالارواح کو بصورت ابوالاجا
 تصور کرتے ہیں اور برتر: اس حجت ثابت کریں باقی ثمرات
 اسکے مرشد کامل عامل و اعانت یاطن ہی ویشن و ہودا
 ہووین طریق اور مربع بیٹھ جیسا کہ گداز پشت و کمر استوار
 رکھی اور سر کو چار طرف پھینک دیوی اور بند کر ہوش توں ہو
 جب اس عمل پر استقامت پاؤں شاہدہ حاصل ہووے اور
 شوق عمل پر زیادہ اور اراض بدنی اورستی سب برطرف
 ہووین و رای اسکے اور فوائد عمل کرنی سے ظاہر ہووین اور
 طریق یہی کہ مربع رو بقبلہ بیٹھے اور ساتھ ذکر نازل کے

مشغول ہووی چشم کو وارکھی اور زبان کو ساتھ تالو کے
 چسپیدہ کری اور دم کو آہستہ آہستہ راہ بینی سی باہر نکالے
 پھر سر نو شروع کری اس طرح اس عمل پر دوام کری فوائد
 ویکھی ایک کشف حقائق بوجہ اتم مسیر آوی سوای اسکے
 بعد عمل ظاہر ہووین۔ طریق دوسرا چار زانو قبلہ زو^{ٹھ}
 کر پائی است یا باقی زمین چپ پر رکھی اور پائی چپ یا باقی
 ران راست پر ساتھ نرمی اور آہستگی کے تاکہ عادت ہو
 کہ ابتدا میں مشکل ہی پشت استوار رکھی اور دونو ہاتھ دونو
 زانو پر اور دونو بازو استادہ رکھی اور حسین دم کری جو دم
 کری اور رگ نہ سکی آہستہ آہستہ راہ بینی سی خارج کرے
 راہ دہن پھر شروع کری ساتھ ذکر کریم کے اور یہ مشغول
 ہووے جب تک ہو سکے فوائد اس عمل کے بہت ہر خونیا
 ہونگی۔ طریق پاس انفاس کا یہی کہ کلمہ لا آ کو یاد

زیرین کے اور کلمہ الا اے ساتھ دم زبرین کے کشش کر
 اور دم ذاکر ہوو اور بوقت فرو گذاشت اور بالاشت
 دم کے نظر او پر ناف کے رکھی اور بانسی ذاکر ہوو اور مونہ بند
 رکھی بی حرکت زبان تہ دم کے ذاکر ہوو اور اس قدر ذکر کری
 کہ دم ذاکر ہوو اور یہاں تک مشغوق نہ کر ہو کہ ذکر حیات ہو جاو
 خواب و بیداری میں ذاکر ہوو تا پاس انفس حاصل ہوو
 اور مراد کلمہ لا الہ الا اے اکثر تین نسل اسکے کہ میں نہیں جانتا
 بخذات پاک حق کے یا نہیں موجود بخذات پاک حق نہیں
 مشہود بخذات پاک حق کے اور تین طریق نزول و عروج کے
 ہی ساتھ اسکے ذکر کریں اول لا معبود الا اے دوسرا ^{مطلوب} لا
 الا اے تیسرا لا معبود الا اے اسی نزول کہیں پیر لا معبود
 الا اے لا مطلوب الا اے لا معبود الا اے اسی عروج کہیں
 پیر لا معبود الا اے لا مطلوب الا اے لا معبود الا اے کہیں

اور یہ نواسم ہووین چاہیئے کہ ایک دم میں ان نواسم کو کہی اور خطہ
 قوت نگرانی دل مصطفیٰ ہووے اس قدر جہاد و کوشش کری کہ دو چند
 و سہ چند ہووی بلکہ زیادہ فرد اگر کس ذکر او گوید صبح شام
 رسد کارش بفضل حق با تمام : جو فضل اسد کا کی اس طریق
 پر توفیق پاوی ذکر ساتھ معنی جان پہنچی اور خبر جان کے دیوی تا
 کوئی سعید ابد کو نید دولت میر ہووے طیت محرم دولت بنو دہر کے
 بارسی جاگشہ ہر خری : آئی عزیز اگر ہم نہ پہنچی شاید تو پہنچے
 اور واسطہ رعایت رکھی یعنی بزنخ جامع محمدی نصب العین
 ہووے اتنی مواظبت کرنی کہ اثر شبہ بخودی حاصل ہووے بالکل نہ کو
 رہی جاوے ذکر و ذکر در میان کے جاتی رہیں - دوسرے طریق پاسن
 انفس کا دم کو بقوت تمام او پر کہنچ کر مغز تک پہنچاؤ جو تنگی
 نفس ہم پہنچی دم کو آہستہ آہستہ راہ بینی سہی آہ بینی سہی چھوڑے
 اس قدر کہ احساس اوس دم کا ہووے اور اسی تسکین و آرامگی

کہین اور ایضاً تمام تعلق برسد رکھی جو حرارت دم کی منفرد
 نمک پہنچی منی گداختہ ہو کر جو دین آوی اور محکم ہووے
 اور جو دم پائینہ و فرو دینہ ساتھ دم حیات کے جمع ہووے نام او
 مجمع البحرین ہی ہ متقام آبیات ہی او سوقت روحانی ہووے
 اور عالم طیر و سیرش آوی اور علم لدنی ظہور پاوی اور عمر
 ہووے اور ساتھ خضر علیہ السلام کے ملاقات میں آوی اور
 صاحب تصرفات زمانہ ہووے لیکن اس کام میں ترک جہاں
 اور تجرید و تفرید بشرط ہی اور ذکر پاس انفس ذکر شریف
 ہی برکت عظیم رکھی اور ذکر ہی عارفان خدا کا چنانچہ کہنا ہی
 انفس پاس دار اگر مدعا فرمے ملک و کون ملک تو گرد و بیک
 ای غریبان کہ اسم اسما ذات ہی ساتھ ملاحظہ اسما و صفات
 سمیع بصیر علیم ہی اور ان صفات کو اہمیت کہین اور
 انستہ تبارک و تعالیٰ پر عروج کرے علیم بصیر سمیع بہر نزول

کری سمیع بصیر تعلیم جب نو بار ہووی سر نو شروع کری اور معنی
 صفات مذکورہ کی ملحوظ خاطر رکھی تا مفہوم ملاحظہ کا حاصل ہو
 اور راہ خطرہ بستہ اور نظر دل واسطے پر رکھی یعنی برزخ جامع پر
 تا اسکی برکت سی فنا فی اللہ نصیب ہووے اور خودی سنی آگاہی ^{شعور} آگاہی
 اور ذاکر نہ کو رمین محو ہووے **فرد** توحید جلوان نسبت دنا بودت
 ورنہ بذات آدمی حق نشود نہ نزول و عروج کے یہ معنی ہیں کہ ^{سمیع}
 سی بہ بصیر و علیم آتا ہی پر عنیم سی بہ بصیر و سمیع جانا ہی
 طالب جہتک مرتبہ اول بین بعالم عقل و شہادت کے ^{مقام} مقام
 نزول ہی اور مرتبہ دوم میں مقام عقل و شہادت کے ^{مقام} بمقام
 ترقی کرنا ہی اور ذات بجانی سی آتا ہی اور تلوین ^{مقام} مقام
 پرتابی اور یہ بین معنی عروج کے کہ اور تیسری مرتبہ بین ^{مقام} پر
 بمقام شہادت و صحت عقل آتا ہی اور یہ مقام ہی نگاہ کا
 بسبب اس معنی کے واصلین و کاملین کو اصحاب کبیر اور

یہ مقام انبیا و خواص اولیاء کا ہی اسم مقام میں مغلوب الحال
 ہنودین اور شیطانیات نہ کہیں اورایتہ اسم سمیع سی اسلمی ہی کھاٹ
 اسم سمیع کا یہ نسبت احاطہ اسم بصیر کے اندک ہی اور احاطہ اسم
 بصیر کا احاطہ اسم علیم سی کتر ہی اور نہایت اسم علیم کی اوس
 سی ہی اسم علیم محیط ہی بعالم و هو علی کل شیء قدیر یعنی خدا
 ہر چیز پر توانا ہی۔ بیان ہی اون انوار کا کہ کمال ذکر پیدا ہو
 اور وہ کئی رنگ بین سفید فام سبز فام زرد فام عقیق فام اور
 نہایت سب انوار کی نور سیہ فام ہی پس اگر کوئی تھوہر بحالت ذکر
 ظاہر ہووے دیکھی کہ وہ نور کس طرف سے ظاہر ہوا ہی اور کیا شکل اور
 رنگ ہی اگر وہ نور کثیف راست سے ظاہر ہوا ہی نور ہی کراما کا تہن کا
 کہ وہ اعمال حسنہ لکھتی ہیں اور اگر مطلق جانب راست کے بی قید
 کثیف ظاہر ہوا ہی جان کہ وہ نور ہی مرشد کا کہ رفیق راہ وہی ہے
 اور اگر نور آگی سے قبلہ کی طرف سے ظاہر ہووے وہ نور محمدی ہی

اے علیہ السلام اسلئے کہ ہادی طریق مستقیم بحقیقت آنحضرت
 ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر نور کشف چہ پہ ظاہر ہوا ہی بسکھل
 پیر عمر عصا و سبع ہاتھ میں لینی ہوئی گھبراہی جان کہ وہ البیس علیہ
 اللعنة ہی اور اگر نور بالا اور پیش سے ظاہر ہووے نور ملا کہ ہی کہ
 وہ بنا بر محافطت ذکر کے ظاہر ہوئی ہیں اور اگر نور بلا بہت
 ظاہر ہووے اور بدیر رہی جان کہ وہ نور بھی البیس احیر ہے اور
 اگر بعد ظہور نور بی بہت کے حضور باطن میں رہی اور اشتیاق
 طلب میں غالب آوی جان کہ وہ نور نور حضرت صمدیت ہی
 اور اگر دیکھی کہ نور بالا رسیٹہ یا بالائی ناف سے ظاہر ہوا ہی
 اور رنگ آتش ہی سیا ہی مایل وہ نور ہی خناس کا اور اگر دیکھی
 کہ اوپر سے ظاہر ہوا ہی اگر رنگ سفید ندی مایل ہی وہ نور
 ہی کہ برنگ سفید خوش ہیات ظاہر ہوا ہی آدہ ہی اگر اور
 بصورت آفتاب ظہور کیا وہ نور روح ہی جو مر قباہی کیا

پہنچی آتش غیرت شعلہ زن ہوا اور خود سوختہ دفانی ہو گیا
 اور قافاسی اور بقا ہستی حق قبول کری یعنی جو عالم ملک سے
 گذرا اور عالم ملکوت میں پہنچا محسوسات سے غیبت پیدا ہو گیا
 اور بعالم ملکوت آشنا ہوا کہ نام اس کا عالم عقل ہی اور ملکوت
 مائوسن اور خورشش و خواب اور گفتار و قاری فارغ ہوا
 اور ذکر اس کی جانکی غذا ہوا اور فکر طعم اس کی روح کا قیام
 اس کا تذکرہ اور حیات اس کی بفکر حاصل ہوئی اور ملکوت سے
 بیروت پہونچا کہ اسی عالم صفت کہین اور تمام تخلیقا
 بِأَخْلَاقِ اللَّهِ دَانَ حاصل ہووے اور بیروت سے بلا ہوت
 پہنچے کہ وہ عالم ذات ہی نہ باقی رہی واسطے اس کے آثار حد
 سے کوئی چیز کہ الحاد ثا إِذَا قَرْنِ بِالْقَدِيمِ لم یبق لہ اثر
 اور جب صفت سے بذات پہونچا اور بذات قائم اس کا تمام تصا
 بی اتحاد فافہم ای غریبہ کلمات میں اہل معرفت کے اور جو

اور جو لوگ کہ اصل بحق بین مجرد قول او نکلے نزدیک پسندیدہ نہیں
 پس طالب کوشش کری کہ فعل سی بصفت اور صفت سی بحال پہنچے
 تا جو کہی اور جو کری حال سی کہی اور حال سی کری اور حال صفت
 او کی ہو جاوے۔ بیان ذکر آئندہ کا اور وہ آواز لا ہی طریق او
 یہی کہ دو زانو قبلہ رو بیٹھی دو نو سرین کو او پر سرکھٹ پکے
 رکھی اور دو نو زانگشت کو پس گوش اور دو نو سبابہ کو سوا
 دو نو گوش میں اور باقی تینوں انگشت کو برابر ساتھ رکھے
 اور دو نو انگلیں بند کرے اور ساتھ ذکر ہو کے دل میں مشغول ہو
 وہاں سے آواز لا برخواستہ ہو یعنی جو دیگر ممکن نہیں لیکن جو کہ
 یہ عمل جبس دم ہی شرط یہی کہ ابتدا میں غدار رقیق کہاں اور
 خلوت اختیار کری اور آمیزش مردم کم جو ابتدا مجاہدہ میں کسی
 طرح کا صفت معلوم ہو و اندیشہ نگری اور عمل میں مشغول رہے
 طریق ذکر ہمار ضریبی کا نفی و اثبات میں یہی کہ کلہ

لا آگہ جانب چپ سے کہنچی اور بجائے استہنچاوی اور مد لاگو
 اس قدر دراز کشش دیوی کہ ضربات ثلثہ ایک دم میں آویں اور
 کلمہ الا اسد کی ضرب چوتھی اوپر دل کے ماری مرتب اور ضربات
 ثلثہ کلمہ لا آگہ میں اشارہ ہی اوپر نفی تینوں خطرات شیطانی
 و نفسانی اور ملکی کے اور ضرب چوتھی کلمہ الا اسد میں اشارہ ہے
 اوپر اثبات خطرہ روحانی کے ضرب اول اوپر انوح کے اشارہ ہے
 اوپر نفی خطرہ شیطانی کے کہ مقر، مقام شیطان کا بطرف چپ
 ہی اور ضرب دوسری انوشی راست پر اشارہ ہی اوپر نفی خطرہ
 نفسانی کے کہ ہمیشہ درمیان نفس و شیطان کے مقابلہ ہی اور ضرب
 تیسری شہسارست پر اشارہ ہی اوپر نفی خطرہ ملکی کے کہ دوش
 استہنچاوی ثلثت فرشتہ کاتب نیر کی ہی اور ضرب چوتھی فضا
 میں کلمہ الا اسد اشارہ ہی اوپر اثبات ذات پاک سبحانہ
 و تعالیٰ کے رہا کہ نفی خطرہ مین جد اجدا تفرق باطن ہی اور

مقصود کلی حضور و جمعیت ہی پس مرشد ایک لفظ کلی مقرر

فرمایا تانفی خطرات ایک بار حاصل ہووے اور کلمہ لا آلہ الا اللہ

مین مثل لا معبود الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ ^{موجود}

الا اللہ ملاحظہ کرے اور ملاحظہ اہل وحدت کا یہی لا موجود ^{اللہ}

ہی کہ مقصود کلی اور مطلوب اصلی ہی اور کلمہ الا اللہ مین مفہوم

او کا کری کہ مقصود نفی ہی غیر کے ملاحظہ مین اور از کار مین کہ ^{ملاحظہ}

ضربات اکثر ہین خالی تفرقہ سی نہیں ایک ضرب لا آلہ دوسرے

ضرب الا اللہ اور کلمہ محمد رسول اللہ بعد سیوم یا پنجم یا ہفتم

یا دہم بار کے کہی پس بعد ہر عشر کے ایک بار کہی تا ذکر کلمہ طیب کا

ہوے اور تینوں رکن مرتب ہووین ذکر یہی تین رکن ہیں اور

باقی سب شرائط ہین اور اگر ذوق و اشتراح پاک و تکلف ^{از}

جاوے اور حسب قدر ہو سکے وہی کلمہ لا آلہ الا اللہ کہی تا دل مصفا

ہوے اور صفات ظہور کری فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لِكُلِّ شَيْءٍ صِدْقًا لِّهِ وَصِدْقًا لِّلْقَلْبِ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى
 یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر چیز کے ایک قات
 ہی اور صقات دیکھی ذکر ہی اللہ تعالیٰ کا طیت تا بجا روپ دل
 نروپی راہ : کی رسی در حرم الا اللہ : آویش از ذکر دل
 مرتبہ درود اور اسٹی رسچان اللہ تا آخر پڑھی اور بعد ختم اسٹی
 اور بعد وقت نماز فجر و عصر کے کھل نفل نہیں پڑھنا بہتر ہی
 یا جس وقت فرصت میسر آوے مقرر کری اور مواظبت تابتہ سے
 ندیوی کہ تاثیر ہی مواظبت و دوامین اور طریق ذکر
 پنج ضربی ہیں کہ جلسہ معہود نگاہ رکھی اور کتف چپے لاکر
 شروع کری اور کتف راست انصرام پہنچا و استخوان کتف
 راست اوٹھا کر ضرب لاکر دیو پہر سر کو بجانب پشت پہر کر
 اور کتف چپ لاکر ایک ضرب تبتہ طریق اول کے دیوی پہر سر کو
 پہر تبتہ لاکر ایک ضرب دیوی آور بعض یہ لکھتی ہیں

کہ ہر ایک ضرب زیر پنج دیوی پہر دو نو کتف برابر دوش
 لاکر ایک ضرب بخود دیوی پہر دوزانو ہو کر اور انڈک دوزانو
 اوٹھا کر زمین سے ضرب پنجم با انصرام ہتھی و لیکن حسب شرط
 ہی پہر سر نو شروع کرے ثمرہ اس ذکر کا زیادہ ہی بیان ہے
 بعمل واضح و روشن ہو گا ذکر شش ضربی کا طریق
 اسکا یہ ہے کہ جلسہ معہود نگاہ رکھی اور لا آکہ سر چپ زنج ہے
 آغاز کری اور بکثرت راست انصرام پہنچاؤ و ہانسی کمروشت
 پھیر کر اور سر کو زانو ہی چپ پر دراز کر کے ساتھ دم رقیق کے
 الا اسے کہتا ہوا ضرب دیو اسطرح ایک ضرب اوپر بازوی
 راست کے اور ایک ضرب درمیان دوزانو کے پہر ہانسی سے
 بطریق حملہ اگر تین ضربات اپنی میں الا اسے کہتا ہوا پہر
 ساتھ دم رقیق کے اور آواز نہ نکلتی دیوی اور اس ذکر میں
 رعایت دم رقیق کے واجب ہی پہر سر نو آغاز کری اور

طریق ذکر شش ضربی کا یہ ہے کہ ہر ضرب ہر جہت میں چھ
 ستہ سیارین سے ذکر ہفت ضربی کی چاہیے جلسہ معہود کو
 نگاہ رکھنا اور جبہ کو بہت متحرک نہ کرنا پس کو بجائے زمین
 کر کے لا الگ کہتی ہوئی ایک ضرب بجائے آسمان سے اڑھا کر
 اور ایک بجائے زمین سے نکلون کر کے اور ایک بجائے زمین ^{اور}
 ضرب بجائے سیار اور ایک ضرب سامنی اور ایک ضرب بجائے
 پشت خم کہا کر الا اسد کہتی ہوئی دیوے پہر سر بلند کر کے بدم رفیق
 ایک ضرب بنو د دیوے پہر سر نو آغاز کری فائدہ کرنی سہی ہو
 ہو گا بیان ذکر ہشت ضربی کا بر عایت جلسہ معہود
 کے ایک ضرب اوپر زانوئی چپ کے اور ایک ضرب انوی راست پر
 اور ایک ضرب میان دو نوزانو کے پہر آرنج چپ پر اور ایک
 ضرب آرنج راست پر اور ایک ضرب برابر ناف پہر ایک ضرب
 دو نوزانو سے زمین سے بلند کر کے اور ایک ضرب دم جس کے

بخود الا اسہ کہتا ہوا دیوی پر سر نو شروع کرے قرہ اسکا
 زیادہ ہی ذکر دوازدہ ضربی میں برعایت جلسہ معبودہ کے
 لا آکہ کو بازوی چپے آغاز کر کے کتف راست تک بانضمام
 پہنچا دی و ہانسی ایک ضرب برانوی چپ اور ایک ضرب برانوی
 راست اور ایک ضرب درمیان ہر دو زانو کے اور ایک ضرب
 درمیان اپنی ہر ایک ضرب آریخ بازوی چپ میں اور ایک
 ضرب آریخ بازوی راست میں اور ایک ضرب بینہ ہر ایک
 ضرب دوزانو ہو کر اور قدری دو نو سرین زمین سی اوٹھا کر
 الا اسہ کہتا ہوا ضرب دیو پہر نی سر سے ابتدا کری فائدہ اس
 ذکر کا بعد از عمل روشن ہوگا اسی لئی مرشد کامل ایک لفظ
 کلی تعین فرماو کہ سبب نفی خطرات کا یکبارگی ہووے مثلاً
 لا آکہ میں لا معبود اور لا مقصود اور لا موجود ملاحظہ کرے
 اور تصور اہل وحدت کا یہی لا موجود ہی کہ مقصود کلی اور

مطلوب اصلی ہی اور کلمہ الا اللہ من مقصود اثبات حق ملاحظہ کریں
 اور نفی غیر حق اور ستر شد عجیبی کو اگر عبارت فارسی و ہندی جو
 اوسکے فہم میں آوی ذکر تلقین فرما کر وہی اور ذکر و ضربی ہند
 اکثر کہی یہاں تک کہ مستغرق بند کر ہو جاوے کہ ذکر چار ضربی میں
 ایک طرح کا تفرق ہی **ذکر غیر متناہی** جلسہ مذکور نگاہ رکھے
 ایک ضرب اوپر زانوئی چپکے سجائے زمین دیکھ کر اور ایک ضرب
 بخود جانب آسمان متوجہ ہو کر کمری اس طرح ضرب کنان زانوئی ^{چپکے}
 بزانوئی راست اور کتف راست و صدر اور کتف چپکے گزر کر
 کہ بزانو پینچی تین ضربات پیانی لگاوی پہر و ہانسی ضرب کنان
 عود کری پہر اوپر زانوئی چپکے پینچ کر تین ضربات پیانی دیوے
 پہر و ہانسی ضرب کرتا ہوا درمیان ہر دو زانو کے پینچ کر اور اوپر
 ناف کی گزر کر تا ^۹ صدر پینچی بعدہ نانوین ضربات آئکھہ بند
 کر کے جلا حفظ نو دو نہ نام کے بخود ضرب دیوے **ذکر جبریل** ہند

کلمہ لا الہ کو ناف سی کینچ کر اوپر لیجاو بطرف راست بعد از ان کلمہ
لا الہ کو دلمین ضرب دیو طریق ذکر کرو **سیون** او جبر و تنجی
اور وہ یہ ہی کہ کلمہ لا الہ کو دلمی کشش دیکر بطرف آسمان لیجاو
پہر لا الہ کو دلمین ضرب کری ذکر ثلاثی مجرد جلسہ مذکور نگاہ رکھے

اور لا کو درمیان ناف سی ہتہ حبس دم کے کینچ کر لا گواو پرتف
راست کے ضرب کری پہر و ہتہ سی بعد ضرب دوسری الا الہ کی گویا
کری پہر ہو کو بی امتداد صوت کتف چپ پر ضرب کری بقول کسی
بزرگ کے **طیت** تیغ لا بر آرا از ناف نیام : بر زمین بگزار زینت
کن قیام : حملہ بر حملہ بر آور راست کو ب : زین پیش چپ و نی آرا
از امام : بعد از ان حملہ بر آور سوخت : جابد وافی اللہ نیست و السلام

طریق ذکر ثلاثی کبندی کاراہ او سکی یہ یہی کہ لا الہ کی ہتہ
یعنے جلسہ چھان باق بائی راست کو اوپر پشت ساری بائی چپ کے
کے رکھی اور دو نو ہتہ دو نو زانو پر دراز اس طریق سی کہ

راست پائی چپ پر اور دست چپ پائی راست پر چھوڑ کر اوپر
 زمین کے چسپیدہ ہو کر کتف چپ ہی لالا کہتا ہوا سپر ہیراز ^{مکتف}
 راست پہنچ کر لالا اسہ کہتا ہوا مثل آہو جت کر کے اور بجانب
 پیش افتادہ ہو کر ضرب کری اور ضرب دوسری ہی و ہا نہی جت
 کر کے لالا اسہ کہتا ہوا پھر دیوی اور و ہا نہی جت کر کر انہی جگہ
 اگر لالا اسہ کہتا ہوا ضرب کری طریق دوسرا لالا کہتا ہوا
 مثل آہو جت کر کے بجانب پیش لالا اسہ کہتا ہوا گری پر شیتا
 جت کر کر ہی کہتا ہوا اوسی مکان میں ضرب دوسری کری پھر
 لالا اسہ کہتا ہوا جت کر کے ہی کہتا ہوا مکان اول میں اگر
 ضرب تیسری **شد** ذکر ثلاثی مغربی کا ساتھ بارہ ^{ضرب}
 اور نو دور اور تین کوب اور تین حملہ اور تین قبض اور ایک
 ببط کی آخر ہوتا ہی اسبط آہٹہ ببط اور بغیر ضرب عمل میں ^{لاوی}
 ایک دم اور ایک جلسہ میں پس چوسالک چاہی گنجینہ انوار

الوہیت اور خزینہ اسرار ربوہیت کہ مخزن قلب میں مخزون
 ہیں ہاتھ میں لاؤ چاہیے کہ ساتھ ذکر ثلاثی مغربی کے کہ کلید دل
 ہی دوام کری تا دروازہ خزانہ غیب شادہ ہووے اور اکثر درویش
 اس ذکر سے فحیاب ہوئی ہیں جو کوئی یہ ذکر عمل میں لاو درمیان تین
 یا چار روز کے مشاہدہ غیب پردہ لاریسے رخ دکھائے۔ سند
 ذکر کی یہ بھی جلسہ معہوڈنگا رہی اور اول برنج صغریٰ کبریٰ کو
 ظاہر و باطن میں قرار دیوی اور سر کو بزانوی چپ پہنچا کر لا الہ
 کہتا ہوا دور شروع کری اور زانوی راست پر جا کر کھفت
 راست پہنچاوی اور قدری سر کو بلند کر کے بجانب پشت اندک
 کج کر کے وائے تین ضربات بزانو چپ الا اللہ کہتا ہوا عمل
 لاوی اور تین ضرب میان دوزانو اور تین ضرب بزانوی راست
 اور تین ضرب بخود پھر بزانوی چپ سر نو پہنچا کر ساتھ یہ تصور لا الہ
 دور آغاز کری اور سر کو بزانوی است اور کتف راست

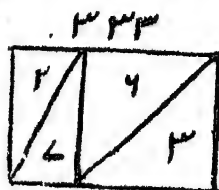
عنق اور کتف چپ پر گردش پھر نرانی چپ پہنچا کر اس طرح
 دو گردش اپنی مین دیوی بعدہ تین چھایا کری ساتھ اس طریق کے
 کہ سر کو درمیان دو زانو نزدیک زمین کے پہنچا کر آہستہ آہستہ
 دم کو زیر ناف سی بقورتا و شدت آہستہ تصور الا اللہ کے تاسر
 اور کمر برابر ہو وین تین مرتبہ اسی طریق سے کرے پس از ان کو
 سخت سی بھوق کہنچی تا صدر تصور الا اللہ کے پھر زانوئی راست
 ساتھ اوسی طریق کے تین دو پر پری اور تین کہ یک اور تین حمل
 اور تین قبض کو پسند نہ کور تمام پہنچا کر پھر زانوئی چپ سے
 ساتھ اوسی طور کے تین دو گردش کری اور تین کو تین
 حمل و تین قبض کو بطریق مسطور انصرام پہنچا دی بعدہ سر کو
 بجانب راست و چپ اوپیش و پس کیج کری اس قدر کہ اعضا
 اوسط خم ہو وین او چپ بی طاقت ہو وے مونہ طرف
 آسمان کے کر کے دم کو چھوڑے اور سانہ ایک ببط کی تمام

ہووی اور اس طرح آہستہ بستر بند نہ کور انصرام پہنچاؤ
 اور بارہ ضربات کہ بطل اول میں کہیں تہین اوہین چھوڑ سوی اوکے
 اور بیابیط ڈائری شروع کری جو ساتھ اس طریق کے توسط ساتھ
 ایک دم اور ایک جلسہ کے بانصرام پہنچیں پھر سرنوسی آغاز کرے
 ذکر ثلثی مغربی کا اور طریق سی سالک کو چاہی
 مربع بیٹھے جیسا کہ ذکر نفی و اثبات میں تین بار زانوئی چپ پر
 الا اسد کی ضرب دیو اور تین بار درمیان دو زانو کے اور تین
 بار زانوئی راست پر اور تین مرتبہ دم زیر ناف سی بام الدماغ
 کہنچی اور اوپر مقصد کے الا اسد کی ضرب دیوی البتہ چنانچہ صد
 الا اسد کی باہر نخلی اور نفس نخلی اور یہ تین کو ب بین واسطے قرار
 نفس کے زیر ناف بعد نفس کو زیر ناف مجھوس کہکر بطور دائرہ
 جانب دستہ سی بطرف زانوئی چپ اگر اور وہاں ہی سر کو بطرف
 کتف چپ لاکر بجانب کتف راست لائے چنانچہ سر تمام عقبت

گردش کری اور موہند بطرف آسمان ہووے اور زانوی راست پر
 فرود لاکو کہ دائرہ مرتسم ہووے گرد و جود سالک کے کہ ناف مکڑ
 ہی اوس دائرہ کا اور تین بار اسی طریق سے دورہ کری اور ہر دورہ
 میں لا آ کہ مقصور کری جو مرتبہ چہارم پہنچی تین بار دم کو تخت نہایت
 سی فوق کہنچکر مقعد پر ضرب دیوی الا اسے کہتا ہوا دل میں اوپر
 اوکس سب ہی کہ اگر دورہ کرنی میں نفس اپنی جگہ سی بجا ہوا
 پہر بجا آوے اوس وقت تین حملہ بطرف پیش کری اس طرح سر کو بجا
 پیش لاوی اور چمکی قریب برین درمیان دوزانو کے اوس وقت
 نفس کو تخت ام الدماغ سی اپنی طرف کش دیوے اس زور سی کہ گویا
 نفس پشت سی بہ بالا جاتا ہی اور جب دم کو تمام اوپر کہنچا سید
 بیٹھے پہر اسی طریق سے دو حملہ اور کری تا ان حملو میں نفس زیر
 ناف سی بام الدماغ طرف پشت سی ایک قوس معلوم ہووے
 لا آ کہ کی جب دورہ تمام ہوا اوس وقت سید بیٹھی اور دم کو

زیر ناف قرار دیکر تین مرتبہ قبض کری اسطرح سی نفس گردنا
 دورہ کری اور ہر قبض میں الا اللہ تصور کری اور یہ چھتوار
 نفس کے ہی ناف میں پھر دورہ شروع کری ہاتھ طریق اول کے لیکن
 جانب زانوئی چپ کے برعکس اول کے اور بعد از دورہ تین کوب
 اوپر مقعد کے بطریق مذکور اور تین حملہ اور تین قبض جیسا کہ کیا
 پھر دورہ جانب راست کے آغاز کری اور تین کوب اور تین حملہ
 اور تین قبض کہ مجموعہ چھتیس ^{۳۶} ہوتے ہیں اور وقت سیدھا
 بیٹھ کر مونہہ بجانب پیش کر کے ہو کہی چنانچہ تھوڑا دم باہر آوے
 بتدریج اور اسی بسط کہتی ہیں اور یہ واسطے کشادگی دم کے ہی
 پھر دورہ شروع کری بطریق مذکور اور یہ بسط چھپی نو دورہ
 اور نو کوب اور نو حملہ اور نو قبض کے ہی کہ تیسری مرتبہ میں تمام
 ہو جو نو بسط ساتھ اس طریق کے کرے اسرار ہوتے آویں
 انکشاف پاویں اور اذکار معرفت دل میں مشاہدہ ہو میں

اور اس ذکر کو ثلاثی اور کسب سی کہا ہی کہ شمار ثلاثی ہر مرتبہ
 میں رعایت ہی چنانچہ ختم ہی عدد ثلاثی پر ہی احاد و عشرات
 و قات میں اس لئی کہ ہر مرتبہ ہستائیس ہوتا ہی بسط جو مرتبہ
 ہنوین مجموع تین سو تین جس ہوتی ہیں اس شکل سی معلوم
 کریں



ذکر مدور الحلق طریق ذکر
 الحلق کا چاہی کہ جلسہ معہود نگاہ

رکھی اور ذکر کو کتف چپ سی لا ا کہ کہتا ہوا بکتف راست
 پہنچاوی وہاں سی سپر پیر کر اور زنج کو بزانوی چپ لا کر الہ

کہتا ہوا ضرب کری اور پیانی کی طرح مشغول ہو و فائدہ

برای ہی یکب ظاہر ہو و اور یہ ذکر خاصہ حضرت شیخ محمود

نصیر الدین چراغ دہلوی کا ہی اور او کو مردان غیب سی پہنچا

ذکر مشاہدہ طریق ذکر مشاہدہ یہ ہی کہ جلسہ معہود نگاہ

رکھی اور تصور نفی موجودات اور اثبات واجب الوجود دونو

حال میں نگاہ رکھی اور زانوئی چپ سے لامطلوب لامقصود لا محبو
 لاموجود لاموجود کہتا ہوا سر کو بکثرت راست پہنچاؤ اور الا
 کو اپنی مین ضرب کری اور یا والا اسد کو زیر ناف سی ساتھ مد
 بام الدماغ پہنچاؤ اور سات کو ب ہو کہتا ہوا اپنی ذات مین
 ضرب دیوی پھر سر نو آغاز کری۔ دوسرا طریق لا آکہ کو بعد زانو
 چپ سی آغاز کری تاکث راست ساتھ تصویر پنج کلمات مذکوہ
 کے بانجام پہنچاوی اور الا اسد کو حسب طور سی کہا گیا آخر تک تمام
 کری پھر سر نو شروع کری اندک مدت میں بمشادہ آیتنا قولوا
 فَشَمَّ وَجْهَ اللَّهِ ظہور کری اور معنی کل شئی هَالِكٌ اَلَا
 وَجْهَ کے رخ دکھاوین **ذکر حدادی** طریق ذکر حدادی کا
 یہی ہے کہ دونو زانو استادہ کر کے بیٹھے جیسا کہ دونو سرین زمین پر
 ہووین اور دونو ہاتھ پوستہ جانب آسمان دراز کر کے دونو زانو
 ہمو کر لا آکہ کسی چوہا نسی اپنی نشست گاہ پر آوی اور دونو کف دست

باندہ کر سینہ پر الا اللہ کہتا ہوا ضرب کری پیاپی ساتھ اسی سند
 کے ہمیشگی کرنے فائدہ اسکا عمل سے روشن ہوگا۔ ذکر حدادی
 ساتھ اور راہ کے چاہیئے کہ کل لا الہ الا اللہ طرف سے ساتھ ملاحظہ
 کے شروع کرے اور دونوں پر استاد ہو کر کل الا اللہ بقوت
 تمام اور ضرب دیکے فضای دل پر بار اور بیٹے مثل نشست حداد کے
 کہ آہن ساتھ ایک دو ہاتھ کے بقوت رہتا ہی اور اسی طریق پر ہر
 کرے تا ذوق حاصل ہو بکار مشغول ہووے۔ ذکر حدادی ساتھ
 روشن دوسری خاص معمول خاندان عالیہ برکات یہ کا چاہیئے کہ آستانہ
 ہو اور برزخ ملحوظ رکھی اور دونوں ہاتھ ایک جگہ کر کے پشت کو
 خم دیکر اس طرح حمید ہووے کہ انگشتان ہر دو دست بختصر بائی چپ
 پہنچیں وہاں سے لا شروع کر کے طرف بائی راست کے آوی گزرتے
 بائی راست لا تمام ہووے وہاں سے الہ کہتا ہوا طرف کتف راست کے
 جاوی اور بائی الہ وہاں نام کر کے دونوں ہاتھ بجا نب آسمان ملینہ

لڑکے الا اسہ کہتا ہوا دونو ہاتھ اوپر دل کے بقوت تمام ضرب
 ماری جیسا کہ حداد بقوت آہن پر مارتا ہی اسی طریق پر عمل کرے
 اور یہ ذکر امام حداد سی منقول ہی لیکن اس ذکر میں مشقت ظاہر
 بہت ہی ذکر ہووے چاہیے دوزانو بیٹھی اور دونو ہاتھ
 بستہ مونہ پر رکھی اور دوزانو ہو کر لالہ کہتا ہوا دونو ہاتھ
 بستہ بجانب ہوا لیجا کر واز کری پھر و ہا تسی دونو ہاتھ باندھ کر
 اور زبان کے الا اسہ کہتا ہوا دل پر ضرب مارے اور برابر ضرب کے
 دوشٹ بستہ مونہ پر پہنچا کر پھر سر نو آغاز کری اور اس ذکر میں
 تصور نگاہ رکھی حالت تقی مین کہ مشٹ بستہ ہوا لیجا کر کہوے
 اور تصور کری کہ جو سوی اس کے دلمین تہا باہر کیا مینے اور غیر
 حق سے انقطاع اور حالت اثبات مین جو ہوا مشٹ بستہ ہوا
 پر لیجا کر تصور کری کہ انوار الہی غیر متساہی ہوا ہی ہویت سی
 لیکر مینے قلب مین ڈالی اور ہستی حق اور اطلاقی مطلق ثابت

طرح دوسری جلسہ اور قیام و قعود جب کہ نوع سابق میں مذکور
 ہوا اس نوع میں اوسی طریق پر عمل میں لاؤ لیکن فرق یہی ہے
 کہ وہاں قیام و قعود میں دونوں تہہ بجائے ہوا لیجا تاہا اور
 سو نہ میں لا تاہا اسمین ایک ایک تہہ قیام و قعود میں ہوا
 لیجا و اور بدان لاؤ اور تصور مذکور خیال رکھی اور اس ذکر میں
 سر عظیم ہی ساتھ دوام اس ذکر کے ارواح رو بروڈ اگر کی حاضر
 آدین اور اعانت کریں **ذکر انتہات** جو ذکر چاہی کہ
 ذکر انتہات شروع کرے چاہی کہ باطن مصفا ہو اور قتل طہام
 معدہ میں نہ ہو اور اس جلسہ میں زانوئی چپ پر بیٹھی بجلیسہ دوزانو
 بطریق مربع لیکن کف پائی راست اوپر بند کیماس زانوئی چپ کے
 بستختی پیوستہ رکھی اور لا آلہ کہتا سکات اول سے مثل آہویا
 پلنگ کے کودی اور لا اسد کہتا ہو اسکان دوسری میں افتادہ
 ہووی پھر سرنو آغاز کری اگر ایک سال بلا انفصال میں ذکر کری

تین گز زمین سی ہوا میل کری اور اگر دو سال کرے چہر گز بلند
 بلند ہووے اور اگر تین سال کری دس گز اور ایک بزرگ کو
 سینے دیکھا کہ چالیس گز تک بلند ہوتا تھا پس جو کوئی ساتھ اس
 ذکر کے مشغول ہووے اور زیادہ عمل کری مقام روحانیوں کا
 حاصل ہووے **طریق ذکر چاروں** کا یہی کہ لا الہ کو ساتھ
 آواز دم بینی کے بالا کہنچ کر زبان ساتھ تالو کے چسپیدہ کرے
 اور جب قدر ہووے کشش دم میں ساتھ لا الہ کے مدوشد کری اور
 ساتھ گردن کے استادہ ہووے اور جب دم دماغ میں تنگی کری
 او سوقت رہا کر کمی الا اللہ کی دل پر ضرب مارے اور گاہی لفظ
 اللہ کو ساتھ آواز کشش دم کے اوپر کہنچی اور بقدر امکان مدوشد
 کری اور ام الدماغ میں دم بند کری اور تصویرات صفات کا
 کہ اہات صفات میں عمل میں لاوے کہ وہ صفات ہفت گنا
 یہ ہیں ستمع بصیر علیم متکلم مرید حی قدیر جب دم تنگی کرے

دم کو ربا کی اور دل پر ضرب ماری اور نو دو نہ نام ہی ذکر
 جاراب میں بد رشتہ کشش دیتی ہیں اور دل پر ضرب کرتی ہیں
 اور یہ بتی پر دشوار ہی جینے کہ جس دم استعمال نہ کری۔
 طریق دوسرا ذکر جاروب کا یہ ہے کہ ساتھ آواز دم منہ کے بھونکنے
 دھار تمام لا آکر کشش ہو خواہ بیٹھ کر خواہ اوپر زانو کے
 استاد ہو کر اور لا اسد کر دلیہ ضرب کری بلکہ تہہ ساتھ
 جس دم کے ذکر کرتے ہیں طریق ذکر ارہ کا یہ ہے کہ دوزانو بیٹھ
 اور دوزانو ہاتھ دوزانو پر رکھی اور لا آکر کہتا ہوں اساتہ
 کشش دم کے سیدھا ہو کر اور لا اسد کہتا ہوں اور ضرب ماری
 اور یہ ہی طریق ہے کہ گھبراہو کر دوزانو ہاتھ کیجا کر یکہ اور بطرف
 زمین کج ہو کر لا آکر کشش ناف سے بدوشد نکال کر چنانچہ سر اور
 کروشت برابر ہو وین پر خم ہو کر لا اسد کی دل پر ضرب ماری
 اس طرح بخار آدہ چوب پر جاری کرنا ہی اس طرح آواز اور کشش

کو تختہ دل پر جاری کرے تا ناہمواری سی ہموار ہو اور بعض ان
 اذکار میں ہی کہتے ہیں اور بعض ہواور جی اور بعض با ابدان
 اس ذکر کے بی نہایت ولی شمار ہیں کسب طہارت و کفر
نفی و اثبات پہلی نماز فجر و عصر کے کھل نوافل نہیں معمول
 اور مختار ہی جان ای سائل طالب صادق کو لازم ہے کہ دم
 بخنور تمام بند کر قیام کری چنانچہ استعمال با و ام ایسی اور جناب
 نواہی ہی کرنا منجملہ قیام سی ہی بند کر لیں چنانچہ ہرگز برکت
 کتاب الہی اور سنت نبوی کے عمل کرے اور حتی الامکان
 فرمودہ پر ثابت قدم و راسخ رہی اور اپنی تین زمرہ
 مسلمین کے جانی اور غرض حضور ہی کے ذکر میں بیہمی کہ بی غرض
 اور بی طلب عوض با حلاص صاف مشغول بند کر ہو اور بے
 عوض اجباری دوستی و محبت رکھی اور خواہش اپنی دریاہ
 اور کار بمراد دوست ترک کرے ای طالب کو چھوڑ دے اظہار

راہ ہی جو مطلوب کہ بعد از طلب حاصل ہو وی وہ بقدر وصلہ
 طالب کے ہی لازم ہی کہ ترک طلب مراد اپنی سی کری اور جو چیز کہ
 عالم میں واقع ہو مراد اپنی مقصود کری تا آسودہ و شادمان ہو
 فرود تارک مراد خود نگوی صد بار : یکبار مراد درگنارت ناید
 اور چاہی بہ یقین مرشد طریقت مشغول بذکر ہو و اور بہ شکم
 عادت کری کہ پر شکم کھانا عادت ہی ستورون کی اور پیوستہ
 با و صورت ہی اور او پر ادائی فرائض اسے اور سنت رسول اسے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعد و مقید ہو و اور ساتھ قرات
 کلمہ طیب و شہادت اور توحید و تمجید اور کلمہ استغفار وغیرہ ادا
 اور مناجات کے اوقات اپنی معمور رکھی اور اکثر اوقات درود
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بحضور تی تمام بہجتار ہی اور تلاوت
 قرآن اور صوم و صلوٰۃ اور صدقات نافذ ہو کر ہو و اور دایم
 مشغول بذکر اور قایم اللیل اور ہم خودی اپنی کا در میان دور کر

اور بادگار متنوعہ کہ شیانخ طریقت سی حاصل کئی ہوں بیکہ لی ویک
 زبانی ذکر رہی **ایسا** خیز در کاسہ زر آب طربناک انداز
 حالیا غلغلہ در کنبہ افلاک انداز ^{حافظ} چون گل از گنہت او جامہ ^{کاف}
 دین قباد در آن دلیر چلاک انداز ^{نہ} جان کہ مومن محبوبہ ہی نہایت
 بسبکی شکم خو پذیر ہو۔ نقل ہی کہ نتیجہ گر سنگی سبب جانی از ^{نہ}
 سیر تمام شیطانی ہی سعادت مثل علم و حکمت کے گر سنگی میں
 مندرج کی ہی اور تفاوت مثل چہل معصیت کے سیری میں ^{نہ}
 باگر سنگی خوی پذیر است سعید ^{نہ} در سیری پخت ز ذکر است بعید
 جان کہ محبہ ام آرام پذیر باشد ہوتا ہی اور جودل کہ خالی ذکر اندے
 ہو و وہ دل تصرف الیس میں ہوتا ہی یگانگی ذکر میں ہی اور یگانگی
 غفلت میں **ایضا** وقتی کہ بذر چہر مشغول ہو یا نسو مرتبہ ہی ^{نہ}
 اور زیادہ جس قدر چاہی شروع ذکر نفی و اثبات سی کہ لا الہ الا
 ہی کری اور لا الہ الا ^{نہ} کو پیکشش دیکر بجانب راست لیجاوے

اور لا آلا اسد کو دل پر ضرب کری اور اگر دل چاہی ذکر نفی و
 اثبات کو موقوف کر کے بطریق شغل یاد کر د مشغول ہوو اور پھر
 بذکر اثبات یعنی صرف الا اللہ کے بعد و شہ مشغول ہوو اور دل پر ضرب
 کری اور پھر جس کس کے ساتھ شغل یاد کر د مشغول ہوو پھر اسم ذات
 یعنی صرف اللہ ساتھ مدوشہ کے دل پر ضرب کری اور بتجا عدد معہود
 یعنی جس دم کے شغل یاد کر د میں مشغول ہوو اور گاہی اسم ذات کہ
 چار ضربی کرتا رہی چار ضرب راست اسد چپ اسد پیش اسد اور دل پر
 ضرب کری اور اثبات چار ضربی ہی اسی طور ہی اور کہی زانو پر
 استاد ہو کر دل پر ضرب کری اور ستوا تہ اسے طرح عمل میں لاو
 یعنی زانو پر استاد ہو کر حتی بسوی آسمان کہی اور دل پر ضرب
 کری۔ شیخ محی الدین عربی قدس سرہ شرح رسالہ کلمۃ اللہ یہ مریض فرماتے
 ہیں کہ کلمہ طیبہ کے تین حرف ہیں کہ مقابل اون کے چوتیس عالم
 ہیں نو برزخ علویہ و سفلیہ اور گیارہ افلاک اور چار علویات

کہ وہ حقایق ہیں اوایل عوالم اختراع کے پس چوبیس عالم ہیں کہ
 ہر عالم میں حقیقت ایک حرف کی نورانیت ہی پس بنو انیت
 ان حروف کے ہر عالم کا ظہور محقق ہوا ہی اور حقیقت عالم علوی و
 سفلی کی بذات عرش ثابت ہی پس بذات عرش و سطرین ہر قوم
 ہیں ایک بنو ابض اور دوسرے بنو اخضر اور وہ سطرین کلمہ کی لا آ
 الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں پس بیان دوسٹر نورانی کے عرش قائم
 و مستقل ہی ہیں معلوم کہ حقیقت اس لطیفہ روحانیہ کی اور ان
 میں داخل کرتا سر حال منکشف ہو و اور آہٹ ملائکہ حاملان عرش
 ہیں اوہنیں سی انوار ملکوتیات و جبروتیات و ملکیات صمد
 ہوتی ہیں اسلئے کہ عالم علوی تمامہ انوار ہی اور نور الانوار حق
 سبحانہ تعالیٰ ہی خود فرماتا ہی اللہ نور السموات و الارض
 پس ہر ملک کے واسطے تین حرف ہیں اس کلمہ طیبہ سی تا طہ
 بسبب ان حروف کی جو کہ افق ملکوت و جبروت ساتھ اس کے

پرچی پس نور ملکوت عقل دراز کرتا ہی اور نور جیروت ارواح کو
 اور نور ملک قلوب کو روشن کرتا ہی پس ضرب دینی تین سے
 آہٹہ نین چوبیس حروف واسطے آہٹہ ملائیک کے بالتمام ہتھے سمجھیے
 اسی لئے کہا ہی جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی عرش عظیم
 حرکت میں آوے اور ذکر کلے توحید کا اللہ بھضرت قدس شتابی
 پس چونکہ ذکر زیادہ ہو اللہ اس کا زیادہ جو کوئی ہر صبح بطہارت
 ہزار بار کل طیبہ کہی اسباب رزق اس کے واسطے خواہ روحانی
 خواہ جسمانی مہیا اور آسان ہووے اور جو کوئی سوتی وقت ہزار
 بار کلے پڑھ کر سووے روح اس کی زیر عرش قوت کہا کہ بحسب
 قوت اپنی کے اور جو کوئی بوقت استوا ہزار مرتبہ کلے کہ
 شیطان ہزیمت کہا کہ پنهان و پوشیدہ ہووے ایضا چونکہ
 وقت دخول شہر یا خروج ہزار بار کہی خدا تعالیٰ اوسے خوف و خطر
 مسمون و مامون رکھے ایضا چونکہ کلے بھضرت و فکر تمام ہزار بار

پڑھ کر بجانب ظالم جبار اور غنیہ بد کردار کے دم کری حق جل و علی
 اوسے پائمال کری اور نیست نابود ایضا جو کوئی چاہی کہ
 اطلاع او پر غیوب کے اوسے حاصل ہو اور اسرار ملک و ملکوت
 منکشف مذکر کلید و اوست کری ایضا جو کہ کلمہ طیبہ کو شتر
 ہزار بار کہی اوسے تسلی بہشت میں داخل کرنی طریق
 تفکر و تصور ذکر نفی و اثبات کا چار قسم ہی اول یہ تصور
 کرنا کہ نہیں معبود یکتا مگر اسد جل ذکرہ دوسرے وہ کہ نہیں کوئی
 موجود ممکنات سے مگر حق ہی موجود ہی تیسری وہ کہ ممکنات
 سب کو نفی کری اور اپنی تین اثبات چوتھے یہ کہ جس شی کو
 نفی کری اوسے شی کو اثبات ہر تفکر و تصور کا ایک وقت
 ہی موافق اوست وقت کے حسب الارشاد مرشد کے عمل کری
 ذکر اثبات میں کہ الا اسہ ہی اور اوسے ملکوئی ہی نہیں
 سند فقط ذکر یک ضربی کی جتنے مذکور تمام انواع اثبات ہیں

ٹکا رکھی اور پانی زانوئی چپ پر ضرب کری اور یہ کہ
 بظاہر زبان الا اسہ کی باطن میں تفکر اور بہین کلمات خمس کا
 کہ نفی و اثبات میں کہی گئے حاضر رکھی اور یہ فکر سب اذکار ملکوتی
 میں ملحوظ رکھی اور عین ذکر و ذہن نقش اسہ: نیز تصویر میں
 کہی تا فوائد بسیار اور ثمرات بیشمار پھور کرین ذکر و وضو
 ساتھ دو کوپ کے جو سالک چاہی کہ ذکر و وضو ساتھ دو کوپ کے
 اختیار کری اول جلسہ معہود نکا رکھی بعد ازاں ایک ضرب
 زانوئی چپ پر دو اور ایک ضرب نیم کج ہو کر آرنج چپ پر دو
 لیکن دونوں جگہ الا اسہ کے پہر ساتھ حملہ کے دو کوپ بحسب مالا
 کہتا ہو اینفس خود مار اور سر اوٹھاؤ اور پہر سر نو آغاز کرے
 ذکر و وضو اور رکنی میں جلسہ معہود ملحوظ رکھی ایک ضرب
 الا اسہ کی بجانب راست اور ضرب دوسری بطرف چپ اور ایک
 ضرب دل پر مارے ذکر چار ضربی اور چار رکشی میں ہی برعکس

جلسہ مسطورہ ایک ضرب الا اللہ کی جانب راست اور ضرب
دوسری جانب چپ اور ضرب دل پر اور ایک ضرب جانب پشت عمل
مین لاؤ ذکر پنج ضربی اور پنج رکعتی پہ اول برعایت جائے
معمودہ ایک ضرب الا اللہ کی جانب چپ اور ایک جانب راست
اور ایک دل پر اور ایک جانب پیش اور ایک بطرف آسمان
عمل مین لاؤ بیان ذکر فوات مین اور وہ کلمہ ہی ہے
اور اسی ہی سلسلہ علیہ قادریہ مثل کلمہ الا اللہ کے ایک ضرب
سی بارہ تک ضرب کرتے ہیں اور اوسے ذکر حضور ہی کہتے
ہیں اور آسان تر یہ ضربوں مین از روی فہم و عمل دہ اسم
کہ کلمہ اللہ کو راست و چپ اور
پانچ ضرب دیو اور
کہ غیر کو اصلاً و مطلقاً
کو انتہا مین کہ مفید ہو کسی منظر

ذیابا سید محمد الدین ابو محمد عید القادر حسنی مینی جیلانی رضی اللہ
 عنہ نے کہ اسم اللہ وہ اسم اعظم ہی جو دعا کرتی استجاب ہو۔
 وجود غیر قلب میں ہو چاہی کہ بعد از کسب لا الہ الا اللہ کے
 ساتھ ذکر اسم ذات کے کیا اللہ ہی اس ورش سے مشغول ہو
 کہ جو یا اللہ زبان سے کہی یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ تصور کرے
 اور جانب چپ یا اللہ یا اللہ اور جانب راست یا اللہ یا اللہ دل پر
 ضرب کری اور واسطے قضائی حاجت کے ایک اسم اسماء صفات
 سے کہ مطابقت حاجت کے ہو ساتھ اسم ذات کے منظم کر کے مشغول
 ہو کہ امید کہ حاجت روا ہو۔ بھت مغفرت ذنوب و
 تقصیر کے باسم یا اللہ یا غفور یا غفار کے مشغول ہو۔
 بھت شفا و مریض اور ازالہ مرض کے ساتھ ذکر یا اللہ شافی
 انت الشافی کے مشغول ہو چاہی کہ حرف ندا کو دل کے
 نکال کر لفظ اللہ کو دل پر قریب کری اور شغل یا ہوا و پر قیاس

وروشِ شعلہ نما اس کے ہی جان کہ جو کوئی برخلافت ہوئی نفسانی
 کی غفلت سی و گردان ہو کر مشغلہ ذکر و عبادت شعار اپنا کر بھی
 ساتھ درجہ قرب و معیت حق کے پہنچی اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنَّ
 اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۰ ۝ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
 یعنی البتہ وعدہ اللہ کا راستہ ہی لیکن بہت لوگ نہیں جانتے
 وہی جلاتا ہی اور مارتا اور اوس کی طرف تم سب کے بازگشت
 اسی غافل عیش و خوشی حیات اس جہانِ مہیات کی عین وہم
 خیال ہی جس کا نفس مثل نفوس کفار ساتھ تنعم حیات دنیوی
 مفتون و مشغوف ہو اوہ شخص تنعم حیات ابدی سے بی نصیب
 محروم رہا اور لذتِ قربِ الہی سے بعید اور عمر عزیز اپنی بطلب
 لہو لعب اور تفاخر و تکاثر اور زینت و آرائشِ بدنی میں ضائع
 کر کے بخران و نقصان ابدی فایز ہوا اکثر مردم اہل دنیا فی طلب
 ان لذاتِ فانیہ میں حیات جاودانی کو فراموش کیا ہی لازم ہی

ہر انسان کو کہ ہر گن اسم ذات زبان دل پر بہر حال جاری رکھے
 تا سیرت اسم ذات کے بدرجہ قرب و مسیت پہنچے اس لئے کہ ثمرہ ذکر کا
 حضور ہی اور حضوری بغیر امثال با و امر و اجتناب از تنوای
 اور تک ہوا پرستی اور باز رہنی کے گمراہی سے حاصل نہیں ہوتے
 جبکہ خودی سی مائی نیادی خدا پرست نہ ہو **اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ**
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لِّمُحَمَّدٍ
حَقُّ تَعَالٰی نے خرید لیں مؤمنین سے نفوس و اموال یہ نیکو سہ
 وعدہ جنت۔ پس واجب ہے کہ نفوس کو بریا صفت مرقاض اور
 اسوا کو محبت الہی صرف کری اور خیر و شر اور نفع و ضرر
 اور خوف ورجاء پہنچتی ہو جیسا کہ افعال کو
 بجانب خلق منسوب کری شرک خفی میں گرفتار رہی جائے
 کہ غیبت و حسد اور بدگوئی و غیب عجب ہی اور ترش روی سے
 دل برداشتہ ہو کر شرک خفی نہی پاک ہووے اور شریعت توحید خدا

جان بکھی طے شق نہو نفہ استنود این جهان :

اسی شہوت از حد و درین غیور و نرن : خداستعالی جو کہ حق

کرتا ہی پوچھا ہنیں جاتا اور عباد سوال کی جاتے ہیں لاکسٹل

بفعل و هم یسألون فصل بیان انفس ازین

صلاح دل حاصل نہیں ہوتی بجز ناپس ایفاس کے اور مراتب ناپس

انفاس میں بہن تزکیہ تصفیہ تجلیہ تزکیہ پاک کرنا ہی دل کا اوست

دوسری طالب کو چاہیے کہ اول نفس کو پاک کری اور نفس ہی ریاضت

و مجاہد و طاعت ماک بہو و میں جو کار ستمقامت ہنیا تفسیر ماک

۱۱ اور صفات ترکہ فی ظہر مانا اور تصدیق صاف کرنا دیکھا ہی

محصدا صفات حمده و اوصاف دلائل انوار متعده

مکمل اور باہر انتقام بہرہ کا طالع

کے لئے کہ اس طرح کے مکتوبات

کازیکہ عمارت تیار کر کے کازیکہ عمارت تیار کر کے

کہ بابتہ ارجحال مشغول ہو نہ کر چلی یعنی نہ کر زبان تا حضور ہی دل
 حاصل ہو و اور روزہ او سکا کثادہ اسلیمی کہ دل دوسورخ
 رکھی زیرینہ و بالینہ و قتی ساک نہ کر چلی بزبان خلوت میں بد
 چار الفی لا کے کہ نفی آئے باطلہ کی ہی الا اسہ بقوت تمام بطریق
 حداد قلب پر مار در بالینہ کثادہ ہو و اور در زیرینہ نہ کہ
 خفی کثادہ ہو و اور طریق او سکا یہ ہی کہ راہ دم بند کرئی تاکہ
 تنگی نفس بہم پہنچی اور درہ فرو دینہ و اہو و اور ایک عمو
 نورا حدیت سی فرو د آوی لیکن یہ سورخ فرو دینہ غیر مرئی ہی
 نہایت باریکی سی چاہی کہ ایک ساعت اس سے غافل نہوی کہ کثرت
 نہ کر چلی سی باب نہ کر خفی و اہو و اور قصد دل حاصل اور
 طاعت دو قسم ہی ظاہری اور باطنی طاعت ظاہری صوم
 صلوٰۃ اور کم خوری و کم گفتاری اور کم خوابی اور کم اختلاطی
 برد ان ہر اوقات اس میں مشغول رہی اور طاعت باطنی با

انفاس ہی کسی وقت اوس نے غافل بنووی طاعت ظاہری
 کرا لاکا تبین لکھتی ہیں اور تفکر و ذکر باطنی معاملہ ہی با خدا
 اوس پر یحز اوس کے اور کو بی واقف الگاہ نہیں اور اس
 انوار تجلی حضرت قدس بیاطن بندہ فرود آتی ہیں اور رو
 نفس حاصل ہوتی ہی اور نفس صفت دل پیدا کرتا ہی اول
 صفت روح تصفیہ سیکو کہتی ہیں امی غیر زمر اور روشنی
 یہ ہی حضرت آفریدگار پیش از خلقت خلق واحد و فرد
 وحی و قیوم تھا چاہا کہ و انیت اپنی اظہار کری اول روح
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کی جیسا کہ حضرت فی فرمایا ہی
 اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ مِنْ نُورِي مِّنْ نُورِ خَدَائِي
 اور خلق میری نور سی مخلوق ہی ہر حق تعالیٰ نے اوس نور دلکو
 پچھ سات لاکھ سال کے قبضہ قدرت اپنی سے جدا فرمایا اور
 نوزل فی التماس کیا الہی وسیع بین طاقت فرائی

تجسسی نہیں رکھتا اس قدر مدت دراز تو فی عشق و محبت اپنی مجھی پرور
کیا اب میں جدا نہیں ہو سکتا حکم الہی صادر ہوا کہ تجھی بجز خوشنودی
و رضا میرے کچھ کام نہیں بہتی واسطے اظہار و حاکمیت اپنی کے تجھی
پیدا کیا ہی ازاں بعد نور دل کو درد فراق سی نولا کہ سال محبت
میں رحمت خدائی غزل سی اس قدر آج چشم سی روان ہوا کہ
دریا ہو گیا اوسى بحر الحیوان کہیں پہر حق جل ذکرہ فی تازیانہ قہر
اوس پر مارا غلبہ قہر سی ہوا اور آتش پیدا ہوئی اور سختی نور
محبت سی ایک اوس نور سی غزرا ایل کو پیدا کیا دوسرے کندم
بعد ازاں وہ نور دل نولا کہ سال مثل چرخ پہرا اور اجزا اسکے
دزدہ ذرہ ہوئی پس ازاں اون اجزا نور دل کو حضرت حق جل ذکرہ
فی تین قسم کیا قسم اول سی تمام سر اور قسم دوم سی تمام جانبین
اور قسم سوم سی تمام نور پیدا کی پس نور دل کو منکسر کیا اور
فرمایا میں نزدیک شکستہ دل کو نئی ہوں بعد ازاں حق تعالیٰ نے

بقیہ اجزاء نور کو ہر دلو کو نو سو برس اور پرورش کیا بعد ازاں
 بقیہ گوہر سی دس گوہر پیدا کئی اول او مٹی گوہر سموات
 وارض پیدا کیا پہر گوہر عرش پہر گوہر کرسی پہر گوہر لوح
 پہر گوہر قلم پہر گوہر بیت المعمور پہر گوہر بہشت پہر گوہر
 پہر گوہر شمس پہر گوہر قمر پیدا کئی پہر عالم غیب سی ندا آی
 کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالٰی یعنی دل مومن تخت
 ہی اسد تعالیٰ کا وہ بہت فراخ و کشادہ ہی کرسی اور دل کو
 گوہر اس سبب کہتی ہیں کہ حق تعالیٰ نے گوہر کو گنج کیا ہی
 اور اس گنج میں سات گنج ہیں اور ہر گنج میں ایک گوہر رکھا
 ہی گوہر عشق گوہر محبت گوہر سر گوہر روح گوہر موقت
 گوہر فقر گوہر ذکر باطن حق تعالیٰ نے ان کتوز سبعہ کو گنجی
 سال پوشیدہ رکھا پہر حضرت حق جل ذکرہ فی آدم کو خلعت
 خود آراستہ کر کے فرمان دیا کہ ہمٹی تجھی خلیفہ اپنا کیا اور محمد صلی

زمان رب جلیل صادر ہوا کہ آدم کو تخت نشین کری جب آدم
 تخت نشین ہوا ملائکہ کو حکم ہوا کہ سب آدم کو سجدہ کریں اپنے
 سجدہ کیا مگر انیس نے اس حکم سے ابا کیا اور سرکشی پر حیریل علیہ
 السلام کو حکم پہنچا کہ بقالب آدم علیہ السلام نفخ روح کری تاوقت
 کہ وہی ظہور پاوے پس بعد پہنچتی روح کے بعد آدم اسی قسم
 کیا ایک قسم فی سر میں جگہ بگڑی نام او کا خصل ہوا اور قسم
 دوسری جسد میں گئی وہ مسمیٰ بفس و دم ہوئی ازان بعد آدم
 علیہ السلام ہشیار ہو حضرت رب العزت نے او میں پانچ
 چیزیں پیدا کیں اگر سنگی نشنگی لذت قوت ماسک قوت دفعہ
 پس جب آدم نے سر برداشتہ کیا دیکھا کہ اشجار گندم پیش نظر
 جلوہ گر ہیں پس بوسوسہ شیطانی آدم علیہ السلام نے دست
 کیا اور خوشہ گندم تناول کیا جو اندرون شکم کیا تمام قالب آدم
 علیہ السلام گشت و خون ہو گیا اور دل کہ پارہ ٹوٹا وہ بھی

گوشت ہوا اور اعضا متشکل ہونے شروع ہوئے اور قوت و نور
 پیدا و ظاہر ہوا اور پہلوی چپ آدم علیہ السلام کے حضرت حوا متولد
 ہوئیں اور آدم علیہ السلام بہشت سی دنیا میں آئے اسی عزیز خاں
 اختیار کر کلام لغوا اور یہودہ اور ضاری کہ خواجہ بایزید سبط
 قدس سرہ لکھتی ہیں کہ کوئی چراغ روشن تر خاموشی سے نہیں
 خاموشی راحت ہی واسطے کر اما کاتبین کے اور وہ آمرش طلب
 کرتے ہیں اوکسندہ کے لئے اسی عزیز آدمی میں عیوب بسیار اولی
 ہیں سب تعلق بگو یای رکھتی ہیں حسنی زبان بستگی اختیار کے
 تمام عیوب اپنی پوشیدہ کئی طبعیت او باہمہ در حدیث و کوشش
 ہمہ گریہ او باہمہ در جمال و چشم ہمہ کوریہ اور لکھا ہی کرتا
 دن کی چوبیس ۲۴ ساعات میں ہر ساعت میں آدمی ایک سو
 تراسی دم لیتا ہی کہ رات میں چار ہزار تین سو با نوین دم ہوتے
 ہیں اور ہر دم سی ہزار قیامت باز پرس ہوگی۔ اور اذکار

سوائے اقسام مذکورہ کے اور یہی چند اقسام ہیں کہ بحیر تحریر
 آتی ہیں آراخیلہ ذکر عبرت ہی مجلہ معین دایم الحال بہمہ احوال
 مشغول ہووے اسطور سی کہ جو چیز دیکھی اگنہ بند کوی اور کہو
 بتصور اسم ذات کے اگر کوئی ایک اربعین اس ذکر پر موطبت
 کری ایک حالت اوسی پیش آوی کہ بظاہر و باطن ہستی مطلق
 ظہور کری اور ذکر استیلا ایک ذکر ہی کہ اعضا و ^{نظام} اعضا
 کو حرکت دیوی چاہی کہ خاتم فکر سے بصفی باطن کلمہ طیبہ کو
 انشا کری اوس کے خطرہ بندی حاصل ہووے اور اسکے دو
 طریق ہیں با ضرب و بی ضرب بسند عشقہ کی با ضرب اور بسند
 نقشبندیہ کی بی ضرب طریق اول اسطرح پر ہی کشش میں
 لفظ اسد بدل کہی دوسری یہ کہ لفظ ہو تحت ناف سی بام
 الدماغ پہنچا و اپنی فکر میں نہ بزبان پس بعد سات مرتبہ کے
 بھکر ہو دم کو زیر ناف پہنچاوی ذکر حیران طریق ذکر حیران

اگر سالک چاہی کہ بندہ کج حیران مشغول ہو وی پس او مین کوئی
 جلسہ معین نہیں لیکن اول مدہ صاف چاہی بعد ازان دایم
 احوال بجمیع احوال مواطنت ساتھ اس ذکر کے کری اس طریق
 کہ جس دم کر کے سات بار زیر ناف سی تصویر مین لفظ اسد کو
 بلا لکشت دیوی اور فرو گداشت کری ہر کشت مین اللہ
 کہی اور دم کو بتصور ہو تخت ناف سی بلا لکشت دیوی جو شت
 نوبت اس طریق پر ایک دم مین تمام کری پس دم کو بتدریج فرو گداشت
 کری بہر سر نو آغاز کری بعد چالیس ہزار کے کشائش حاصل
 ہوو کہ دل خود بخود بی اختیار بندہ کر حق ذاکر ہوو پس ازان ایک
 حالت ایسی ظہور پکری کہ سالک قید اسما و صفات سی خلاص
 پاوی اور بوا دی حیرت کہ مقام ہی تجلی اتوار کا و نان پہنچی
 ذکر کبریٰ یا ذکر کبریٰ مین جلسہ معہود نگاہ رکھی اور پشت کو خم
 کر کے سر کو میان کتفین چسپیدہ کری اور دم کو بتصور ہو تخت

ناف سی بالا پہنچی اور جس کر رکھی جو طاقت نہ ہی پہر نہ آغا نہ
 کری تہوڑی مدت میں یو ا طیبیت اس ذکر کے متصف تجلی ہوگا
 لیکن سند تصور کی مرشد سی معلوم کری طریق استیلا
 و عشقہ میں جلسہ معین نہیں ہمیشہ جس حال میں ہو سو ا طیبیت
 کری جیسا کہ کاتب قلم اپنی ہی حروف ظاہری کاغذ پر لکھتا
 اس طرح سالک قلم خطہ اپنی ہی حروف کلمہ طیبہ کے لوح باطن
 پر لکھے باین صورت کہ اول زبان کو بجام چپان کر کی نفس
 کو درمیان بند کرنی اور لام کو کتف راست سی آغاز کری اور
 بجانب راست ناف کے لیچاؤ اور برابر ناف پر قلم خطہ کو گود
 دیکر الف لا کو جانب چپ سی بالا پہنچی تا سر الف بکثت
 چپ پہنچی اور ناف درمیان کر سی لا کے پڑی اور او کو
 درمیان ناف الف و لام لا کے مرتب رکھی اور الا اے دل پر لکھے
 ذکر استیلا و نقشبندیہ میں کوئی جلسہ معین نہیں دایم

پس اصل دوسرے ساتھ استعمال اسم ذات کی یہاں ہی ارادہ کمال
 و ایسا ہی کرے جیسا بکلمہ توحید کیا تھا خفی و چہر میں اور اس شغل میں
 تین چیز پر نظر رکھی تصور صورت پیر کا بخارج اور تصور اسم ذات
 بقلب اور تکرار ذکر بزبان یہاں تک کہ دہائی درمیان نہ رہی نہ ہی
 مطلوب اہل وصول کا بشکل اسم ذات کے بنظر تو سلسلہ علیہ قادیر
 کے اور یہ اسم ذات اسم ہی نہایت بزرگ و شامل کفر و اسلام
 جامع جمیع اسماء اور کوئی چیز اس اسم سے خارج نہیں اور یہی اسم اعظم
 ہی صاحب صفات سگانہ ایجاد و ابتداء و افتاء کا تمام مخلوقات
 اور ذوات موجودات ان تین صفت سی خارج نہیں لیکن اس
 اعظم سی کوئی اقصیٰ نہیں مگر بعض مشائخ کا لیکن یہ بسیار زہد
فصل بیان اشغال میں طریقہ فقرا میں ایک شغل آواز
 ہی کہ نام او کا سلطان الازکار ہی آوروہ تین قسم ہی ایک
 وہ کہ با ہم حرکت دو چشم سی پیدا ہو جسے کہ حرکت دو دست

اور آواز ظاہر ہووے اور حرکت یکدست سی صدا ظاہر ہووے دوسرے
 وہ کہ بی حرکت جسم کثیف اور بی ترکیب لفظ غصہ آتش و باد اونکے
 اندر سی ظاہر ہووے اور اس آواز کو بسیط و لطیف کہیں تیسرے
 ایک آواز ہی بھی کہ بلا واسطہ ہمیشہ ظاہر ہووے اور یہ آواز ہم
 یک ہی ہووے اور کم و بیش ہووے اور تغیر و تبدل او سمین راہ
 نپاوی اور بی چہت ہووے اگرچہ تمام عالم اس آواز سی مملو اور
 پر ہی لیکن بجز اہل دل اس آواز پر کوئی نہ مطلع ہووے اور نہ سنے
 اور یہ آواز ہمیشہ از آفرینش موجودات ہی اور ہی اور ہوگی اور
 اسکو آواز مطلق اور بھی کہتی ہیں اور کوئی شغل فائق و بالاتر
 اس شغل سے نہیں اسلئے کہ ہر شغل یا اختیار شاغل صا در ہووے
 جو شاغل ایک لحظہ اس سے باز رہی منقطع ہووے مگر یہ شغل ہر
 یہ ارادہ شاغل بطریق دوام بے انقطاع و انفصال میسر ہووے
 اور اگر کہہ احادیث صحیحہ کے صحاح ستہ میں مسطور ہیں ظاہر

ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش از بعثت اور بعد از بعثت
 ہمیشہ متوجہ ساتھ شغل کے ہوئی ہیں لیکن کسی ایک نے علماء فشرسی
 یہ مقصد نہیں پایا اور راہ او طرف نہیں لیکن میں خدیجہ کبریٰ
 رضی اللہ عنہا ہی مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از
 بعثت اندک طعام ہمراہ لیکر غار حرا میں کہ ایک غار ہی جو الی کہ
 میں مشہور و معروف تشریف لیا اور اس غار میں ساکن رہا
 ذکر کے مشغولی فرماتے تا اثر اس شغل ہی صورت حیرت علیہ السلام
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر ہوئی اور ابتدا روحی
 آنسو در کی ہی تہی از ان بعد ہوا جو ہوا اسی یا جو توجہ کیا
 مبارک سلطان الاذکار کو شروع کری جا ہی کہ شب یا بروز صبح
 میں کہ تردد آمد و شد مردم ہی محفوظ ہو یا کسی حیرت میں کہ وہاں
 آواز کیسی نہ پہنچے جا کہ متوجہ بگوشت انہی کے نشست کری وارت
 توجہ میں جب قدر ہو سکے غور کری کہ بالتحقیق ایک آواز لطیف

ظہور کرے اور وہ آواز رفتہ رفتہ ایسی غالب ہو کہ جمیع
 جہات سے مذاکر کو احاطہ کریں اور کسی جگہ اور کسی وقت اس کے
 جہات نہ ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت نزول وحی
 سی کوئی سائل ہوا آنحضرت نے فرمایا گا ہی بھی ایک آواز آتی
 ہی مثل آواز جوش دنگ اور گا ہی مانند آواز زینور شہد اور
 کبھی صورت پذیر ہوتا ہی خوشہ بصورت آدمی کہ مجبھی حکام
 ہوتا ہی اور احیاناً میں ایک آواز سنتا ہوں مثل آواز حرب
 جیسا کہ حافظ شیرازی اشارہ طرف اس معنی کے فرمایا ہی **طعن**
 کنش انت کہ منز لک معشوق کجا : ایں بیت کہ با لگی ہر سی می آید
 اور گا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار شتر ہوتی تھی اور
 وحی نزول کرتی اور اسقدر شدت و زور ہوتا کہ ناقہ خم ہو کر زمین
 پر بیٹھ جاتی اور یہی مضمون مسطور با حدیث ہی اور اشارہ ہی
 سلطان الاذکار کہ انبیا کو اسی آواز سی آیات وحی اور احکام

احوال میں موافقت کری اس کے اندر کہ زبان کو
 بکام چسپیدہ کری اور دم اندر نگاہ رکھی اور بقلم فکر سر
 لا کو سزا فستان راست سی کشش دیوی اور پستان راست
 در میان کر سی لا کے واقع کری اور سر لام کو اوپر سر قلب کے ہنچا
 وی اور آگ متصل کر سی لا کے کہ اوپر پستان راست کے واقع ہو ہی
 لکھے اور لا اسے محمد رسول اللہ متصل قلب کے دوسرے طریق
 یہ ہی زبان بکام چسپیدہ کر کے دم کو نگاہ رکھی اور بقلم خطہ
 تمام کا طیبہ کہی اور چار نوبت بحسب دم انصرام ہنچا دے
 ذکر خفی نام سو تہ اول چاہی کہ پاس انفاس بنفی وانی
 آمد و شد نفس میں نگاہ رکھی بوقت برآمد نفس کلمہ لا تصور
 کری اوپر پنجم در آمد کلمہ انبات کہ لا آلا اسے ہی تصور کر
 ذکر خفی ملکوتیہ میں بوقت برآمد دم کلمہ لا اسے تصور کر
 اور خفی جبروتیہ میں اول مجلس معین بحسب دم تصور اسم اللہ
 معہ کو

بالاکتشف دیونی ہر ساتھ اوسی تصور اسم کی نیچی لاوی اوپر پائی
 اسی طریق پر مواظبت کری ذکر لاہوتیہ بعد ملاحظہ جلسہ
 مذکور کے پشت خم کری اور سر کو درمیان کتفین بسینہ چپان
 الاردم کو بمصور ہو تخت ناف سے بالاکتشف دیکر حسی کری جب
 بی طاقت ہو تدریج دم کو براہ منی فرو گزاشت کری پھر آغاز
 کر کے ہزار تک پہنچاوی بلکہ چار ماہ کے ثمرہ اس قدر کر کا ظاہر
 ہو کہ ایضا ذکر اسے حاضری اسے ناظری اسے شاہی اسے
 بایاظ جلسہ معہودہ بفکر نگاہ رکھی اور حسی دم کرے بی حرکت
 لب مشغول مذکور مشغول ہو کہ جو اسے حاضری کہی ان اللہ کل
 شیء مجبیط تصور کری اور جو اسے ناظری کہی ان اللہ بصیر
 بالعباد تصور کری اور پہنچا م کہنی اسے شاہی کے اینما تولا
 نَسَمُ وَجْهَ اللَّهِ يَا شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَصَوَّر
 کری اور بوقت اسے معنی کہنی کے وَهُوَ مَعَكُمْ اینما کتسم

تصور کری بہرہ برنو امد معی امد شادی امد نا طری امد حاضر
 ساتھ تصورات مذکور کے بطریق تواتر یورج و نزول مشغول ہوں
 میں ذکر فرماید کثیرہ بخشی۔ جان کہ مشرب علیہ قادر یہ دو اصل ہیں
 بیان کیا ہی اصل اول بنفی و اثبات اور وہ عبارت ہے کل توحید
 سی اور وہ طریقہ سنہ من دو چہ سے استعمال کرتے ہیں۔ ایک
 بطریق چہرہ دوم بطریق خفی اور خفی پہرہ دو قسم ہی اول بخروج
 نفس ملاحظہ نفی کرے اور یہ خول اثبات اور ثانی عکس ہے
 اول کا لیکن جمیع احوال چہرہ خفی من ملاحظہ صورت پیرانی
 اور معنی کلمہ توحید سی غافل نہ ہوے اور دو نو طریق ذکر خفی من
 تحریک سان مگری بلکہ بجاں خود چہرہ کر قلب سے مستمع ہوئے کر ل
 تکرار کلمہ توحید کری اور جمیع طرق مسطورہ میں عدد طاق یعنی
 تین یا پانچ یا سات یا نو پر محمد رسول امد کہی تھی میں خفی اور
 جلی من جلی اور ایک طریق استعمال کلمہ توحید کا دہن کہ

اولاً قدم بتابعت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر و باطن اور
 بقول و فعل مستحکم رکھی بجز ان مشغول بمراقبہ وحدت وجود
 ہو کہ عین معنی کلمہ طیبہ کے ہیں بی اشتراط طہارت اور بی
 تخصیص وقت اور بی ملاحظہ یا نفس اور بدون ملاحظہ حرف
 کلمہ کے بلکہ فقط ملاحظہ معنی کرے بہر حال نشست و برخاست
 اور زقار اور خطاب و خورد پوشش میں آور وہ اسطریق پر
 کہ پہلے نفی غیر کرے ظاہر و باطن میں پس وقتی کہ نفی غیر متحقق
 ہو کہ نہ ہی مگر ثبوت حق اور ایسا خیال کری کہ وہ میری ملین
 ہی یا میری شاہتہ ہی رباعی جام جہان بادل انسان کا مل است
 مرآت حق کا بحقیقت بیان دل است : دل خزن خزان سر الہی است
 مقصود ہر دو کون دل جو کہ حال است بیت او در دل من است و
 دل من بہت است او : چون آئینہ بہت من و من در آئینہ فرو تو میباش
 اصلاً کمال این است و بس : تو ز خود کم شو وصال انیت و بس :

انہی معلوم ہوتی تھے اور اولیٰ اس آواز صرف بی جہت دینی
 انقطاع سے جمعیت و لذت اور وجد و ذوق دریا فرستے کرتے
 ہیں یہاں تک کہ تمام اشیاء و لذات پہنچ کر اشیاء لذت اور محبت
 میں مستغرق رہتی ہیں کہ نام و نشان بھابھ پیدا نہیں ہوتا
 غوث الثقلین قدس سرہ فرماتی ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 چھ سال غارِ حرا میں شغلِ سلطانی و انوارِ کائنات میں اور پھر
 غارِ حرا میں بارہ سال شغلِ سلطانی و انوارِ کائنات میں مشغول رہے اور
 کائناتِ عظیمہ پر مشتمل نبویؐ پر شغلِ سلطانی کو شغلِ سلطانی
 و انوارِ کائنات پر مشتمل سلطانی کو حفظ و اسکی میں کوشش نہ
 صرف کری جہاں تک کہ ملکہ ہو جائے جیسا کہ صحرا و انوارِ حرا میں
 سنتا تھا بازار اور مجمعِ خلایق میں کئے اور بوقتِ غلبہ اس
 شغلِ لطیف کی آواز اسکی آواز و ذوق و تہل و تقارہ پہنچے
 کہ نہ اسکی اصل ہی جمیع اصوات کی اور یہ اصوات نہ

بین او کی پس منقہ کمال اس شغل کے سالک بحر لطافت
 میں مستغرق ہو کر اور دریا کی حقیقت دلمین جوش زن ہو کر
 کہ چشمہ ہی حقیقت وجود سالک کا اس وقت خود بخود ہر صد
 وند اک ہی وجود میں آوی کہ ہر رنگ کی اس بزرگ سی صوت
 ہستی پگری ہی اور چونکہ وہ بی نہایت ہی صوت اور رنگ
 اور بے بی نہایت بین اور صد او نہایت ہی نہایت جیسا کہ
 وہ ذات ساتھ کیسے مشابہ اور مانا بنیں اس طرح یہ آواز ہی
 ساتھ کیسے ماثلت نہ کہی نقل ہی کہ ایک فقیر اتنا حال میں
 ایک روز طالب اس ذکر کا ہو کر ایک بزرگ پاس گیا اور پہلے اس
 ہی فقیر خالی مشغولی سی نہ تھا بلکہ مشغولی او کی نے ایک
 صورت پیدا کی تھی مگر ہوس باقی تھی لوس بزرگ نے فرمایا کہ
 منہ سب تیری آواز کے یہ ہی کہ تو مشغولی بصوت سردی کہ آواز
 صدرت لایزال ہی کہیں اور جو کہ میں اوسی انہد کہیں اختیار

کر مینے کہا کس طرح قیسی فرمایا دونوں سوراخ گوش اپنی کے انامل
 سیاتین کے محکم بند کر اور متوجہ ہو کہ تیری دماغ میں ایک آواز
 مثل آواز افتادگی آپ کے بلند میسموع ہووے جاہی کہ تو متوجہ
 بساعت اوس آواز کے اور ایک لحظہ اوس سے غائب و
 غافل نہو اور جب رسوخ پیدا ہو قدری اون دونوں انگشت کو
 ست کر اور پھر متوجہ ہو کہ شور اوس عالم سی وہ صوت
 جتنے غائب ہووے بجدی کی بی وضع سیاتین وہ صوت سمع
 ہو وی اور شور عالم و عالمیان مانع و مزاحم نہو وی و شور
 اوس مقام میں ایک شوق بہم پہنچی کہ بیان و نوشتہ سی خارج
 ہی اور بعضی فلفل کو پنبہ میں پیچیدہ کر کے صماخ اذنین میں
 محکم رکھیں کہ بجز ارت فلفل وہ صوت قوت بگڑی اور بعض
 سی یہ سننا ہی کہ فلفل کو بیارچہ حریر سرخ پیچیدہ کر کے
 میں محکم رکھیں تا حرارت زیادہ حاصل ہووے اور صوت

بہت قوت پکڑی اور وہ فضل بہ گزرتا ایک سال کے واسطے
 بعض چشم کے بہت مفید ہی غرض کہ اوس فقیر کو اس شغل سے
 ترقی اور کثرت حاصل ہو چکا کہ وہ طالب تہا بخوبی حصول
 بہم پہنچا اور اوان بزرگ نے فرمایا کہ میان میرا لاہوری اور آؤ
 یا رہی شغل کرتی ہے غرض کہ مینی بہ سخن بخت اپی شیخ
 یحییٰ نے نقل کیا اور مینی نے فرمایا یہ شغل نہایت مفید ہی
 کہ خاطر مشتتہ میں جمعیت پیدا کری اور سب طرف سے کیسوا برس
 مراقبہ کو وحی قدیم پہ کہنتی ہیں اور شغل ایسا ہی ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عار و راس میں مشغول ہو کر
 اور تمام اہلبیت اور صحابہ شفق میں کہ عار و راس میں ہی مشغول
 اول لکھی گئی ایک بہ آورد و برد آورد و سر ابطان الا
 شدتاً غارت تہا یہاں شغل امہات و اوراد
 انوار العزیز و مفوضات میں عبد اللہ شطاری

رحمۃ اللہ علیہ سی شغل امہات در میان شاخ چشتیہ علیہ اور شطاریہ
 کے ساتھ سے پایہ مشہوری اور اعظم اذکار و نو سلسلہ علیہ کے
 ہی اور یہ شغل سے پایہ تین رکن رکبی ایک اسم ذات بمقام حدیث
 نفس و سہ املہ صفت بمقام خطرہ تیسرا خیال برزخ مرشد
 اسی لیے اس شغل کو بابر توبہ پایہ تشبیہ دی ہی کہ بابر توبہ بقایا
 قائم ہی اس طرح یہ شغل امہات و صفات عبارت ہی سمیع
 بصیر علیہ سی بواسطہ ہونی او کے ام اور اصول سایر صفات
 اور تصور صفات یا اسم ذات اصطلاح مشایخ میں مسمی ہی ^{بہل حفظ}
 اور ارادہ تصور صورت مرشد کا واسطے اور رابطے اور برزخ
 میں اس لئے ہی کہ تصور مرشد رابطہ و واسطہ ہی در میان حق تعالیٰ
 اور مرید کے اور شرائط اس کے کی سات ہیں شد و نہ اور سخت
 یہ تین داخلی ہیں بمنزلہ رکن کہ بدون ان تین کمال و برت
 نہیں ہوتا پس ہاتھ ان شرائط کے ذکر سے رکنا کمال شائستگی

ہوتا ہی بعضی فوق کو شرط ہفتی شمار کرتے ہیں اور داخل
 بمصنوع اس بیت مشہور کے طبع برزخ و ذات و صفات و
 مد و تحت و فوق : میں فراید طالع بازار اکل نفس ذوق و شوق -
 ساتھ اس تقدیر کے ذکر ہفت رکنی ہوتا ہی مثلہ مذکورہ اور
 محاربہ و مراقبہ اور محاسبہ و مواظبہ اور یہ متداخل ہیں -
 متداخل محاربہ کا شد میں ہی اور متداخل مراقبہ بلا غلطہ اور بعض
 نے ملازمہ بچت رفع غفلت و غفلت او ایات پر زیادہ کیا
 ہی اور یہ تینوں خارجی ہیں پس ساتھ ان ہفت شرائط کی ذکر یہ رکنی کو
 بمبالغہ رعایت ان شروط کے ذہ رکنی کہتی ہیں اور باعتبار فوق
 یا زدہ رکنی اور بانصاف تہ تعلیم و حرمت دوازده رکنی اور شدہ
 مد اور تحت عبارت ہیں کشید اسم ذات کے ساتھ مد سنہ الفی کے
 زیر ناف سی شدت و شغف تمام اور محاربہ اشعار ہی حرب و جنگ
 کرنا ذکر کا ساتھ نفس انبی کے اور شمار کرنا جان کا یہ پیش جانان

طیت بہر روش کہ میسر شود بکن جہد : کہ خویش را بسر کوئی آن
 نگار کشی : اور مراقبہ ہی شوق رقیب سی معنی محافظہ ہونی کے دلیر
 کہ خطرہ غیر راہ نہاؤ اور محاسبہ حساب اعمال و اقوال و احوال
 سالک کا سبب حال میں اور مواعظہ اشارہ ہی معظہ و پند اگر کسی اپنی
 نفس کو پس جبوقت حق تعالیٰ کو سمیع باتوال اور بصیر باعمال اور
 علیم باحوال سمجھا ارتکاب بنا مرضیات الہی ناسزا اور اکتساب
 ملاہی منہا ہی ناروا ریاضی کاری گویم کہ از ہمہ کار ترا : آرد
 زہد سو بسوی آن یار ترا : گردست دہر حضور ہی عرفا : کہ ضبط
 نفس از ہمہ گفتار ترا : اور تنظیم مطالعہ ہی عظمت پروردگار
 اور دیکھنا اپنی تین بعجز و افتقا اور حرمت دوام توجہ بکعبہ حجاز
 اور قبلہ نیاز اور اجتناب محرمات و بدعات سی اور تباعدہ بات
 سی بلکہ مباحات سے اور باوجود ان تمام حسنات و خیرات کے اپنی تین
 قاصد و خاسر چھنا اور حق کو سب سی بی نیاز و بی پروا رہنا

ہر چیز کہ در چشم تو آید زیبا : آن صورت نقش است نقاش ہوا
 این رزہ غازی شماری حق : اوست غنی است و از بہم بی پردہ
 جو جو بہ چیز کار کار : اور شرایط پر موقوف و منحصر ہی اول
 شرایط اور ارکان : بیاد چیز تحریر میں آئے گئے بالفعل طریق ادکا
 مذکورہ برقیم و تسطیر لا با جانی اور طالبین حق سے امید ملاست
 و دوام اور سعی تمام کی کہ بہت ہی طریقہ ذکر اہمیت شہور ہے یہ
 شاہ جمال اولیائی رسالہ سائلار میں لکھا ہے یہ طریق ادکاری
 کہ چشم بند مربع روش مشایخ یاد دوز انور روش جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر مدسہ الحقی الاکی یا لاکشید کر کے نام
 اللہ دل پر ضرب کری اور اسم ذات یعنی یحییٰ و یحییٰ کو نہ تصور کرے
 سمیع دل سے کہی پہر لفظ اللہ کو بدستہ برسطور کشمش دیکر بصیر
 بدل اندیشہ کری پہر اللہ کو بالایی کر علیم تصور کری اور اسم
 ذات کو ساتھ صفت سمعی و بصیری و علیمی کے موصوف کرے اور

ان دو طریق میں بسم ذات و صفات اختفا سی اور کنہا سمیع
 علیم بصیر کا معنی ہے بہ نزول اور تصور علیم بصیر سمیع بسم
 ذات موسوم ہی بعروج بہر تکرار سمیع بصیر علیم کی نزول ہے
 چاہی کہ یہ نزول و عروج دو طریق مرقومہ میں بعد مطابقت
 اور استحصال ایک دم میں کہہ کر بہر سبب نو آغاز کری اور اس طرح اگر
 مزاج و قوت یاری و کونو طاق زیادہ کری عارف اسرار
 الہادی شیخ محمد افضل الہ آبادی نے طرہٴ سابق حق کو اگر کم
 میں کلماتیں باریک پہنچا یا تھا اور یہ معنی جان بازون حسب
 دل بہا صعب مشکل ہیں اور نزدیک لاف زنون کے عقل
 خطر جان اور وجہ تسمیہ سمیع و بصیر و علیم کی نزول وہ ہے
 کہ احاطہ سمیع کا احاطہ بصیر سے کتر ہی اور احاطہ بصیر کا احاطہ
 ہی سمیع سے اور کتر احاطہ علیم سے اور اس مقام میں منزل
 عقل و شہادت سے مقام غیب ترقی کرتا ہی اور تجلیات

سبحانی اور انوار ربانی بہ بصیرت دل دیکھتا ہی اور تلوین
 حال ہی دور ہوتا ہی اور یہی معنی ہیں عروج میں کہ احاطہ علیم
 اوسع واسئل ہے نسبت احاطہ بصیر و سمیع کے اور محیط جمیع
 عوالم موافق قول حق سبحانہ **وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** اور
 عارت اس مقام میں پہنچ کر محو بعلم حق اور عالم معلوم مطلق ہوتا
 اور عین شہادت بحشم بصیرت او کی کیسان اور شاہ
 وحدت کو بعین کثرت نظر کرتا ہی پس باعتبار سیر ترقی ہر
 ہی اور باعتبار رجوع نزول میں اور یہی معنی ہیں نزول و عروج
 عروج میں یعنی اسے علیم باحوالنا و بصیر باعمالنا و سمیع
 باقوالنا ملے مایل ہو کہ او نزول میں عکس اسکا اندیشہ کو
 کہ حق شنو ہمارا اقوال کا ہی اور بینا ہماری افعال کا اور
 باحوال ہمارے کے اور ساتھ اس اندیشہ کے مناسبتی معاصی ہی باز
 رہی اور زبان کو کلام فصول اور جوارح کو افعال نامفصول کے

لگا د رکھی جو پوا غلبت اس نسبت کے طالب اخلاق رو بہ بشریہ
 سی رہائی پاؤ اور شمع آنا روانوار سی او سپر تابش شروع کر
 چاہیگی کہ بوقت کہنی سمیع کے اندیشہ کری کذات میری شنو آ
 بشنوئی حق اور مینا بہ بنیائی حق اور دانا بد انائی حق اور یہ
 تصور بطریق قرب نوافل ہی اور نوافل عبارت ہی ہونے
 حق سی مخفی دستور آئینہ عبدین باین حیثیت کہ ہو و حق سمیع عبد
 اور بصیر عبد اور علم عبد پس سالک اس قرب میں خود فاعل و مدکر
 ہو و اور جو سالک اس مقام سی ترقی کرے چشم بصیرت شادہ
 ہو و اور بوقت تصور تین صفات امہات کی ایسا ملاحظہ کر
 کہ حق شنو ابی ساتھ شنو ای میر کیے اور مینا ساتھ مینا ہی میر
 اور دانا ساتھ دانا ہی میر کیے اور یہ تصور بطریق قرب فرایض
 کے ہی اور قرب فرایض عبارت ہی فنا مذات سالک ہے
 باین حیثیت کہ ہو و عبد سمیع حق اور بصیر حق اور علم حق پس

اس قریب میں حق سبحانہ فاعل و مدبرک ہی اور سالک موقوف
 اور اعضا اور جوارح اپنی کے بمنزلہ آلہ اور واسطہ کے پس نگاشت
 واسطہ میں مرید شیخ میں فانی ہووے اور برکت فانی شیخ سی
 فانی اسد حاصل ہووے اور اس مقام میں مرید کو خود اور غیر خود کے
 آگاہی نہ رہے ذکر و ذکر نہ کر میں محو ہووے بطریق توحید حلول
 نیست و نابودیت ورنہ بذات آدمی حق نشود یہ جو تحریر
 آیات ربیبہ کرامات و لطائف کرامات بشیاء فواید ذکر انوات
 وغیرہ تفسیر آتے ہیں بطریقہ ذکر اخوات یہی کہ
 یاد آتے جلسہ مرقونہ سیر دم کر کے ہنرہ و لام اسد کا باشد و مدح
 و واسطہ بالا کہنے کے صفات امہات کثرت اسدین تصور کر کے
 ہمراہ نامی اللہ کے مرہ بعد آخری ضرب کری اور پھر سر نو آغاز کری
 اور بعضی ان اسماء و صفات نزول و عروج کو بجا حفظ و واسطہ
 نامی اسد میں ضرب کرتے ہیں اور پھر سر نو آغاز کرتے ہیں اسماء

یہ ہیں رع بس دق ح ن شش جان کہ عین عبارت ہی
 علیم سے اور ب بصیر ادرس سمیع سی اور دال دایم سی اور فانی
 قائم سی اور ح حی ہے اور فون ناظر سی اور شش شاہد سی طریق
 اسکا بدستور نہ کورہ ہی کہ شد بہرہ اور مد بلام اللہ جس دم کر کے
 تصور اسما نہ کورہ کاشش اس میں کر کے ہمراہ دل پر ضرب کری
 ایضا طریقہ شغل سے پایہ اعظم اذکار سلسلہ علیہ قادریہ و
 چشتیہ و شطاریہ سی ہیں اور بہشت رکنی کہ آہٹہ چتر پر قائم ہے
 اور وہ ارکان اس بنیت میں مندرج ہیں طیب برنج و ذائق
 و صفات و شذوذ و تحت و فوق طالبان رانی ناید کل نفس
 ذوق و شوق طالب کو چاہی کہ مربع بیٹھے اور دونو ہاتھ دونو زانو
 پر رکھی اور چشم و لب بند کری اور زبان بکام سپان کری اور کھیس
 دم اسے سمیع زیر ناف ہی کہنچی اور بام الدماغ پہنچا دی اور بے وسوسہ
 تصور اسے گا کری پھر اسے بصیر دل پر لاکو اور بی بصیر تصور کرن اور

ثانیاً پراسہ علیم لاکر بے نطق تصور کری اور غمزہ اسہ کو تحت نایف
 سی بستہ و مد لام بالاکشش دیکر نائی اسہ کو باور حسن و نرم
 اسطرح کہ مصاحبہ نئی باشارہ دم دل پر ضرب کری اور بوقت
 شدہ ہمزہ مدام سمیع کو ساتھ خیال مرشد کے بدل گزار کر اور عین
 سمیع کو بوقت ضرب نائی اسہ سی بدل تمام کرے دوبارہ بصیر
 کشش اسم اسہ میں ملحوظ رکھ کر رار بصیر ساتھ ضرب نائی اسہ
 کے با تمام پہنچاؤ اور اسطرح علیم ہنگام کشش اسہ کے خیال میں
 لاکر میم علیم کو ساتھ نائی اسہ کے تمام کری اور چاہی ہی ذکر اسہ
 پایہ میں کشش دم ہر دم فوق المقاد ہووے تا موجب منتشاء
 ہوا ہووے اور حرارت باطنی ظاہر اور دسومات باطنہ کہ آختہ
 ہووین اسلئے کہ ہو اگر می رکھی اور ساتھ باہر آنے ہو اگر می
 دسومات باطنہ نہیں پہنچتی اور خطرات فاسدہ اور وساوس
 باطلہ دلمین گذرتے ہیں جو دم بستہ ہو حرارت دم کی اوکس

چربی کو پنبی گذاشته بودی اور صفائی دل بپیدا آئی و زنده
خاس مقهور ہوو اور جقدر کشش دم فوق المعتاد ہوو قبح
و سنگی و خطرہ بندی شتاب ہوو اور مجویت بزودی بپیدا آو
اور حرارت دم تمام اندام میں سرایت کری اور ذکر تمام اندام و
اعضا اور گوشت و پوست میں جاری ہوو اور آتش محبت^{دل} و
افروختہ لیکن کشش دم اور خطرہ بند کیو مودہ طعام و شراب
سی شرط ہی خصوصاً باندہ حال استیسا کی ذکر کنجد در انبان راز
بستنی نفس ممکنه یاد راز : جان باز کرد وصل او بیستان نهند
شیراز قیج شرع بمستان نهند : جان کہ ذکر باس انفس ہی اس
ذکر میں ہی اگر تمام اوقات انفس کو بند کر مشغول رہی اور خطرہ
غیر کاہلین تلاوی طیت پاسبان دل شوانہ رکعل حال
نمایا بپسج درد آنجا مجال : ہر خیال غیر حق را درد دان
این ریاضت سالکان افروز قطعہ ہر نفس کہ میرد از عمر گزشت

کا زرا خراج ملک و عالم بود بہا : مہینہ کن خزانہ دہی الجان باد
 و نہ روی بجا کہ تہیت بی نوا : شغل آئینہ آئینہ مقابل
 چشم کہی اور عکس اپنی پر ناظر ہو و جیسا کہ حرکت و سکون عکس کا
 شخص سے ہی محیط حکم المؤمن مؤمن مرآت المؤمن یعنی مؤمن
 آئینہ ہی مؤمن کا اس حد نظر کری کہ حرکت و سکون رب وحی
 کہ عکس ہے رب الارباب کا حکم لا تتحرك ذرۃ الا باذن
 اللہ بہین حرکت کرتا کوئی ذرہ مگر حکم الہی رب الارباب ہی
 تصور کری شغل مرشد تصور مرشد چشم بستہ ٹیڈہ کہ علوم کرم
 یہاں تک کہ ظاہر سالک خود مرشد اور عین صورت مرشد ہو جاوے
 اور جو قول و فعل کہ سالک سے سرزد ہو و بجای مرشد نسبت
 کری اور شعور اپنی سی دور ہو و تا فقط وہی شعور مرشد باقی رہے
 شغل اسم جامع اول بطریق تصور صورت و معنی کے
 اپنی تین بن بن صغری و کبری قرار دیوی اور وہ ذات کہ جامع

غیب مطلق اور شہادت مطلق ہی اوس ہی اپنی پرتابت کری
 اور چشم کو واکر کے بطرف موجودات دیکھ کر مرتبہ جمع دلیں تصور
 کری اور مرتبہ جمع وہ ہی کہ اپنی تین سب اشیا میں دیکھی کہ ہی
 جامع تمام اشیا میں ظاہر ہی اور پر چشم بستہ ملاحظہ مرتبہ جمع
 الجمع دل میں خیال کری اور جمع الجمع اوسی کہین کہ تمام اشیا کو
 اپنی وجود میں دیکھی طریق شغل خیال با خیال ہر خطہ
 کہ بیاطن بیاطن ساکت ظہور کری جانی کہ یہ خیال ہی اور منتظر
 وقت رہی کہ باطن یعنی رب الارباب سے کیا ظہور کری اور کیا حکم
 جاری ہو جو حکم کہ صادر ہو معلوم کری کہ یہ فرمان اوس کا ہے
 اگر موافق شرع ہو عمل میں لاؤ ورنہ خیال بجا لاؤ اور معطل نہ
 چوڑی شغل سیر الی اسد و سیر مع اسد و سیر فی اسد یہ تہی
 کہ ہر شئی منظورہ میں کہ نظر کری محبت حق با خود اور غیور تصور
 کری اور سیر فی اسد فنا فی اسد ہی یعنی ذات و صفات اپنی

بذات حق نحو اور فنا کری اور خود ہی میت محض توجہ کری اور سیر
 بذات و صفات حق کری کہ تمام سمع سمع او کے ہیں اور تمام بصیر
 بصیر او سکی ہی علیٰ ہذا القیاس باقی صفات کو تصور کرے
شغل نفی اثبات چار طرح ہی اول وہ کہ نفی کری ہطل کو
 اور اثبات کری حق کو یعنی کوئی معبود نہیں مگر معبود بحق دوم نفی
 نری ممکنات کو اور اثبات کری واجب الوجود کو یعنی نہیں کوئی
 موجود مگر واجب الوجود سیوم نفی کر ہی ممکن دو واجب کو اور اثبات
 کیا ہے اطلاق یعنی نہیں کوئی وجود یحییٰ و شہادت مگر
 وحید مطلق اور اشارت و اشارت ہے بخود کری چہارم ایک طغی
 نانی اور رد و طافیہ رشیدیہ مذکور ہے اور یہ پس او کے ایک
 حریف روشنی کری اور چشم ربہ جمیع حواس ظاہری و باطنی کو
 متوجہ بائیت دل کرے بطرح حواس آئینہ میں مستعد ہو وین
 احادیث اور بنظر نگراں آئینہ میں نظر کرے تا او اس حواس کو

دیکھی اور اس قدر ملازمت و مداومت کری تا خود چراغ ہو جاوے
 ایسا تابان درخشان کہ عرش سی و شش بک پہنچے غنی و مست و نری
 حسین نظر کری تصرف اپنا دیکھی اور جو باہر اپنی ذراست پن
 پاوی ہرگز بغیر کو وہاں پناوی شغل کسرا اسرار اول
 اپنی نیر حق تصور کری بلکہ عین جا بعد از ان باقی صفات
 موصوف کری اس طریق پر کہ حق مالک الملک ہی عالم العجب
 والنبات از روی سر و عیال یہ یعنی جاننا ہی عجب ار کہ ہر ہر
 ہی اور شہادت کو کہ ظہر میرا ہی ایسا عالم کہ قدیم اللہات
 اور صفات ہی ایسا قدیم کہ دایم و قائم حاضر و ناظر و شہادت
 پس حیطہ کہ یہ صفات نبات باری تعالیٰ قدیم ہیں عجبند
 انیس ساکین اسلیم کہ وہی حق مترا بصورت خلق کہ
 شبہ ہی کہ انھی المنہ هو الخلق المشبہا قول ہی ابن عرب
 کا شغل مبداء و معاد سدا اوسنی تصور کری نازل کرد آ

باوجود احدیت کشیون اور وحدت صفات اور واحدیت سما
 اور اعیان ثابتہ ارواح عقول و نفوس مجرہ میں برتبہ مثال و
 خیال ایک نام پایا ہی اور اوسنی ذات فی ہر ارباب ستہ ظہور کیا
 ہی اور معادسی عروج تصور کری کہ جو چیز اشہادت نظر ہر ارباب
 ستہ ترتیباً نظر آتی ہی جیسا کہ مبدار میں کہا گیا ویسی ہی عروج
 پیرن کہ عکس آؤسکا اور برتبہ اصل کہ مبدار ہی پہنچاؤ کہ یہ
 ذات وہی ذات ہی شغل آسمان دو ساعت بعد برآمد
 خورشید بوقت صباح یا بوقت عصر بجانب آفتاب پشت دیگر
 استاد ہوو اور نظر اپنی سایہ اپنی پڑالی بجہ یکہ دیکھی وہ سیا
 طویل ہوا اور بافت آسمان پہنچا اور افق سی باسمان اسپر آؤ
 کری کہ آسمان اول شوق ہوو کہ ہر آسمان دویم ہر سیوم سطح
 افق و ذرا کہ شمس ہووین وہاں ہی وہ سایہ بعالم معانی پہنچی گا حکم
 انزل الی ربک کیف مَدَّ الظِّلَّ یعنی کیا نہ کہا تو نے

بجانب پروردگار اپنی کے کہ کیونکر دراز کیا سایہ - او سوقت یہ
 انسان کم کشتہ بحقیقت انسانی پوستہ ہوگا اور بالیقین معلوم کر
 گا کہ متصرف بعالم وہی حقیقت ہی اور عالم میں جو کہ نشوونما ہوتا
 ہی اوسی ہی بلکہ تمام ظہور اوسکا ہی اور انسان کامل مثل شجر ہی
 اور تمام عالم اعضاں اوسکے پس چو سالک اشتغال ساتھ اس
 شغل کے کری ثمرہ تخلقوا باخلاق اسہ حاصل ہووے **شغل**
 پیکر معرفت حقانی اشیا جو عارف بافعال شریعت او اوصاف
 طریقت اور احوال حقیقت کامل ہووے او سوقت طالب ہوال
 اپنی کا کہ ذراغ و باز نے آشیانہ جلال و جمال پرواز کر کے ہاتھ
 کونسی از کے ہماز ہوئی ہیں اور ذراغ فی صفت باز قبول کی ہی
 پائین اور بزرگ اصلی کہ بیزنگی ہی راہ پائی یا نہیں جب یہ
 مقام حاصل ہو صفت عشق نگاہ رکھی اسی کی عشق ایک راز
 ہی کہ بی راز و نکو محرم راز کری اور محرم راز و نکو راز سی خارج

ویدر پس اگر سالک کو خواہش اطلاع کی اسل سرار پر منظور
 ہوتا تو ماہیت شہود کہ روح الامیت ہی حاصل کری اور دامن
 ہستی اپنی ہکا بکھڑا اور آپ کو ایک روحانیت نظارہ کرتی ظاہر
 و باطن آ و سکار رنگ اندر ہو اور سر و علانیہ کو از روی شہود
 از وجود اور ہفت پیکر کو ایک پیکر نظارہ کری اور مناظر غیر
 نظیرین تلاوی شغل عالم جفائی اول معلوم کری کہ کاس
 سر دم دو طرف کہی طرف پس معدن ہی ظلمات کا اور طرف مثل
 مخزن ہی نور و عقل کا اور درمیان دو کو ایک روح زن ہی حد حاصل
 جب سبکو آغاز نوم ہوتا ہی ایک ابر رقیق کہ خورشید کو محجوب
 کر لے اوس وزن میں پہنچا ہی اور غفلت و بیخودی آغاز ہوتے
 ہی بحدیکہ چشم پر پہنچی پس غاب غلبہ کری پہر گوش و زبان معطل
 ہو کر دل صنوبری پر پہنچی پس مردم کو پہوش کری اور بخواب لیا
 پس ناکٹ بینی کہ فکر اپنا زیر اوس سوراخ کے پہنچا دی اور

شکر ہی تا خواب غلبہ نہ کر سکے جو اس مشغولی میں رہی تمام معیبات
 مثل ارواح و ملائک اور ماہیت عالم صغیر و کبیر اور سپر کنشوسٹ
 ہوئے اور کچھ مخفی نہ رہے ڈگر گنج اسرار و جو چاہی مشغل گنج
 اسرار مشغول ہووے اور بمقطعات محسوس ملاحظہ کریں حم جبار
 حق مطلق سے کہ جمیع تعینات کے مبرا و میرا نہیں اور عشق عین عبارت
 ہی سر قدیم سی جو وہ سر کہ بذات قدیم تھا بسبب تنہائی جو شریں
 آیا ہر دہ اندہ سین کے عشق نے ظہور کیا کہ گنت کثر از مخفیات
 ان اعرف تہا میں گنج پوشیدہ پس چاہیے شناخت اور
 عرفان اپنا اشارہ ہی طرف اوسکے اور انہ انوار کما تشریف
 معشوق بروی ظہور آئی کہ تخلقت الخلق لا عرف پس آگیا
 خلق واسطے عرفان اپنی کے کہ قاف عبارت اور سبب ہم
 حق مطلق نے بصورت عاشق و معشوق ظہور کیا اور تمام نجایات
 متجلی ہوئیں جب تک کہ معنی محسوس معلوم کہنی پس چشم بند

کہ ایک حسین سو یا را سم اعظم کہا جاتا ہی پس را سم اعظم کو
 متصف بصفات خود و نہ نام تصور میں دل صنوبری پر
 بندت ضرب کرتی آثار او کے بعل روشن و ہویدا ہو
 اور جو شغل سے فارغ ہو کہ دائم اوں حقیقت منزہ عن التعلی
 کو بخود ملحوظ و مفہوم کری تا وہ حقیقت او سکی دل پر متجلی ہو
 اور وقت جانے کہ تمام عالم ساتھ اس حقیقت کے قائم ہی اور
 وہ سب اشیاء میں ہویدا بلکہ سب وہی ہے کہ متصف بصفت
 اہل عالم ہو اسی اور تمام اہل عالم سے مقدس و منزہ ^{شغل}
خانی و باقی طریق او سکا وہ ہی کہ جو فانی تصور کری
 چشم کشادہ رکھی اور جو چیز نظر میں آوے فانی دیکھی اور بہت
 تصور باقی چشم بندہ رکھی اور جی حق تصور کری ^{شغل}
نفی فی النفی وہ ہی کہ ہر شئی منظورہ و مقصورہ میں حق کو
 تصور کری۔ اور شغل اثبات فی الاثبات یہ ہی کہ ہر شئی منظورہ

و متصورہ میں وہی شے واحد تصور کرے **شغل** النفی عین
 الاثبات وہہی کہ بکتاب ہرشی منظورہ چشم بستہ تصور کرتا
 نیستی اوس شے کی پہر چشم کشا رہ بخود نظر کری کہ مگر میں اوس
 سبب کہ تمام اشیائی انسان سے ظہور پایا ہی **آل انسانی**
 میری و انا سترہ یعنی آدمی میرا سترہی اور میں سدا و سکا۔
شغل خلوت در انجمن یہہی کہ خلا و ملا میں ہمیشہ یہ خیال
 کری کہ حق حاضر ہی بحضور خود اور ناظر ہی بظہر خود اور شاہد
 بہبود خود موجود بوجود خود ظاہر بظہور خود اور دایم بحق مشغول
 رہی لیکن کوئی حال اوسکے سی آگاہ و خبردار نہ ہو **اور**
شغل ہوشیار مردم یہہی کہ انتقال ہر دم بیاہ حضوری حق ہو
 اور غافل ہو وی **اور** شغل ہر قدم یہہی کہ آمد و رفت میں نظر
 بہ پشت پار کہی ناگاہ بجای نا افسانی واقع نہواور نہ دل پر
اور شغل سفر در وطن سی مراد یہہی کہ صفات بشری سے

بصفات ملکی سیر کری تا اخلاق مذمومہ یا اخلاق محمودہ ^{مقال}
 کریں اور از خود رفتگی اور بصورتی پیوستگی ثمرہ عشق اور
 نتیجہ محبت مفراط گاہی جو کہ غایب از خود بیشتر حضوریت
 او کی معشوق زیادہ تر اور باقی مراقبات اسما و اسما اور
 آیات اسہ سی ایسی پر قیاس کریں و گرنہ ایک مراقبہ ^{ذات} اسم
 سب حال میں کافی ہی کہ وہ اثباتیستی حق ہمہ اوقات اور
 فائزستی خود اور جمیع کائنات کی بقول و فعل اور اسم اسہ کہ
 باطن میں تصور کری تا یا قرب الایام صفاد دل اور حضور
 باطن حاصل ہووے اور عاملین آس فتنے لکھا ہی کہ
 دم تین قسم ہی ایک قسم وہ کہ بالا و زیر آتا جا ما ہی اور
 تیسری وہ کہ پاندام حرکت کرتا ہی تا خورد کو بچا یا اعضا گرم
 کہی اور جو عضو کہ او سین خون نمود تری مرده در نشدہ
 ہووے اور کچھ حرکت او سین نہ ہی اور یہ سب دم غذا آست

پیدا ہووین جسکو محافظت دم منظور ہووے لازم ہی کہ غذا
 لطیف کھاوے لیکن اس دم کو کہ قسم دویم ہی نگاہ برکسی اور
 خروج کرنے ندی مگر بوقت حاجت و ضرورت کہ اس محافظت
 مین چند اشیا حاصل ہووین ایک وہ کہ ہمیشہ تندرست رہے
 اور عمر دراز ہووے اور پیرو ضعیف ہووے کہ اس دم کو اجماع
 کہین اور جواراہ محافظت دم کا کری پس بعد از ادای غائبہ
 بتجدد اس حلیہ سی نشست کری کہ پاشنہ پائی جب بمقتدر کہے
 کہ راہ ہوا بند ہو اور پاشنہ پائی راستیخ آلت پر تا فجر
 اکثر اشیا معاینہ کری اگر چاہی کہ عالم غیب کو مشاہدہ کری
 نظر او پر پرہیزی کے رکھی اور لفظ اسد کو بدل سنایا کری جو
 کمال پہنچے سحر و زہر کار گر ہنودی اور نہ علت اور مستجاب
 الدعوات ہووے اور ہر دو عالم او سپر کشوف ہووین —
 روشن دوسری شغل سفر در وطن کی تا ہتہ تمام اشغال یہودہ کے

باز رہی اور خلوت نشین ہو کر دلوں کا عالم بالا غویشی اور آشنائی
 دیوی اور سیحرت زبان دلیں یزدان یزدان کہی جس لغت میں
 کہ جانشا ہوتا نہی فارسی و ہندی میں کہنا رواہی فی الجملہ اگر
 چندی چشم پوشیدہ تصور اس صورت کا کہ دیکھنی سی بیان
 دوا بر و پدید آوی کری اور بعد از ان بدل متوجہ ہو و اگر چشم
 گوش بند کری اور ہیکلی اور جمعگی دل او سطرف متوجہ کری پس
 حق دیکھنی کا اور باوی حق بانی کار باعی گرد دل تو گل گذر
 گل باشی و در بلبل بقرار بلبل باشی تو جزوی حق گل است
 گر روزی چند اندیشہ گل پیشہ کنی گل باشی و شغل حسینم
 بطور قلندر یہ مربع پیٹہ کر اور رگ کیا سبقید اگر چشم دل
 بستہ زبان بکام چسپان کر کہ حسینم کری اور لا کو تحت سی
 دیکر قدری سرگون ہو کر افوریش دیکر الگو او پر زانوی راست
 ضرب کری اور الہ کشف راست پر ضرب کری اور تمام کر

ایک دم میں دس مرتبہ کہی اور حسین قدر زیادہ کرسی فائدہ زیادہ
 دیوی اور حسین دم سی حرارت باطن زیادہ ہووے اور انوار تجلیات
 روشن فکر و شغل بطور قادیہ نقل ہی کہ ایک مرتبہ
 حضرت سی یاد خدا میں مشغول تھا ایک پیر مرد پیدا ہوا اور کہا میں
 تجھی ایک شغل مد تعلیم کرتا ہوں چاہی کہ تو او سپر او اطلت
 وذا کر رہی او سنسے بتوا صنع اجابت کی پیر مرد مذکور نے ترتیب
 من عن نقل کی او سنی اخذ کیا اور یہ ماجرا بحضرت شیخ اپنی کے
 عنس کیا حضرت نے تبسم کر کے فرمایا وہ شیطان لعین تھا تجھی کل
 حق تعلیم کیا آئندہ اگر پھر تجھی یا مور باطلہ فریب دیوی اور راہ
 بیجا و ذہار اپنی پکس اہ دنیا اور کلام او سکا ہرگز قبول
 نہ کرنا کہ نام اسکا فرضہ ہی طریق او سکا یہ ہی کہ سیرن پر مشہد کہ
 اور دونو پانوا استادہ کر کے اور دونو ہاتھ سی دونو زانو پکڑ
 کے اور سر کہتین پر کہ کہ چشم و لب بند کری اور زبان یکام

چسپیدہ صیغہ م کری اور لا کو تحت ناف سی کشش دیکر بام
 الدماغ پہنچاوی اور الا اسد کو دل پر ضرب کری اور مبتدی
 بطریق عروج و نزول کہ نہ عددی ہو و ساتھ تین دم کے کرتا
 رہی جو اوپر مواطینت حبس دم کے قادر ہو و نو عدم ایک
 دم میں ظاہر ہو وین پس بقوت مزاج طاق طاق زیادہ
 کری اور ترتیب عروج و نزول نفی و اثبات بند کر چہر کہ تجربہ
 میں آئی ہوں وہاں سے معلوم کری **شغل** یا نو دراز کرے
 اکثر شش دم کو بام الدماغ حبس کری جو طاقت نگاہ بہت
 ہم ہنوس کے یا بہت لگی رہا کری اور پہر ساتھ ہا سی دستور کشش
 دیکر بدماغ گرہ دیوی اس شغل سی روح قید بدن سے جدا ہو
 اور سیر عالم علوی و سفلی کری فرد و تا وجودت وجود ثانی
 در توازن کاملی نشانی نیست **شغل** مجموعہ ان طریقہ نشانی پر
 رکھی اور بیخونی حق تصور کری ایک آنکہ بند کری اور دوسری

سی دیکھے اور اس طرح چشم بند و اکری اور چشم وابتد او یہ
 مفید تجلوت و جلوت نہیں جس کام میں ہوا البتہ نظر دل
 پیشانی پر ہو و اور یہی روانہ کہے کہ اس خیال سے باز نہ پس
 اس شغل سے تجلیات بی نہایت اور عجایب سے نہایت پیدا
 ہو وین اور عالم مثال منکشف ہو و اور بعضی آیت اللہ
 نور اللہ و اب و الاذین سے سماع طرف اسی شغل کے لیکے
 ہیں اور یہ شغل اعظم شغل اس جماعت کے ہی شغل سر
 قادریہ قدس اسرار ہم شب جمعہ سے تا شب شنبہ بیست
 وقت سمیع بصیر علیم کلیم حی قدیر مودید دائم قائم حاضر
 ناظر شاہد کو التزام کری بعد از چلہ کیفیت اس کی معلوم
 کری لیکن فرق یہی ہی کہ کلمہ الا اے کو دل اور پیشانی پر
 ضرب دیکو بحسب دم بارہ رکن مذکورہ بالا و جبکہ لفظ شاہ
 آوی اندیشہ اپنا کری اور خطرہ میں لاکے کہ شاہد میں ہوں

اور بوقت ضرب مایل تر بزین ہو وی اور نہایت اس کسب کے
 دو آئندہ رکن کو ایک دم مین پانسو مرتبہ پہنچانا ہی اور تاثیر اس
 عمل کی کسب سی روشن ہو و شغل پیران چشت
 قفس اسد اسرار ہم شبنم شب شبنم سی ناشب یکشبنم بمساعت وقت
 اختیار کری یعنی دل صنوبری پر لفظ اسد برنگ طلا قرار دیکر
 اور لفظ اسد پر تشدید تصور کری اور صورت حسنہ مرشد
 خیال کری و فیکر یہ تصور پختہ ہو اسی صورت مرشد کسی خیال
 مین موعظہ مستقر و منصور ہوئی ہی صورت جمیلہ حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلب کری سائبہ فضل ذکر
 حق تعالیٰ کے وہی صورت مستحسنہ مرشد کی صورت منورہ و
 شبر کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو چاک و چو جمال
 باکمال حضرت کا بتشدید راسخ و ثابت ہو انبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تعارف جل ذکرہ طلب کری کہ بعد تجلیات انوار

الہی کامیاب ہو وی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ عجیب شغل ہی
 کہ اکثر ہمت شاغل اور بسیار مستغفرہ اوسی صورت جمیلہ
 سی حل اور حاصل ہو وین شغل پیران سہروردیہ
 قدس سرہم شب دوشنبہ سی تا شب شنبہ بماعت
 وقت وقتی کہ دم راہ یعنی سی بر لاکہ خیال کری کہ لفظ اللہ ہے
 حرف ہو نکلا ہی اور وقتی کہ دم اندر لیجا ہو کہ تتمہ سی لفظ آ
 کا تصور کری اور ان دو دمونین بلفظ اللہ اپنی تین فروجا کہ
 نرم کرے اور آرام پاو اور اگر خودی کو بطریق مذکور نحو کر لگا
 اور فرو نہ لیجا لگا آرام نپا و لگا پس برآمد و در آمد دم بین ہی
 لفظ اللہ منظور رکھی شغل پیران فردوسیہ و شطاریہ
 قدس سرہم شب شنبہ سی تا شب چہار شنبہ شغل ابہت
 کرے یعنی سمیع بصیر علیم اس طریق سے کہ اول لفظ اللہ زبان
 جاری کری بحسب دم اور بدل ملاحظہ کری شغل پیران سہروردیہ

قدس اسرار ہم شب چار شبہ سی تاشب بخشنہ مبادت
 وقت کلمہ ہو ساتھ دم کے زیر ناف سی بالاکشید کری اور
 پنچی جانی ندی بجہ یکہ بتارک سہ پنچی جو بتیاب ہو و دم لیو
 پھر اسی طور بکار لیجا و اور نام اس سلسلہ کا سلسلہ طبقات
 ہی ہی اور سر حلقہ اس سلسلہ کے حضرت شاہ بدیع الدین دار
 کہ بچند واسطہ بحضرت عبدالعلیم دار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم پہنچا ہیں اور بحضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی
 اللہ عنہ سلسلہ و نکاح منتہی ہوتا ہی تقوی و طہارت میں بہت
 تردد و مبالغہ کہتی تھے جو کوئی اپنی تین بریدان حضرت شاہ
 بدیع الدین دار منسوب کری اہل مرید ہو و اگر قدری شرح
 شریف سی مخوف و گیرشتہ ہو و بلا میں پڑی کہ مردہ دود
 جہان ہو و لغو دہا نہ نہا لیں کہ جانے کونین اور پھر شریعت
 مصطفوی کے قائم و ثابت رہو نگامرید ہو و و گز نہ ہو و

مشغل ہر ان نقش بند قدس اللہ اسرار ہم شب بختیہ
 نائب جمیع امتا عدت وقت لفظ اللہ رنگ طلا دل صنوبری پر
 مستور ہووے باین حد کہ بغیر تصور نقش اللہ نظر سالک میں کوئی
 چیز جگہ نہ پکڑی اور نقش اسم ذات ہیکل سالک بلکہ عین ذات
 ہو جاوے اور باقی حالات یکب روشن و ہودا ہووین۔

فصل اشغال مشایخ جیلانیہ میں اور وہ یارین نام
 طریقت شیخ ابی محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و
 عنہم اجمعین کے پس اول تلقین اونکی چہر ہی ساتھ ذکر اللہ کے
 اور مراد اس چہر ہی پر غیر مفرط ہی پس مشافات بنین میں
 اور اس حدیث میں جس سے بنی ذکر چہر ثابت ہوتی ہے
 یہی ارلوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا
 غائباً الحدیث یعنی اعتدال کرو ذکر میں اپنی نفوس پر کہ تم
 بنین پکارتے کرو اور نہ غائب کو۔ پس ایک اور سے

اسم ذات ہی ساتھ ضرب واحد کے اور طریق اور سکائیہ ہی کہ گہی
شد و د لفظ اسبہ پھر بقوت قلب اور خلق کے پھر درنگ کری
اسفند کہ عود کرے دم او سکاپہر سطح بانہار کری اور
ایک کر دو ضربی ہی اور صفت او کی یہ ہی کہ بیٹھے نشست نماز
کی اور ضرب کری اسم ذات ایک تہ بزائور است اور ایک
بقلب اور بار بار کری یہ بلا فصل اور سزاوار ہی ہونا ضرب
قلبی کا بقوت و شدت تا تا شیر پذیر ہو دل اور حاصل جمیعت
خاطر اور یا ساتھ تین ضربات کے اور طریق اور سکائیہ کہ
چار زائواری ایک ضرب بزائور است اور ایک بزائو چہ
اور ایک بقلب لیکن ضرب قلبی سخت تر اور بلند تر چاہی
اور یا چار ضربی ہی اور او کی صفت یہ ہی کہ نشست کے
مربع اور ضرب کری ایک تہ بزائو راست اور دوبارہ بزائو
چپ اور تیسری مرتبہ بقلب اور مرتبہ چارم پیش لیکن ضرب چہارم

شدید اور بندہ ہو ضربات تین سی اور ایک اوس کے نفی
 اثبات ہی اور وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہی اور اوس کا طریق یہی کہ یہ
 نشست نماز رو بقبلہ چشم بستہ کہی لاگو یا کہ اخراج کرتا ہی اوس
 اپنی ناف سی پر شش دی اوس کو ہانک کہ پہیچا کہ بہ شائد
 بہر کہی آگہ گویا کہ نکالتا ہی اوس سی ام الدماغ سی پر ضرب دی
 الا اللہ کو بندت وقوت او پر قلب کے اور ملاحظہ کری نفی
 محبوبیت یا مقصودیت یا نفی وجود غیر اللہ سی اور اثبات
 اوس صفات کا واسطے حق تبارک و تعالیٰ کے اور ایک
 طریق ذکر یہی کہ تمام اہل سلوک بعد نماز فجر و عصر جمع ہو وین
 او حلقہ باندہ کر بند کر اللہ مشغول ہوں تو امین انیز فواید ہیں کہ
 وہ نہیں حاصل ہوتے نہائی میں پس عکف ہر ہو طالب یہ
 اثر اسن کر جلی کا اور مشاہدہ کری اوس میں نو پس حکم کیا
 جاوے کہ خفی اور مراد اس اثر سی براگتھی شوق اور اطمینان

قلب ہی ساتھ اسم اللہ تعالیٰ کے اور نابود ہونا احادیث
 نفس کا اور اختیار کرنا حق تعالیٰ کو ہر ماسویٰ پر اور حسنی دوم
 کیا اوپر ذکر اسم ذات کے شبانہ روز میں چار ہزار مرتبہ پڑھنا
 پیش پہنچانے شرائط مذکور کے اور دوام کیا اوپر دو مہینہ
 یا زیادہ البتہ شاہدہ کریں او سمین بالضرور تاثیر خواہ غیبی
 خواہ زر کی طریق ذکر حقیقی ایک اوس کے اسم ذات ہی ساتھ
 اہمات صفات کے اور راہ اوسکی یہی کہ بند کریں و نو
 انہیں اور طاوی دونوں اپنی اور کہی زبان دل اللہ
 سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا کہ نکالتا ہی اوس ہی اپنی ناف کے
 طرف سینہ اپنی کے اور سینہ سی طرف دماغ کے اور دماغ کے
 بجانب عرش پہر کہی اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع بطریق مہبوط
 اور پران منازل کے جسطرح صعود کیا اوپر اون منازل کے
 پس یہ ایک دورہ ہی اور کرتا رہی اسطرح اور بعض اہل

اس شان سے زیادہ کرتے ہیں اس قدر اور بعض اوس کے
 نفی و اثبات اس طریق پر ہی کہ ہو کو بیدار و آگاہ اپنی انفا
 پر پس بوقت برآئ نفس بطبع بدون قصد و ارادہ کہی بخروج
 لا ا کہ زبان دل اور پہنگام دخول الا اسہ کہا اکابر نے
 یہی ہی پاس انفس اور اوسی بڑا اثر ہی نفی خطرات اور
 زوال حدیث نفس میں پس وقتی کہ ظاہر ہو اثر ذکر خفی اور
 معلوم ہو طالب میں اوسکا نور اور سو وقت حکم کیا جاوے
 مراقبہ اور مراد مراقبہ سی اثر شوق اور غلبہ محبت اور انصاف
 حنان غرمت بجانب فکر و اثبات اسہ غر و جل کے اور اجتماع
 ہمت اور طلب اوسکے اور دریافت حلاوت پنجا موشی اور
 نفرت کلام و اشتغال سے بکار دنیا لیکن مراقبہ نزدیک
 صوفیہ کرام کے بہت طرح پر ہی جامع ان سب کا ایک امر
 ہی وہ یہ کہ جو آیت یا کلمہ زبان تلفظ کرے یا خیال کرے

اور یہی معنی اوسکے اچھی طرح پر خیال کرے یہ معنی اور کیفیت
 و صورت تحقیق اونکی پر خاطر جمع کرے اور اس صورت کے
 اس قدر کہ نہ گزری خطرہ ماسوی آمد کا اور حاصل ہوا استغراق
 و غفلت ماسوی پس تلفظ کرنے سالک اسد حاضری اسد
 ناظری اسد معنی یا خیال کرے دل میں پر تصور کرے حضور حق
 سبحانہ اور نظر و سماعت اور ہنسی و خوش طرح منع تقدیس و
 تنزیہ اسکی جہت اور مکان سی یہاں تک مستغرق ہو جا
 اس تصور میں یا تصور کری وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْمَا کُنْتُمْ
 کو اور تصور کری معیت باری غرض اسد کی کمرے اور بیٹے لشی
 خلوت و خلوت اور مشغل ہو سیکار میں یا تلفظ کرے بآیہ
 اَیْمَا تَوَلَّوْا فَاْتَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یَا اَلَمْ یَعْلَمْ یَا اِنَّ اللّٰهَ
 یَرِیْ یَا مَنِ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ ۝ یَا
 وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ یَا اِنَّ مَعِیْ رَزَقُ

نَسِيئَتَيْنِ ۝ يَٰهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
 وَالْبَاطِنُ ۝ پس یہ مراقبات فائدہ مند ہیں واسطے
 تعلق دل کے ساتھ اسے عزوجل کے ولیکن مراقبہ مفید قطع
 الیقینی اور تجربہ تمام اور سکر و محو کے لئے پس یہ کُلُّ مَنْ
 عَلَيْهِمْ أَفَآءٌ وَيُنْفِیْ وَجْهَهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ
 الْإِكْرَامِ ۝ ہی اور صفت اسکی یہ ہے تصور کرنی نفس
 اپنی کو مردہ اور خاکستر کر اور الیگین اوسی ہوا میں اور
 آسمان کو شکافتہ اور ہر شے کو باطل و ترکیب اور ہیات اور
 خیال کری اسے کو باقی و موجود پس قلم رہی اس خیال پر تادیر
 کہ فائدہ بخشی محو کا اور اسطرح إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ
 مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۝ اور اِنَّمَا تَكُونُوا يَدْرِكُكُمْ
 الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ۝ پس جب ہر
 مہموی اثر مراقبہ کا طالب میں اور دیکھی نور او سکالہ موت

امر کیا جاوے توحید افعالی آور معلوم کیا چاہیے کہ شارع علیہ
 الصلوٰۃ والسلام فی راعب وبراگنختہ کیا اور دو چہرے کے ذکر
 اور مراد اوس کے ذکر ملفوظی ہی اور اوپر فکر کے اور مراد اوس کے
 مراقبہ ہی۔ قول مجرب ہی بعض مشایخ سی ناب رکشف و تالیف
 آئندہ کے راست و درست یہ کہ اعتکاف کری طالب خلوت
 اور غسل کرے اور لیا پس منے احسن لباس اور خوشبو لگا دے
 اور پیشی سجاده پر اور رکھی مصحف کشادہ بیطرف راستہ اور
 ایک بجانب چپ اور ایک و برو اور ایک چپ ہی پر دعا کرے
 ناب رکشف واقعہ معینہ کے بکوشش ہمت پر شروع کرے
 وسم ذات البی لنگی چشم پس ضرب کری ایک مرتبہ مصحف جانب
 راست اور پھر بجانب چپ ازان بعد پس پھر محاذی تاکر پاؤں
 اپنی نفس میں کشائش نور اور دوام کرے اسپورات روز
 یا مثل اوس کے با خلوت پس اتنے اوس کی کشف ہوگا اور ایک

ایک طریق یہی کہ ذکر کرے اللہ تعالیٰ کو ساتھ ان اسہار کے
 یا عَیْلِمُ یا مَبِیْنُ یا خَیْرُ ساتھ مراعات شروط مذکورہ کے
 جیسکے بیان کیا ہم نے ذکر میں ساتھ ایک ضرب یا تین ضربات
 کے واسطے **اوستم** اور کہا شاخ نے قول محبوب بنابر کشف
 ارواح ساتھ شرائط مذکورہ کے یہ کہ ضرب کری بطرف
 راست سبع اور بچہ قدوس اور بجانب آسمان ^{الملائکۃ}
 اور بقلب الروح۔ اور واسطے امور مشکلہ سخت کے ساتھ ان
 شروط کے ناز پر یہی تہجد کی جواز دہ کیا اوسکے لیے ہر ضرب
 کری بجانب راست یا حی اور بجانب چپ یا وہاب کری تین بار
 مرتبہ اور واسطے کشائش خاطر اور رفع بلیات کے ضرب
 کری لفظ اللہ ولا الہ الا اللہ بقلب چھ طرح وصف کیا ہم نے
 نفی و اثبات میں اور لفظ الکی بطرف راست اور القیوم
 بچہ اور جب ارادہ کری یہ کہ دعا کری خدائی غرض ^{سطح}

ثنائی در یقہ کے یا اگر سنگے یا کشائش رزق یا مقہوری شمن پس
 چاہی کہ طلب کرے اسم مناسب بنا بر حاجت اپنی کے اسماء الحسنیہ
 سی اور ذکر کرے کلمہ اللہ ساتھ اس اسم کے بد و ضرب یا تین یا
 چار ضربات کے پس کہی یا شافی اور یا صمد اور یا رزاق اور یا
 نزل یا نوائی اسکے واسطے علم **فصل** باشتغال مشایخ خستہ
 اور وہ اصحاب ہیں امام الطریقہ خواجہ معین الدین الحسن
 چشتی کے اور چشت ایک قمریہ ہی واسطے شیوخ چشت رضی
 اللہ عنہم کے کہا اوہوں نے آئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ طرف
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس کہا یا رسول اللہ بتاؤ مجھے اقرب
 طرق بجات خدا تعالیٰ اور افضل نزدیک حق تعالیٰ اور
 ثمر بار عبادت پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 لازم کر اپنی پردہ خلوت پس کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
 کیونکر یاد کروغین یا رسول اللہ پس ارشاد کیا رسول اللہ صلی اللہ

وسلم نے مذکر و نواکھتین اپنی اور سن مجھے تین بار پس
 بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا اکہ الا اللہ تین مرتبہ اور
 حضرت علی سنتے تھے ہر کہا علی کرم اللہ وجہہ لا اکہ الا
 تین بار اور پیغمبر علیہ السلام سماعت فرماتی تھے ہر تعلیم و
 تلقین فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسن بصری کو اور
 اسطرح پہنچا کہ پہنچا ہم تک اور یہ حدیث ابین شاخ
 کو ام کے نزدیک منقول و معتبری لیکن اوپر قوائین اہل حدیث
 نے اس میں بحث ہی طویل کی ہے یہ ارادہ کری شیخ تعلیم و
 تلقین اپنی مرید کی حکم کرے اوسے بروزہ پس اگر ہو روز
 چھتنبہ تو پشروی پر امر کرے مرید کو یا استغفار ہر مرتبہ اور یہ
 درود پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس بار ہر کہی اللہ تعالیٰ
 فرمائی اپنی مضبوط کتاب میں کہ قَاذِرُوْا اللہَ قِيَامًا
 اَوْ نَوْمًا اَوْ حُلًى اَوْ جُوعًا اَوْ سَمًا اَوْ بَطْنًا اَوْ سُرًا اَوْ ظَهْرًا اَوْ بَطْنًا

زمانہ و وقت مگر تو یہودی ذاکر اور جان کہ دلی تیرا موصوع ہی کہ
 پستان است تیرے دو انگشت بصورت شکوفہ صنوبر اور او کی لئے
 دو دروازے ہیں فوقانی و تحتانی کشائش باب فوقانی کی ساتھ
 ذکر جلی کے ہی اور تحتانی کی بذکر حقی پس جب ارادہ کرتو ذکر جلی کا
 پس بیٹھ چارزانو اور پکر رگ کیا ساتھ ترا انگشت قدم راست
 اپنی کے اور جو کہ متصل ہے او کے اور بقول شاہ عبدالرحیم
 محدث دہلوی قدس سرہ وہ رگ ہی ہشکم زانو زیر جانب ان
 اور گرفت او کی بصفہ مذکورہ مفید ہی نفی خواطر اور جمعیت
 ہمت کو گرمی پیدا ہوتی ہی دل میں گرمی عجیب بنائی نشست
 کرے نشست نماز و بقیلہ باجماع غمیت پہر کہی لا الہ الا اللہ
 ساتھ شدہ کے اور باخراج قوت درون دل سے لواخر
 کرے لفظ لا ناف سی اور کشش دیوی اوسی تار شانہ راست
 اور لفظ لا کو ام دماغ سے اشارہ کرے ساتھ اسکے کھانے

نکالی لاجب من سوی اسے اپنی باطن سے اور ڈالا او سے
 پس پشت پس دم کیو دم دوسرا اور ضرب کری الا اسے کو ^{قلب}
 میں شدت و قوت اور ملاحظہ کرے میتدی نفی معیویت غیر
 اسے سی اور متوسط نفی مقصوویت کی اور نہتی نفی وجود کی
 اور شرائط اعظم اس ذکر میں جمع کرنا ہمت کا اور سمجھنا ہی
 معنی کا اور سزاوار ہی واسطے صاحب ذکر جلی کے یہ کہ
 کم خوری نوری نہایت بلکہ کافی ہی اوسی خالی و کہنا چہارم ^{معدہ}
 اور لایق ہی کہنا پانچ چرب کا تا کہ نہ پریشان ہو دماغ ذکر اور
 جب ارادہ کری پاس انفاس کا پس ہو و بیدار واقعہ او پر
 انفاس اپنی کے پس بوقت خروج نفس ہمراہ خروج کہی لا آگ
 گویا کہ خارج کرتا ہی محبت کل چیز کی سوی اسے اپنی باطن سے اور
 بوقت دخول دم کہی الا اسے گویا کہ داخل کرتا ہی اور ثابت
 محبت اسے کی اپنی دلین ^{قول} ہی حضرت صوفیہ کرام کا

کہ رکن اعظم سلوک میں بستگی دل ہی شیخ اوپر راہ محبت و تعظیم
 انور ملاحظہ صورت شیخ کی اس لئے کہ واسطے اللہ تعالیٰ کے مظاہر
 بنیں اکثر پس نہیں کوئی عابد غیبی ہو یا زکی مگر تحقیق ظاہر ہو و
 اللہ تعالیٰ رو برو او کے اور ہو و معبود طالب کا او کے مرتبہ
 اور اسی سر کے لئے نازل ہوئی شرع باستقبال قبلہ اور استوار
 اوپر عرش کے اور فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
 نماز پڑھی تو میں نے پسینہ تو کی آگے رواپنی کے اس لئے
 کہ حق تعالیٰ ہی درمیان او کے اور قبلہ او سیکے اور پوچھا
 کہ نے ایک دختر سیاہ زلف سی کہاں ہی اللہ پس اشارہ کیا
 طرف آسمان کے پہر سوال کیا او سے میں کون ہوں پس اشارہ
 کیا ساتھ انگشت اپنی کے کہ اللہ بھیجا تجھی پس کہا وہ تھی منہ
 پس نہیں خوف تجھی یہ کہ نہ توجہ کری تو مگر بجانب خدا اور
 نہ بہتہ کوئی دل اپنا مگر ساتھ خدا کے اگرچہ ہو توجہ بجانب عرش

اور تصور نور کی جو رکھا ہی وہ اوپر اور وہ رنگ ہی روشن
 تر مثل رنگ یا بتوجہ بجانب قبلہ تک اشارہ فرمایا طرف کے
 بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس ہوا مراقبہ اس حدیث کا وہ
 اعلم پس جب منور ہو طالب بنور ذکر حکم کرے اور مراقبہ
 اور ہی مراقبہ شوق رقیب کے اس لئے کہ طالب پاسبانی کرتا ہی
 اپنی دیکھ یا پاسبانی کرتا ہی اس کی جیسے اس کے پاسبان
 کرتا ہی اس کی پس کہی ساتھ زبان اپنی کے یا خیال کری اپنی
 اسد حاضری اسد ناظری اسد شاہدی اسد معی یا خیال کری
 اَلَا اِنَّهُ يَكُلُ شَيْءٌ مِّمَّا يَحْمِلُ طَيَّاسٌ خِيَالِ كَرِي كَرِي اسد حاضری
 درمیان طالب اور درمیان قبلہ کے کہ طالب اوسے مشاہدہ
 کرتا ہی۔ کہا مشایخ نے جو ارادہ کرے دخول کا اربعین
 میں لازم ہی اوپر مراعات چند امور کی دوام صیام اور
 دوام قیام اور تقلیل کلام و طعام و منام اور صحت نام

اور دوام اوپر وضو کے بحالات بیداری و نرذکی خواب
 اور ربط قلب دایم بشیخ اور ترک غفلت بالکل بلکہ غفلت کو
 حرام چاہے بس بوقت داخل کرنے باپی راست کے حجرہ میں
 باسمین الشیطان الرحیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہی اور
 پڑھی سورہ واناس تین بار اور جو داخل کری باپی چپے کہے
 اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ کُنْ لِیْ کَمَا
 کُنْتَ لِحَمْدِ صَلَی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِیْ مَحْمَدًا
 اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَاشْغِلْنِیْ بِحَمَائِلِکَ وَاجْعَلْ لِّیْ
 مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَحْجِ نَفْسِیْ بِحَدِّ مَا بَ
 ۛ اَنْتَ یَا اَنْیْسَ مِنْ اَلْاَنْیْسِ لَہٗ رَبٌّ لَا تَذَرْنِیْ
 فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝ پس کُراہوے اوپر مصی
 کے اور کہی اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْہِیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
 وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَکْبَرُ

پہر پڑھی دو رکعت اول من آیۃ الکرسی اور دوسری عین آمن الرسول
 پہر سجدہ کری سجدہ دراز اور کوشش کری دعائیں پہر کھے
 یا فتاح یا نسو مرتبہ پہر مشغول ہووے باز کارند کورہ اور کہا
 کرام فی جیب داخل ہو مقبرہ میں پڑھی سورہ انا فتحنا دور کعبہ
 پہر بیٹھے روایت پشت بکعبہ پس پڑھی سورہ ملک اور تکبیر
 تہلیل اور پڑھی سورہ فاتحہ گیارہ بار پہر قریب ہووے میت
 پس کہی یارب الکرسی مرتبہ پہر کہی یا روح ضرب کری وہی
 آسمان میں اور یا روح الروح ضرب کرے او کو قلب ہانگ
 کہ باوی کشادگی اور نور پہر منتظر ہی میت سی فیضان کا اپنی
 قلب پر اور رشتہ کے ہاں صلوٰۃ معکوس کی نہیں باپی جیٹ
 اور نہ قول فقہا سے سند او کی کہ اعتماد کریں ہم اوس پر اسی لئے
 چار ڈیا ہمنی اوسی اور علم ہی خدا کے نزدیک اور صوفیہ کے ہاں
 ایک نماز ہی نام او کا صلوٰۃ کن فیکون ہی کہا او ہنسنے جیسی

پیش آوی کوئی حاجت دشوار پس چاہی کہ پڑھی ہر شب شبون
 چار شبہ اور پچھنبہ و جمعہ سی دور کعتین پڑھی پہلی رکعت میں
 سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار اور رکعت دوسری
 میں فاتحہ سو مرتبہ اور اخلاص ایک مرتبہ اور کبھی سو بار ای آسان
 کنندہ دشواریہا ای روشن کنندہ تاریکیہا اور استغفار سو
 مرتبہ اور درود شریف سو بار اور دعا مانگے اللہ عزوجل سی
 قلب پس جب ہو و تیسری کرے کہ سطح پہر اوتاری دستار
 یا کلاہ اپنی سر سی اور کری الحمد للہ کہ استین اپنی گردن پہنچ
 میں او طلب کری اللہ تعالیٰ سی حاجت اپنی چاکسایہ پر ضرور
 مستجاب ہو دعا او کی واللہ اعلم **فصل اشغال شب**
 نقشبندیہ میں اور وہ ہیں اصحاب امام طریقہ حضرت خواجہ
 بہار الدین محمد نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ وغنہم اجمعین کہ
 کہا او ہونے راہین وصول کی بجانب خدا تین ہیں ایک

اوں طرق نشہ سی ذکر ہی پس بعض اوس سے نفی و اثبات ہی اور
 وہ منقول ہی تقدیم مشایخ نقشبندیہ سی اور صفت اوسکی یہ کہ
 غنیمت جانی فرصت کو تشویشات خارجیہ سی مثل استماع سخن
 مردمان اور ذاتیہ مثل گرسنگی زیادہ اور غضب و الم اور سیر
 مفراطی پہر یاد کرے موت کو اور حاضر جانی اوسے رو برو اپنی
 اور مغفرت طلب کرے اسد تعالیٰ سے بصدور معاصی پہر ملا و دونو
 لب اپنی اور بند کرے دونو انگہین اور جس دم کری شکم اور کپے
 بال کلمہ لا اخراج کری اوسنی ناف سی بجایہ راست اور کشش دے
 اوسے تاکہ پیچھے طرف بازو کے پس حرکت دیو بازو اپنی کو بجانب
 راست پس کہی آہ پہر ضرب کرے دلمین سختی الا اسد کو —
 قول ہی صوفیہ کرام کا کہ جس دم کو خاصیت عجیبہ ہی بگرمی
 باطن اور جمعیت ارادہ اور میحان عشق اور پریدگی نینخان نفس
 اور آہستگی کرے جس دم میں تاکہ گران ہوا سپر اور مراد بچس

جس غیر مفرط ہی اور درمیان اس حسین دم اور جس دم جو گیون کے
 جدائی اور فرق عظیم ہی اور اس طرح واسطے عدد و ترک کی خاصیت
 عجیبہ ہی پس کہے اول یہ کلمہ ایک بار اپنی دلمین ایک دم میں پھر
 کہی تین مرتبہ ایک دم میں اور اس طرح باہر تکی پہنچاؤ اکیس
 بار تک ساتھ رعایت عدد و ترک کے اور شرط اعظم ملاحظہ ہی نفی
 معبودیت یا مقصودیت یا وجود کا غیر اسہ تلے سے اور اثبات اس کا
 اسہ تلے کے لئے اوپر وجہ تاکید اور اجتماع خاطر کے نہ مثل گردش
 خطرات اور احادیث نفس کی اور جس نے پہنچا یا اکیس مرتبہ تک
 اور نہ کشادہ ہوا اسکے لئے دروازہ جذب اور انصراف
 باطن کا بجانب حق سبحانہ واجب ہی اشتغال باہم ذات اور
 نفرت اشتغال اور سی پیشناخت ضرور ہی کہ علم اس کے نے
 نہ قبول کیا پھر نہ نو آغاز کرے ساتھ ان شروط کے تین سے
 اکیس تک : اور بعض اس کے اثبات مجدد ہی اور نہ تھا یہ

طریق نزدیک متقدمین کے استخراج کیا ہی اوسی خواجہ محمد باقی باجوہ
 اونی قریب زبانی و اللہ اعلم اور قول ہی شیخ عبد الرحیم
 والد شاہ ولی اللہ کا کہ نفی و اثبات بہت مفید ہیں واسطے
 کے اور مجرد اثبات نہایت فائدہ مند ہی جذب کے لئے اور
 اوسکی یہ ہی کہ نکالے اللہ اپنی ناف سی بند تمام اور کشش دے
 اوسے کہ پیچھے ام دماغ تک باحبس اور زیادتی کے بند رہ جائے
 کہ بعض اونی کہتا تھا اوسی ایک دم میں ہزار بار اور شاہ ولی
 اللہ قدس سرہ دیکھا ایک عورت کو مخلص شاہ عبد الرحیم والد
 اپنی سے کہہتی تھی لفظ اللہ ہزار مرتبہ ایک دم میں بلکہ اوس سے
 زیادہ ہی اور سنائیے شاہ عبد الرحیم قدس سرہ کو کہ حکایت
 کرتی تھی اپنا حال کہ میں بابتہ احوال کہتا تھا نفی و اثبات
 ایک دم میں دو سو بار و اللہ اعلم اور طریق دوسرا قریب ہی
 اوسکی صفت یہ ہی کہ بند کرے دم زیر ناف حبس ایک ہر متوجہ ہو

مجمع ادراک طرف معنی مجرّد بسیط کے وہ کہ تصور کرتا ہی اوستے
 ہر ایک بوقت اطلاق اسم اللہ کے ولیکن کم جدا کرتا ہی اوستے ^{لفظ}
 سی پس چاہی کہ کوشش کری یہ طالب جدا کرنا اس معنی کا
 الفاظ سی اور توجہ کری اوستکی طرف غیر مزاحمت خطرات اور
 توجہ سی طرف غیر کے اور بعض سے نہیں ہو سکتا اسطر حکا
 اور اک پس مشایخ نے حکم کیا ایسی شخص کو بدعا اور طریقوں کا
 یہ کہ ہمیشہ پکاری اس کو ساتھ قلب اپنی کے کہی ای رب تو ہی
 مقصود میرا نیز ارہو کر آیا میں تیری طرف ہر ماسوی میرے
 اور مانند اسکے مناجات سے اور بعض مشایخ حکم کرتی ہی اوستے
 ساتھ تخیل خلا مجرّد یا نور بسیط کے پس باہستگی پہنچتا تھا طالب
 اس تخیل سے بجانب توجہ مذکور کے اور میرا اون طرق کا
 رابطہ ہی شیخ اور اوستکی شرط یہی کہ ہو شیخ قوی التوجہ
 دایم یادداشت پس جب طالب بصحت شیخ حاضر ہو خالی

کرئی ات اپنی کو ہر چیز سی کو محبت شیخ اور منتظر رہی فیضان
 شیخ کا اور بند کرے دونوں گنہگار یا کسادہ رکھی اور دیکھے
 در بیان ہر دو چشم شیخ کے پس جب فیضان کری کوئی چیز پس
 چاہی ہی اتباع او کا جمعیت قلب اور محافظت او سپر اور
 جب غایب ہو شیخ سالک سے خیال کری صورت او کی بجانب
 راست اپنی بوضوح محبت و تعظیم پس فائدہ مند ہو صورت شیخ
 سی مثل صحبت شیخ کے اور واجب ہی سالک پر وقتی کہ
 ہو و کسی ہیات پر اور حاصل ہو و اوسی کوئی چیز اس
 مقصد سی یہ کہ نہ بدلے اس ہیات کو پس اگر ہو و استا
 نہ بیٹھے اور اگر ہو و نشست نہ استاد ہو و اور بعض مشائخ
 حکم کرتی تھے ساتھ خیال کرنے قلب کے مکتوب او سپر اسم
 کا بزر اور شیخ عبدالرحیم قدس سرہ لکھتی ہیں کہ حکم کیا
 مجھی خواجہ ہاشم بخاری نے ساتھ کتابت اسم ذات کے حال

ائمہ تہی عمر میری دس برس کی پس اکثر کتابت کی مینے اسم ذات
 کی اور حاصل ہوئی جمعیت قلب بہانک کہ تہا میں مشغول
 بکتابت کتاب پس بکہ گیا میں اسم ذات قریب چار ورق کے
 اور نہ معلوم ہوا اور خواجہ خورد لکھتی تھے بہ نرا انگشت
 اوپر چارون انگشت اپنی کے کوئی شی بجال نشت اور کلام
 اور ہر کار اپنی کے پس سوال کیا او نے شیخ عبد الرحیم سے
 سہ فرمایا میں ابتدا میں اسم ذات لکھتا تھا اب ہو گئی
 عادت غیر منقطع واسد اعلم اور نقش بندیکے ہاں کلمات
 ہیں کہ او پر بنا ہی او کے طریق کی بعض او نے اشارہ ہی
 طرف ان اشغال کے اور بعض بجال فریو تا تیرا و ان اشغال
 کے پس ہم ذکر کرتے ہیں او نہیں ہوش دردم نظر قدم
 سفر و وطن خلوت و راجمن یاد کرد باز انگشت ہمہ نشت
 یادداشت پس ہم مشغول ہیں خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے

اور یہ اونکے تین اشتغال اور منقول ہیں خواجہ نقشبند قیوسف
 زمانی وقوف قلبی وقوف عدوی لیکن معنی ہوش دردم کے
 بیداری ہی ہر دم پس ہمیشہ ہو و بیدار پرسان اپنی نفس کا آبا
 وہ آمد و شد دم میں غافل ہی یا ذاکر اور یہ ہی طریق تدریج
 کا بجانب دوام حضور واسطے مبتدی کے پس جب متوسط
 ہو و بسلوک لازم ہی کہ ہو و پرسان نفس سے ہر دم باطن طریق
 کہ تامل کرے ہر ساعت آیا داخل ہوئی اوسمیں غفلت یاد الہی
 سی یا نہیں پس اگر داخل ہوئی غفلت آمرزش چاہی اور ارادہ
 کرے اوسکے ترک کا آئندہ اور اسطرح کرتا رہی تا پہنچے بسوی
 دوام اور نام اس اخیر کا وقوف زمانی ہی استخراج کیا ہی
 اسکو خواجہ نقشبند فی جیب کہا کہ توجہ بجانب دریافت علم کے
 ہر دم پراگندہ کرتی ہی حال متوسط کا پس سزاوار متوسطاً
 ہی توجہ میں بجانب اللہ تعالیٰ اسطرح کہ نہ مزاحم ہو اوسی علم

اس توجہ کا اور معنی نظر بر قدم کے یہ ہیں کہ واجب ہی
 سالک پر کہ نہ دیکھی مجال رفتار اپنی کے مگر بجانب ہر دو قدم
 اپنی کے اور نہ مجال نشست مگر سامنی اپنے اس لئے کہ نظر طرف
 نقوش مختلفہ اور الوان معجبہ کے فاسد کرتا ہی حال سالک کا اور
 منع کرتا ہی اوسى اوس چیز سے کہ وہ اوسکی راہ پر ہی اور
 اوسیکے حکم میں گوش رکھنا طرف اصوات اور احادیث
 لوگوں کے یہ ہی نسبت مبتدی کے لیکن منتهی پر واجب ہے
 تامل مجال رفتار اپنی کے قدم پر خواہ ہر کہ ام بنی کے ہو اس لئے
 کہ بعض اولیاء سہی ہوتے ہیں اوپر قدم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے اور اسکے لئی جامعیت تامہ ہی اور بعض ہوتے
 ہیں اوپر قدم موسیٰ علیہ السلام کے اور علی ہذا الصلاس پس
 جیسا ہوا اپنی متبوع کا پس چاہی کہ ہو و احوال اور
 واقعات اسکے مناسب بواقعات اپنی متبوع کے و اعلم

اور معنی مفرد وطن کے انتقال ہی صفات بشریہ سے
 بجانب صفات ملکیہ فاضلہ کے پس واجب ہی سالک پر تفحص
 نقشہ کے آیا او سین بقیہ محبت خلق کا باقی ہی پس جب معلوم
 کرے کچھ چیز اس سے سر نہ توبہ کرے اور معلوم کرے کہ یہ ہی
 صنم او سکا پر کہی لا الہ الا اللہ یعنی نفی کی مینے اپنی دلی فطانی
 چیز اور ثابت کیا مینے حب اللہ کو او سکی جگہ اور یہ اس لیے کہ
 عوق محبت داخل قلب میں اکثر بہن پوشیدہ نہیں ممکن ^ج استخراج
 اور نوا گرجے تھوئی بسیار آور واجب ہی سالک پر تفحص اس امر کا
 کہ آیا دل او سکے میں کچھ حسد و کینہ و اعراض باقی ہی پس توڑی
 اوسی بد اومت اس کلمہ کے اور معنی خلوت در انجمن کے نہیں
 کہ مشغول رکھے قلب اپنا بجز اتمام احوال میں درس و کلام و
 شور و نوٹش اور رفتار سی پس واجب ہی حاصل ہو واسطے سالک
 کے ملکہ توجہ کا بجانب حق کسی وقت ساتھ ان اشغال کے کہنا

حضرت خواجہ نقشبند فی السیطوف اشارہ ہی بقول حق عزوجل
 كَرِهَ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ
 یعنی مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی اور نہیں تجارت اور نہ بیع یاد خدا
 سی۔ بلکہ حق یہی کہ نشان مند ہوتا بلیکس فقرا اور دوام
 تعلق ساتھ خدا کے ہوتا ہی اکثر مظنہ دکھاؤ سناؤ کا پس
 بہتر یہی کہ ہوو بلیکس علم اور دیانت و اجتہاد عباد آ
 میں اور ہوو قلب باحق کہا ہی خواجہ علی رامینی نے فارسی
 میں بیت از درون شو آشتاؤ وزیرون بیگانہ و شش
 اینچنین زیباروش کم می بود اندر جهان : اور معنی یاد
 کرو کی ذکر ہی اسے تعالیٰ کا یا ساتھ نفی و اثبات کے یا مجروح اثبات
 جیسے گزری تفصیل اسکی اور معنی بازگشت کہ یہ ہیں
 کہ رجوع کرے بعد ہر تین یا پانچ مرتبہ کے ذکر سے بجائے جات
 پس عاکری اسد عزوجل سے بجا مع ہمت اپنی کے یاد د

أَنْتَ مَقْصُودِي تَرَكْتُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ لَكَ
 أَتَمِّمْ عَلَى نِعْمَتِكَ وَأَرْزُقْنِي وَصُورِكَ الثَّامِ
 بیشتر عظیم ہی کرین پس بہت سزاوار سالک کو غفلت
 اس کے کہ ہمنی بہنیں پایا جو پایا مگر ساتھ برکت اسکے اور
 نگاہداشت عبارت ہی دور کرنے خطرات اور احادیث
 سی پس لایق ہی سالک کہ بیداری پس ترک کری کوئی خطرہ
 کہ گزرے دلمین کہا خواجہ نقشبند قدس سرہا کر و کے
 خطرات کو سالک ببول ظہور او بہنیں خطرات کے ایسے کہ بعد
 ظہور مایل ہوتا ہی طرف او کے نفس اور اختیار کرتا ہی پس
 دشوار ہوتا ہی زوال او نکایا ہی طریق ہی حاصل کرنے ملکہ
 خلو لوح ذہن کا خطور و خطرات اور احادیث نفس کے
 اور یادداشت عبارت ہی توجہ حرف مجرد الفاظ اور
 تخیلات سی طرف حقیقت واجب الوجود کے راست ہم ہی کہ

نہیں مسقیم ہوتا مگر بعد قیام اور بقا کا مل کے واسطہ علم
 اور وقوف زمانی کی تفسیر ہم ذکر کر چکے لیکن وقوف
 عددی پس وہ محاطت ہی اور عدد طاق کے اور گزرا یا
 اسکا اور معنے وقوف قلبی کے توجہ ہی بجانب قلب کہ وہ
 مودع ہی بجانب چپ زیر پستان اور حکمت اس توجہ میں
 ایسی ہی جیسے حکمت ضربات میں نزدیک جیلانیہ کے
 اور واسطے نقش بندہ کے تصرفات عجیبہ ہیں جس مراد و مقصد
 اپنی ہمت مصروف کریں ہو وہ کام موافق ہمت کے
 اور منجملہ تصرفات تاثیر رسانی ہی طالب میں آوردن
 بیماری بیماری اور افاضہ توبہ اور گناہ گار کے اور تصرف
 بطوریہ دم آوردن اور اس کے تصرفات کے احاطہ اور
 دشواری اور باصطلاح نقش بندہ لطایف مستہ ہیں یا
 جہات و اعتبارات واسطے نفس ناطقہ کے اور مراد و مقصد کو

ان لطایف سی ارتباط ہی ساتھ ایک عضو کے بدن سے
 فائدہ اول مقامات توبہ ہی اور آخر مقامات حیرت اور
 بعض نے تسلیم و رضا کو کہا ہی اور بجائی حیرت رکھا ہی اور
 حیرت دو قسم ہی مذمومہ و مدوحہ حیرت مذمومہ نام ہی شک
 کا اور حیرت مدوحہ مقابل ہی شک کے حیرت مذمومہ نصیب
 ہی عوام کا اور حیرت مدوحہ حظ خواص کا پس اول العلوم
 آخر الخواص ہی اور بدایۃ الجہال نہایت العلماء مصرع
 یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا کجی پد پس یہ تمام تربیات
 باشغال و اذکار و افکار تربیات اصطلاحیہ میں لیکن تربیت
 بہمت موقوف و منحصر اس سبب لگا پور نہیں پیر کو چاہی
 کہ تجلید بہ بشریت غرا و ماوی اور اندیشہ بحق مرید حاضر
 یا غایب بہمت ہووے کہ ساتھ بہمت شیخ کے ابواب فنون
 اور مرید کے کشادہ ہووین اور یہ طریق بہت نادر ہی اکثر

بوالہوسن بسبب عدم ریاضت و مجاہدہ طالب اس طریق کے
 ہیں اور آرزو کرتے ہیں پس مرصاحب دل پر واجب و متعمم ہی
 طلب کرنا شیخ کا پس اگر مبتدی ہی اور امتیاز مصلح و مفید
 نہیں کر سکتا مصلح کو مفید اور مفید کو مصلح جانتا ہی پس دونوں
 صورت میں غلط کاری ہے۔ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس
 سرہ بجل اس مشکل کی فرماتے ہیں کہ عادات الہی اور سنت خدائی
 اسپر جاری ہی کہ کوئی عصر مشایخ و زہاد اور عباد و اوتاد
 اور اخیار و نجبا اور نقبا و ابدال اور اقطاب و غوث اور
 تمام اہل اسہ الہی خدمات و غیرہ سی خالی نہیں رکھا اور نہ
 رکھی گا پس ضرور ہی طالب صادق کو کہ بخدمت ایسی شیخ کے
 مشایخ سی کہ اوپر جادہ شریعت کی راسخ اور سنت نبوی کے
 ثابت ہو و اسکی صحبت میں بکرات و مرات حاضر ہو کر
 متفحص ہو و دل انہی کا کہ ہجوم و سادس ہو احب اور انوار

خطرات کہ حاوی دل اوسیکے رہتی تھیں فی الجملہ نجات اور دوام
 انقلابات قلبی ہی رہائی پاتا ہی یا اوسی حالت سابقہ پر آلودہ
 و اغتشہ بخطرات رہتا ہی پس اگر قدری بھی رہائی محسوس ہو
 صحبت اوس شیخ کی ہاتھ سی ندبوی اور لازم مگر کی کہ آئندہ امید
 ہی نفی خطرات کی تمامہ آور اگر کچھ تفاوت کسی حال اپنی میں پنا
 جانی کہ بھیب میرا آگے اس شیخ کے ہنہین دوا اپنی دروازہ
 دوسرے طلب کرے لیکن باطن اپنی میں انکار نہ کرے :-
فصل آدمی تین قسم ہن ایک قسم مشابہ ہی بہ بہائم
 کہ بہت اونکی ہمیشہ بخورد پوش و نوش اور شہوت رانی مصروف
 ہی اولئک کا الانعام اشارہ ہی طرف اونکی اور دل
 اونکے میں بخریب دنیا مطلق ایمان ہنہین قسم دوسری مشابہ
 بملایک کہ بہت اونکی مدام بعبادت و تسبیح و تہلیل منحصر ہے
 وہ او الیاء اسد ہن کہ دل او پر دنیا ہی فانی اور محفوظ نفسا

کے رکھیں اور رغبت اوپر آخرت کی کہ باقی ہی رکھیں اور
 اپنی تین اسبہا میں برنج عبادت رکھیں تا بدرجات و مشوہات
 عقبی فائز ہو وین لیکن ہنوز دون بہت ہیں کہ بغیر حق کسب ہی
 فرد آں ہم کہ بخیر ویتو جائی گرانند : کوتہ نظر اندازہ کونہ نظر آند
 پس اگر بوقت ذکر و مراقبہ خطرہ ظہور کری طرف او کی تلفت
 ہنو کہ طالبِ ابطہ اور بکار مشغول ہو و اس لیے کہ مبتدیانہ
 یہ خطرات پریشان اور وسوسہ ہرزہ بانٹائی مشغولی
 بعبادات پیش آئے ہیں اس سے تنگدل ہونا چاہی بلکہ گواہ
 عدل او پر حسن استعداد اور اہمیت اپنی کے جان کرش کر الہی
 بجالانا چاہی کہ احداث خطرات و وسوسہ نفسانی و شیطانی
 او پر اندازہ قلت و کثرت مناسب استعداد کے ہی لیکن
 دفع خطرات کا یہ ہی کہ التفات و مبالغات او کی طرف
 مکررے اور او نی حساب نہ پکڑے اور بدافت او کے مقید

ہنود ہی اس لئے کہ واقعت خواطر رو یہ متعذر ہی اسلئے کہ
 اکثر خدشات ہر خطرہ سی متولد ہووین پس باندک مدت باطن
 ساک پریشان ہو کر محل ہنگامہ ارواح خبیثہ ہوو اور منجر
 بہلاکت پس جبکہ ملکہ حضوری اور آگاہی حاصل ہوو خطر
 خود بخود منفع ہووین اور ادکار تین بین ایک سہیلای
 ذکر کا ذکر پر اور وہ یہ ہی کہ ذکر ذکر باختیار اپنی کرے
 اور نام اسکا کشائش ہے۔ سید الطائف حضرت جنید بغدادی
 قدس سرہ الغریز کو دو سال کشائش میں گزری ازان بعد
 حاصل ہوئی بعد یکہ تیس برس خطرہ غیر سینہ مبارک اوسکے
 میں گذرا اور منزل دوسرا سہیلای ذکر کا ذکر پر اور جو
 کار اس سے تجاوز کرے اور تہمتہ بدامن مطلوب پہنچے سہیلای
 مذکور ذکر ذکر پر پیش آوی اور وحدت حقیقی اور کاشفہ حقیقی
 رخ دکھاوے بلکہ چون نماز و دل را اغیار کام نہ پرد

از محبوب برخیزد تمام : اور یہ منزل تیسری ہی ذکر و ذکر سے
 اور اس منزل میں بعض بغلیہ حال منسوب العقل ہوئی ہیں اور
 یہ حال اوپر تا آخر عمر طاری رہا ہی پس بطریقہ صوفیہ نام او کا
 بخون ہی مثل ابی عقاب مغربی اور امثال او کے اور بعض کے
 وہ ہیں کہ اساک کی گئی ہی عقل انسانی اونکی اور نکات کلیہ
 و جزئیہ سی اور باقی رہی تھی عقل حیوانی کہ درک ہی بعض خبریات
 کی پس کہا دین اور پیوین اور تصرف کرین بے تیرا ایسی لوگ
 مستورین عالم حسن سے اور بعض پر یہ حال ایم نہیں رہتا
 کہی اپل ہو جاتا ہی کہ رجوع و آمیزش بمردم کرتے ہیں۔
 فائدہ معلوم کرنا چاہیے کہ اہل طریق نے بنی اور ولی میں فرق
 کیا ہی انبیاء مالک ہیں احوال اپنی کے اور اولیا مملوک محققین
 اس مقام میں لکھتے ہیں کہ مراد بعد امگا ہی ہی تجنی سبحانہ اور
 عنیت باسوی کے اور مراد بوجود عدم دوام اس عدم کا ہی اور

ممکن ہی تحقیق دوام پیش از وجود فنا اور دوام عدم برور زمان
 ہو سکتا ہی کہ ضعیف ہو و باین مرتبہ کہ زایل ہو و اور شخص
 بطبیعت اپنی کے خود کری بخلاف وجود فنا کہ صاحب او کا وجود
 طبیعت خود نکری اور یہ ہی معلوم کرنا ضرور ہی کہ طریقہ بزرگوار
 دوام حضور ہی مع اسد یعنی آگاہی دل بحق سبحانہ اس وجہ پر کہ
 کیوقت میں اوقات سی غفلت طاری نہ ہو و اور یہ آگاہی
 بمنزل ملک سالک ہو جاوے بدہولت ماسوی اور گاہی ذہولت
 ماسوی ہین ہوئی بلکہ شعور بحق سبحانہ شعور و کثرت جمع ہو و
 اول کہ جسمین ذہولت ہو ماسوی سی عرف اس طایفہ میں و
 حال کہین اور قسم دوسری کہ جسمین ذہولت ماسوی ہی ہو و
 علم اور علم مندرج بحال جانین اور بقدر ہی کہ جتنک بی شعور
 کثرت خلق سی حاصل ہو و شعور بحق کہ مرتبہ ہی علم کا ظہور نکری
 اور جو علم کہ ناشی ہو عین کے حکم عین کا کہی اس لئے اس علم کو مندرج

حال میں رکھیں اور محسوب حال سے شمار کریں اور طریق تحصیل
 نسبت آگاہی منحصر ہی تین قسم میں اول طریق ذکر کردہ
 سب سے احکم ہی اور اس اس او سکا محکم دوسرا طریق طریق توجہ
 اور مراقبہ کہ وہ ارفع و اعلیٰ ہی لیکن حصول او سکا پیشانی
 تصرف کشش الہی بوجہ سالک متعذر ہی اگرچہ بیان توجہ
 اور مراقبہ کا سابق ہی گزر چکا ہی لیکن اس جگہ اور طرح
 بیان کیا جاتا ہی اور تیسرا طریق ہی رابطہ کا کہ اقرب
 طرق و منشا ہی ظہور عجایب و غرائب کا اور بنظر حقیقت
 طریقہ تحصیل نسبت آگاہی منحصر ہی دو نوع میں ایک طریق
 ذکر دوسرا طریقہ توجہ اور مراقبہ اس لئے کہ رابطہ مندرج
 ہی بمراقبہ پس اول طریق ذکر بیان کیا گیا اب بشرع بیان
 طریقہ توجہ اور مراقبہ اور رابطہ کیا جاتا ہی جان ای برآ
 توجہ وہ ہی کہ معنی بی چون و بی چگونه و بی نمون کہ اسد کے

اسم سی مخدوم ہوتے ہیں بی تو وسط عبارت عربی و فارسی
و عبرانی و سریانی وغیرہ کے ملاحظہ کرے اور دل بجانب اوں
حاضر رکھی اور اس پر دوام و استقامت کری مجھ کی کلفت
درمیان آوٹہ جاوے اور بعضی مشایخ اور اہل تحقیق کہتی ہیں
اگر اس توجہ مذکورہ میں تغیر پاوی پس اسم ذات اپنی دل پر
تازہ کری اور مراقب ہو اس معنی کا کہ بصیرت کو قوت
حاصل ہووے اور یہ مقصد تمامہ میسر آوی اور ایسا ہو کہ بغیر
اس مقصد کے نظر بصیرت میں کوئی چیز نہ ہی مثل مستغرق
بہ بحر کہ اوسی بجز بحر اور کوئی معلوم و محسوس نہیں ہوتا اور
اعظم مراقبات سی مراقبہ ہی صورت شیخ کا کہ نام اوس کا
رابطہ اور واسطہ اور برزخ صغریٰ ہی اور مراقبہ میں صورت
شیخ اس پنج پر تصور کری کہ خودی اپنی سی بیخودی حاصل
ہوے اور صورت برزخی کی بہت اسفل ہی نظر سی ساقط ہووے

اور نظر بریائی شہود ذات اور حضوری کے جانب اعلیٰ ہے
 باقی رہے اور منجملہ شرائط حصول رابطہ نگاہداشت ادب
 ہی بہ نسبت پر ظاہر و باطن میں اور اجتناب وقوع اوس میں
 کہ سبب ہو کر اہمیت خاطر پر کا اس لئے کہ اگر ایک ادب آداب
 سی ترک کرے اتحاد و ارتباط درمیان دل پر و دل مرید کے
 نہ ہی پس فیکہ اتحاد و ارتباط نہ ذوق و حال کے بواسطے
 ارتباط و اتحاد دل مرید کے بدل پر حاصل ہوا تھا نہ اور عمدہ
 آدابے بجانب پیروہی کہ نافرمانی اوس کی نکرے اور روڑ
 اوس کے کلام لغو و زاید نہی اور صورت اوس کی خیال میں کر کہ
 جمیع قوی ظاہری و باطنی متوجہ بقلب ہو و طریق اور
 مراقبہ کا کہ مسمیٰ ہی جلیہ علم یہی کہ صورت شیخ مجتہد اپنی
 میں حاضر کر کے راہ بی نہایت بجانب مراتبہ اطلاق فرض
 کری اور جانے کہ ہمراہ شیخ اوس راہ میں جاتا ہوں یہاں تک

کہ نہ روندہ رہی نہ راہ اور فنا مطلق ظہور کری اور جو اس
 میں خطرہ معلوم ہو صورت حاضر شیخ سی استمداد چاہی اور
 جاوی تا کہ مطلب رس ہو اور طریق مراقبہ حبیب القیص کا
 طالب کو ضرور ہی کہ سب وقت اپنی تین بصورت شیخ خیال
 کری یہاں تک کہ صورت اپنی فراموش گئی اور صورت شیخ
 بہت محو و متلاشی ہو اور اپنی تین عین شیخ معاینہ کری اور
 ہر قول و فعل کہ اس کے سرزد ہو نسبت بردہ کری اور شعور
 اپنی سے درگزر اور نام اس اقبہ کا بطریقہ برکاتیہ قادیہ
 حبیب القیص کے طریق مراقبہ شیخ کا واسطے تحصیل مناسبت
 بانبیاء کرام اور تحصیل اونکی ولایت کی اوپر لطائف سبعہ کے
 بہترین اول صورت شیخ بلحاظ حضرت آدم علیہ السلام و
 حاضر کے اپنی تین اوسمین فانی کرے تا بمشاہدہ حضرت
 آدمؑ اور کمالات اون کے مشرف ہو اور اس طرح صورت

شیخ بلحاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سر و خفی پر بلحاظ حضرت عیسیٰ
 اور فقط خفی پر بلحاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اخفی پر
 بلحاظ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر کر کے
 ہر ایک میں اونسی فانی ہمشاہدہ اونکے اور حصول کمالات
 ولایات اونکے مشرف ہو و طریق مراقبہ رابطہ
 اس طرح یہی کہ صورت مختصری اپنی پیشہ کی دلمین قائم
 و راسخ کرے تا اثر و سکا ظاہر ہو و اور اہتمام وجود کوئی میسر
 آوی و رد طریقہ رابطہ کا اوپر ہے کہ درمیان مسترشد
 و مرشد کے ہمگی امور موافقت ہو و کسیر حکمی مبائنیت و
 مخالفت نہ رہی کہ بصورت مخالفت و مخالفت باب فیض
 سد و دہو و اس لئے کہ صورت پیشہ مورث حضور و شہود
 و فنا و نیستی کی ہی اور یہ طریق طریقہ خاص اس خاندان کا
 ہی بزرگوں نے بیان کیا ہی کہ دائم و زرخش اس نسبت کی کرنا

رہی ہانگ کہ ساتھ کسی وجہ کے اس نسبت سی خالی ہو
 اور اگر اچھا نا خالی ہو کہ ہر طریق مذکور برسر کار آوی اور
 ہمیشہ حضوری پیشہ اپنا کر کے گوشہ چشم دلو بخانہ و بازار
 اور خرید و فروخت اور غور و نوش تمام حالات میں حقیقت
 جامعہ پر رکھی اور اوسے نصیب العین اپنا کرے اور حاضر جانے
 اور بتصور جزوی غافل ہو بلکہ سب شایار کو ساتھ او سکے
 قائم جانے اور سعی کرے کہ او سیکو تمام موجودات متحہ و
 غیر متحہ میں مشاہدہ کرے تا جہی کہ اپنی تین سب میں
 بلکہ سب کو اجزا اپنا سمجھے اور آئینہ جمال با کمال اپنی کا جانے
 عیت خیر درویش است جلد نیک بد : گر باشد اینچنین
 درویش نیست : اور بوقت کلام ہی اس مشاہدہ سی غافل
 ہو اگرچہ بظاہر مشغول بامرد دیگر ہو عیت از درون شو
 آشنا و از برون بگاہ و ش : اینچنین زیار و ش کم می بود

اندر بہان : اور خلوت در انجمن سے عبارت یہی ہے غرض کہ ہر چند
 صحبت زیادہ ہو کہ نسبت قوی تر پس چاہیے کہ غضب رانی سے
 باز رہی کہ غضب رانی طرف باطن کو نور معنی سے خالی کرے اور اگر
 تعوذ باشد وقوع غضب پھر میں آوے یا کوئی قصور کہ اوس سے
 کہ ورت قوی طاری ہو کہ اور سر رشته نسبت گم یا ضعیف
 ہو کہ غسل کرے اگر قوت مزاج و فاکری بآئینہ برد کہ نفع زیادہ
 رکھی و گرتہ باب گرم اور جامہ پاک پہنی اور بجائی پاک خالی
 میں دو رکعت نماز ادا کرے اور چہ نوبت بقوت آہ سرد
 کینچے اور بطریق مہود مشغول نہ کر ہو کہ بظاہر سائہ تضرع
 اور زاری تمام کے اور ایک نوع توجہ کی یہی ہے کہ طالب ذات
 بحث اور معنی صرف و مجرد کہ بس صوت و حرف اور عجب
 و فارسی سے بہمت توجہ اپنی کے رکھی جیسا کہ گہرا ذکر اوسکا
 اور محققین بیان کرتے ہیں کہ عبارت قوت قلبی اور قوت

عددی اور وقوف زمانی اور وقوف قلبی اور یاد کرد
 و بازگشت اور یادداشت و نگہداشت سی باصطلاح اس
 طائفہ کے حضور دل اور آگاہی ہے تا غیر حق دل طالب قرار
 نہ پکڑے اور بعض اعزہ یہ کہتی ہیں کہ بعین ذکر ارتباط و آگاہی
 بند کو شرط ہی اور اسی آگاہی کو شہود و وصول اور وقوف
 قلبی کہتے ہیں بیان اشغال بطور لطایف مشہورہ کہ
 کئی طریق سی ہے طریق اول اسم ذات کہ ذکر قلبی ہی بعد از ان
 ذکر روحی پس اذان اذکار ثلثہ یعنی سر و خفی اور اخفی بعد
 اذان لطایف خمسہ اور جو ذکر غالب آتا ہی تمام بدن مثل
 دل ذاکر ہوتا ہی اور اوسیکو سلطان الاذکار کہتی ہیں
 اور کمال ذکر سلطان الاذکار کہتا ہی کہ اسم ذات رگو
 پست شاغل سے ظہور کرتا ہی کہ نہایت الہدایہ سیکانام
 ہی طالب کو ضرور ہی کہ اسقدر مداومت بذکر اختیار کری

تابد کر ملک حضور دل حاصل ہو وی حب کہ سمع صفت سامع
 کی اور بصیر صفت باصرہ کی تا اگر چاہی کہ بتکلف ذکر و حضور
 کو دلسی دور کرے دور نہ ہو و اور معلوم کیا چاہی کہ حبطرح
 دل تعلق بجانب دست چپ رکھی جیسا کہ گذرا اسطرح روح
 تعلق بجانب دست راست رکھی وہ بھی محل ذکر ہی اور مقام
 کہ زیر قلب ہی اور مقام خفی کہ تحت ~~روح~~ اور مقام اخفی
 در میان قلب و روح کے یہ بھی بہین مقام ذکر کے آوز نزدیک
 بعض کے مقام سر پہلوی قلب ہی بفاصلہ دو انگشت
 جانب سینہ اور مقام خفی یہ پہلوی روح ہی ساتھ دوری دو
 انگشت کے بطرف سینہ اور مقام اخفی وسط سینہ یہ سب مقامات
 بین ذکر کے آوز ذکر ~~لا الہ الا اللہ~~ اس وقت کی کہ باتمام پہنچے فاعلم
 حاصل ہو کہ دل میں ذکر غریزی اور یہ اول مرتبہ ہی
 ولایت کا اور سیر جمیع اولیا کی اسی جگہ تک ہوئی ہی اور

طریق دوسرا ذکر لا الہ الا اللہ کا یہی کہ زبان بکام پسیدہ کر
 اور دم زیر ناف بند اور کلمہ لا ناف سی کہنے اور بفرقہ
 پہنچاؤ اور لفظ آلہ کو فوق سے بکثرت راست لا کر لا الہ
 دل پر کہ یہ پہلوی چپ واقع ہی لاؤ اور اعضا و نفس کو حرکت
 نہ دیو اور نفس زیر ناف بند ہو اور یہ کلمہ بعد دطاق کہے
 نہ جفت اسی لئے اس ذکر کو خوف عددی کہتی ہیں نیز کہ
 حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ عبد اللہ عجدوانی کو تعلیم
 کیا اور کہا کہ پانی میں غوطہ مار کر ساتھ اس ذکر کے مشغول ہو
 : اور غوطہ زنی باب اسلمی ہی کہ دم برقرار رہی طریق تیسرا
 وقوف قلبی ہے اور وہ عبارت ہی اوس کے سالک واقف
 و متوجہ دل ہوو اور نظر بدل رکھی بے بجالی ذکر کے مارا
 خلیو یا سوی بستہ ہوو اور تفرقہ راہ نپاوی اور توجہ
 بمطلب حقیقی میسر ہوو اس لئے کہ بیماری بحق دل مفقود ہے

و تیکہ راہ ماسوی اوس کے بند ہو چکا رہے بخیر توجہ نہ
 ذات مقدس قول ہی بزرگوں کا کرد لکھو دشمن سے باز رہی حاجت
 ہمیں طلب دوست کی طریق چوتھا مراقبہ ہی اور مراقبہ مشتق
 ہی مراقبہ سی اور وہ بمعنی انتظار ہی پس مراقبہ ہوتا ہی جمع
 حواس ظاہری و باطنی کا انتظار مطلوب بین اور مراقبہ کے
 معنی اور یہی لکھے ہیں کہ وہ علم و آگاہی ہے بندہ کی بدوالم
 اطلاع حق سبحانہ او پر ظاہر و باطن سالک کے یعنی سالک
 تصور کرے کہ حق تعالیٰ دایم ظاہر و باطن میری پر مطلع ہے
 لکھا ہی کہ طالب برکت مراقبہ سی بمرتبہ ولایت و تصرف ملک
 و ملکوت فائز ہو سکتا ہی اور اشرف بر خواطر اور خواہ
 باطن اور جمعیت خاطر اور دوام قبول قلوب مراقبہ سے
 حاصل ہوتا ہی اور وہ جو بعضی محققین فرماتی ہیں کہ نہایت
 حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و اٰلہٖ و صحبہٖ کرام

رضی اللہ عنہم فقط صحبت ہی حلقہ نہ تھا یا وجوہ کہ حلقہ نشینی شیخ
 و مریدین کی بنا پر ذکر و مراقبہ ہی حدیث حلق الذکر سی ثابت
 و متحقق ہوئی ہی اور یہ طریق حلقہ صحبت جمیع طرق اہل ایہ
 عہد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی نا حال
 مشایخ زمان راج و معمول ہوا ہی لیکن طریق توجہ وہی مریدین
 جسطرح کہ اب درمیان بعضی بزرگوں کے رواج پایا ہی حضرت
 و اصحاب کرام کے زمانہ ابوہریرہ اسلاف عظام کے مشایخ نہی تھا
 جسطرح سی کہ اب توجہ دینا مروج ہوا ہی اگرچہ بدعت ہی لیکن
 چونکہ فستردین مقید ہی سخن اور ترک رابطہ نزدیک اٹالی
 طریقہ مذکورہ مبنی ہی اوپر رفع توسط کے اس لئے کہ روش اس
 طریقہ کی انجام کار رفع توسط ہی کہ داد و اخذ فیض بیواسطہ
 اصل الاصول سے میسر آوے اپنی توابع کو ساتھ اسطریق کے
 تربیت کرین اور ابتداء کار سی نسبت ترک توسط تعلیم کرتے

ہین ناماً آخر الام رفته رفته اخذ فیض ہوا اسطہ اصل الاصول
 سی کرتے ہین مانند متبوع اپنی کے اگرچہ تابع بابتہ ارکا ہوا
 محتاج تعلیم لسانی اور روحی متبوع اپنی کا بصورت ہو و
 لیکن باخر حال تعلیم ذات حق تبارک و تقدس سی ہوا اسطہ
 باتا ہی مثل متبوع اپنی کے اور تفصیل اس بیان کی وہ ہی کہ
 واسطہ دو قسم ہی مثبت الحجاب اور مرتفع الحجاب مثلاً ایک
 تابع تابعان حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہوا اسطہ کمال تبعیت اپنی کے استعداد پیدا کرتا ہی اور قابل
 اوسکے ہوتا ہی کہ ہوا اسطہ تعلیم لسانی اور روحی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق سبحانہ سی بعلم لدنی اصلی حضرت
 کے تربیت پاوی اسطہ حق سبحانہ تابع مستعد کو خود تربیت
 فرماتا ہی اور یہ تربیت بحق اس تابع کی ہوا اسطہ متبوع کے ہی
 متبوع وہی ہے اور اظہار معجزہ خرد ہندہ اوسکا ہی کہ بظہارت

اس تابع کے ظہور قبول کیا اگرچہ بصورت ظاہر واسطہ نہیں
لیکن فی الحقیقت واسطہ حقیقی ہی کہ واسطہ متبوعیت کا وہی
ہی پس جو ذات کامل ایسی تابع نے بسبب کمال متابعت کے
استعداد مذکور پیدا کیا اور یہ حضرت سرور کائنات فی اسی
بحکمت بالغہ بنا بر تعلیم حضرت رب العالمین تفویض کیا اور
لطف خاص خداوندی نے اوس میں ظہور پایا اور علم لدنی ^{صلی}
تعلیم فرمایا تا یہ تابع کامل محبوب اوس کا مسلط نہ رہی اور
فیض متبوع کا ظاہر ہویدا ہووے سبحان اسے کیا متبوع
عظیم الشان اور محبوب باہر البرہان ہی کہ ساتھ تعلیم اپنی کے
تابع کو قابل حریم گریا کیا اور بنا بر تعلیم اوس کو بحضرت عرب
تفویض کیا اور غیرت خداوندی نے بسبب تفویض محبوب
اپنی کے اوس تابع کو بیہ خود حوالہ نکلیا پس تحقیق یہ فیض حق
متبوع اس تابع عدم انبساط کو کیا طاقت کہ قابل اس

بارگاہ کا ہر حقیقت میں یہ فیض ہی متبوع کا کہ اوسے باین
 نوازش سرفراز و سربلند کیا پس یہ خادم تابع بفیض بخشی اور
 تفویض متبوع کے بھی جل ذکرہ خود متبوع ہو کیا جیسا کہ مبادی
 قدس سرہ فرماتے ہیں **طیت** ما میدانیم شاگردان حق :-
 علم ما از علم حق گیرد سبق :- اور شریک دولت متبوع نہ ایسی
 کہ اوس کے توہم مساوات متبوع پیدا ہو کہ وہ معدوم ہے
 نہ بر فائدہ دقایق الاسرار **طریق** دوسرا توجہ کا یہ ہے کہ
 مرید کو نزدیک و روبرو اپنی زانو زانو بٹھاؤ جس کے اور کہی کہ
 چشم بستہ بجانب دل متوجہ ہو وی اور پیروی بجانب دل اپنی کے
 متوجہ ہو کہ ہمت او پر القاء نسبت کرے تا او پر الہی
 ورود فیوضات غیبیہ اور حالات غیبیہ پہنچے
 او حصول محویت و بنیود دی او مثل اوس کے حالات سے آرا
 اس توجہ کو مشایخین ہر روز ضروری اور بعد تین روز یا بیشتر

لازم جانیں اور عمدہ پہچانیں اور جبکہ توجہ اثر کرے پس
 اوسکے واسطے شمع یا چراغ بجانب قلب رکھ کر توجہ دیتی ہیں
 تا جلد متاثر ہوئے اور بعض کے نزدیک طریق توجہ دہی اس
 روش پر ہی کہ مرشد و مسترشد دونوں رو برویٹھ کر چشم بستہ
 متوجہ بدل ہو کر ایک زمانہ مراقبہ میں بعد پیدا ہونے گرمی کے
 دلمین باہم گرہم نگاہ ہووین اور نظر مرشد کی کہ موثر ہی اور نگاہ
 مرشد کی کہ متاثر ہی باہم ازدواج پاکر حالت محویت و وفا
 متولد ہوئے اور تمام لطایف مرشد کے ساتھ کمالات استعداد
 اپنی کے پہنچیں اور جریان ذکر لطایف پر اور ظہور اونکے انوار
 کا بنظر اوایل مراتب مرشد مبتدی سے ہی اور اگر مزید متاثر
 ہوئے اوسے ار باب چہل سے شمار کریں جیسے طریقہ نقشبندیہ
 میں اہل ارشاد اس مقام میں اپنی تین ار باب علم کہتی ہیں
 اور مریدین کو ار باب چہل سے پس نادان سمجھ کر مرید و کمونہ

ثناء قلب اور ولایت صغری و کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت
 وغیرہ دیتی ہیں اور اگر مریدین کہتے ہیں کہ ہم ان کمالات سے
 کچھ نہیں دیکھتے یا نہیں جانتے جواب دیتی ہیں کہ تم ارباب
 جہل سے ہو اور جہلا کو کمالات کچھ محسوس و معلوم نہیں ہوتا
 اور ہم کہ ارباب علم و دانش ہیں مقامات ترقیات تمہارا
 جانتی ہیں اور مریدین ہی راست جانتی ہیں اس لئے کہ عجیب
 نادانی محجوب ہیں اور باصالت نہ پہنچ کر احوال اپنا اور ا
 نہیں کر سکتے اور کچھ خبر حال اپنی سے نہیں رکھتے اور جو
 پیر کہ بنور شہود اصالتاً منور ہوئی ہیں اور تمام احوال مرید
 پر بے کم و کاست مطلع رہیری کر کے نشان مقصود دیکر
 اندک اندک چشم اونکی واکر کے قابل شہود اصالتاً گردان
 کر لایق رتبہ مشیخت کرتے ہیں اور یہ ترقی توجہ اور جذب
 ہی کہ تعلق بہت شیخ رکھی قبول ہی اہل تحقیق کا کہ مرید

اس طریقہ کا بوقت سلوک علم و خبر اور ترقی اپنی کی نہیں
 رکھتا اگرچہ روز بروز مراتب و کمالات اوسکے بہ ترقی ہن
 شیخ ترقی اوسکی جانتا ہی اور بشارت مقامات اوسے
 دیتا ہی جیسا کہ خضرہ اپنی بختگی سے کچھ آگاہ و خبر دار نہیں
 حالانکہ دم بدم بختگی پیدا کر کر تمام سرخ و بختہ ہوا ہی سہی طرح
 مرید روز بروز بنظر توجہ شیخ ترقی جدید رکھے تاکہ بعد نہایت
 کمالات انسانی پہنچے اور اوسے کچھ خبر اپنی کمال سے نہ ہو سکے
 شیخ تمام حالات و مقامات اوسکے دریافت کرتا ہی اور
 بعد وصول اوسکو خلافت دیکر اذن و اجازت ارشاد
 مریدوں اور مستفید و نکاح فرماتا ہی پس وقتی کہ مریدوں
 بارشاد متوجہ تربیت مریدین ہوتا ہی اور اثر تربیت
 اپنی کا اونہیں مشاہدہ کرتا ہی اوسوقت بشارت شیخ
 پر ایمان حقیقی عیانی لاتا ہی جیسا کہ پہلے اسے ایمان غیبی

تقلیدی لایاتہا و سوفت یقینا جانتا ہی کہ میں کامل بل مکمل
 ہوا ہوں اور وہ جو کہا ہی کہ مرید آئینہ ہی پر کیا ہی معنی مراد
 ہیں کہ جو پیر معارف و کمالات اپنی منعکسات مرید میں دکھاتا
 ہی معلوم کرتا ہی کہ مجھ میں یہ کمالات مضمر ہی کہ مرید میں
 ہوئی پس جو ان کمالات و حالات کا پیر میں بطریق ظہور ہے
 اور مرید میں بطریق طلب اسی لئے جو پیر سب کی تقصیر کے مرید
 ریخیدہ و کشیدہ ہووے اور چاہی کہ سلب حالت کری تو چاہی
 اوس کے برداشتہ کری آئینہ مرید کا بس یہ تو ہی پیر کے مظاہر
 و تائیک ہی اس لئے مرید صادق الارادت کو لازم ہے
 کہ دائم ملازم شیخ اپنی گاہ ہووے تا یا مستاد صحت ظلال
 کمالات پیر باطن مرید میں استقرار و احکام پذیر ہووین
 اور ملکات ذات و امور ایک بطریق تربیت طالبین حق
 کا یہ ہی کہ اول تہذیب قلبی ارشاد کرتے ہیں کہ دائم نظریہ

رکھ کر متوجہ پنجاب باری غزاسمہ ہووین تا ذکر اسد دلپر جا کر
 ہووے نام اسکا وقوف قلبی ہے اگر کسی کو ذکر دل جاری
 ہووے تو قوت قلبی امر کرنا چاہئے تا جلد تاثیر کری پس
 ساکس طریقت و محقق کہ بہ نہایت سلوک پہنچتا ہی موافق
 استعداد اپنی کے انوار زرد و سفید اور سبز و سیاہ اور
 سرخ اور لطایف اپنی باطن میں معائنہ و مشاہدہ کرتا ہی
 بعضے کم اور بعضے زیادہ اگر کوئی صاحب جمعیت اوپر قبر
 کسی بزرگ کے واسطے دریافت نسبت اوس بزرگ کے متوجہ ہووے
 اور محبت اپنی اوس طرف مصروف کری پس اگر باستانی توجہ نور
 یا سفید یا ماند او سکے ظاہر ہووے جانے کہ اصل اوس بزرگ متوجہ
 الہی کی بواسطہ لطیفہ قلب یا روح کے ہی اور اگر نور و لطیفہ کا
 یا زیادہ مخلوط ہو کر ظاہر ہووے وصول اوسکا بشرکت اون دو
 لطایف یا زیادہ ہوگا اس لئے کہ وصول ہر بزرگ کا بواسطہ

ایک لطیفہ کے ہی لطایف سب سے سی کہ مجبہ او سکے تعلق کہی
اور بعد ازین اس طریقہ میں ذکر سلطانی ہی کہ جمیع اعضا و رگ
پوست شاغل سے ایک بارگی ایک صورت و ایک صدا ظاہر
ہو و طریقہ تحصیل اس کا یہی کہ جمیع حواس قوی توجہ کنندہ کے
بمنزلہ اعضا و جسد کے ہو وین اور بھرکت اونکی تخیل اسم ذات کا
کلمے جیسا بھرکت قلب ہوتا ہی پس جو ذکر سلطانی غلبہ کرے
اور نسبت محویت و بخود فی ظہور کرے ماسوی اسد دل سی محو ہو و
اور انوار مثل برق اور شمس و قمر جلوہ گر ہو وین اور تجلیات ملکوت
و خیر و تہ ظہور کریں - ازان بعد ذکر تہ تہ ہی اگرچہ وہ با صلا ح
بعض اہل سلوک نام ہی او سن ذکر کا کہ تمام اعضا میں سیرت
کری اور ذکر تشبیہ وہ کہ مجرد دل ذا کر میں ہو و لیکن یہ حکم
اور دو طریقہ سی ہی ایک وہ کہ دم بالائی ناف حبس کرے
اور ہو کو بطرف ضرب دیکر ساتھ تہ ہو کے صدا کو کشش ہو

رکھ کر متوجہ بجناب باری عز اسمہ ہو وین نا ذکر اسد دل پر جا کر
 ہو و نام اسکا و قوت قلبی ہے اگر کسی کو ذکر دل جاری
 ہو وی ہو قوت قلبی اور کرنا چاہیے تا جلد تاثیر کری پس
 سالک طریقت وقتی کہ بہ بنایت سلوک پہنچتا ہی موافق
 استعداد اپنی کے انوار زرد و سفید اور سبز و سیاہ اور
 سرخ اور لطایف اپنی باطن میں معائنہ و مشاہدہ کرتا ہی
 بعض کم اور بعض زیادہ اگر کوئی صاحب جمعیت او پر قبر
 کسی بزرگ کے واسطے دریافت نسبت اوس بزرگ کے متوجہ ہو و
 اور بہت اپنی اوسط مصروف کری پس اگر بانشائی توجہ نور سرخ
 یا سفید یا ماند او سکے ظاہر ہو و جانے کہ اصل اوس بزرگ متوجہ
 الہ کی بواسطہ لطیفہ قلب یا روح کے ہی اور اگر نور و لطیفہ کا
 یا زیادہ مخلوط ہو کر ظاہر ہو و وصول اوسکا بشرکت اون دو
 لطایف یا زیادہ ہو گا اس لئے کہ وصول ہر بزرگ کا بواسطہ

ایک لطیفہ کے ہی لطایف سب سے سی کہ مجھ سے اس کے تعلق کہی
اور بعد ازین اس طریقہ میں ذکر سلطانی ہی کہ جمیع اعضا و رگ
پوست شاغل سے ایک بارگی ایک صورت و ایک صدا ظاہر
ہو و طریقہ تحصیل اس کا یہ ہے کہ جمیع حواس قوی تو جب کسبہ کے
مبتزلا اعضا و جسد کے ہو وین اور حرکت او کی تخیل اسم ذات کا
کے جیسا حرکت قلب ہوتا ہی پس جو ذکر سلطانی غلبہ کرے
اور نسبت محویت و بخود فی ظہور کرے ماسوی اسد دلسی محو ہو و
اور انوار مثل برق اور شمس و قمر جلوہ گاہ ہو وین اور تجلیات نکلے
و خیر و تہ ظہور کریں۔ ازان بعد ذکر تہ تہ ہی اگرچہ وہ با صلا
بعض اہل سلوک نام ہی اس قدر کر کا کہ تمام اعضا میں سرایت
کری اور ذکر تشبیہ وہ کہ مجرد دل ذکر میں ہو و لیکن یہ حکم
اور دو طریقہ سی ہی ایک وہ کہ دم بالائی ناف حبس کرے
اور ہو کو بطرف ضرب دیکر ساتھ تہ ہو کے صدا کو کشش ہو

تاذوق حاصل ہووی اور لازم ہی کہ وزرش اسن کر کی خفیہ
 بدل ہوو کہ زبان کو سیطرح اوہین دخل ہووے اور طریق
 و سہ اذ کرتزیہ کانتفی و اثبات ہی کہ دم بالای ناف حبس کر کے
 ناکو و بانسی کشندی کردوش است پرلاو اور اندک سر کو
 حرکت دیکر ضرب لالہ دیکر مارے اور اس استحال میں نہ عت
 زیادہ ہوو نہ درنگ بین بین ہووے اور بعد اذ کرتزیہ اور
 نفی و اثبات ذکر خلو ہی طریق او سکایہ ہی کہ نظر تمام اعضا
 پر متعین کری اور متوجہ بجانب تنزیہ بحت ہو کر صورت محمدیہ علی
 صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ حاضر کہلکراستہ عا انکشاف
 تنزیہ کاری اور شرط ہی اسن کر میں کہ درود پڑھ کر شروع کرے
 دوسرا طریق ذکر خلو سکایہ ہی کہ اگر متوجہ بندگی اعضا اپنی
 ہووے اور ہر ذکر کو مضبوطی بند کور کر کے معلوم کرے کہ ذکر ذکر
 عین نہ کور کے تا قیام محدودیت پیش آوی اور حیثیت اطلاق

ذاتی جلوہ گر ہو، اور کیفیت ذکرِ خلوق کی نزدیک بعض کے وہ
 کہ کاغذ شبیہ سی ربائی چاہی اور بہ نسبت تنزیہ بحث اختصاص
 چاہی کہ فکر اپنی مین ہفت طبقہ زمین اور مافیہا کو اور اسطرح
 نوطبقہ آسمان اور مافیہا کو اور تمام حیوانات و نباتات و جمادات
 اور افراد انسانہ کو فکر اپنی سے رقع کوے اور بعد رقع تعبثات
 کو نیہ تمام ماباقی رہی اپنی آئینہ صہین فنا کرے اور جو شاغل
 اس مجذبات میں غوطہ زن ہوتا ہی بہت دست و پا مارتا
 اور چاہتا ہی کہ اس بحر کو تیار کرے لیکن جو بہ بحر نامتناہی
 ہی ہر چند شناوری کرتا ہی لاہنایت اوسکی بیش از بیش معلوم
 ہوتی ہی ناچار عاجز ہو کر بنایافت اوسن بحر اور کوتاہی دراک
 اپنی کے اقرار کرتا ہی اور ساتھ اس مصرع کے مترنم ہوتا ہی
 مصرع معلوم شد کہ تیج معلوم نشد : اور بعض بزرگوں نے
 بعد حصول اس نسبت کی بابتہا کارشب و روز مشغول ہراقبہ

رہی ہیں اس لئے کہ یہ مراقبہ بہت عزیز و غریب ہی سوا ہے
 پیران اس طریقہ کے اور جگہ کم یا ب اور نسبت کمالات بنوت
 اور فنا اور بقا و لطائف سبہ اجمالاً اس مراقبہ سی بوجہ
 اتم حاصل ہوتے ہیں اگر کب اس سے کام نہ لیں گے اور معنی
 توجہ کے یہ ہیں کہ ہمت اپنی قلب مرید پر تصور کرے باطن رویش
 کہ خطرہ دوسری کا اپنی دلمین آنے نہی اور خشوع تمام بجانب
 خداوندانام التجا کرے تا نور ذکر بدل مرید قوت پیدا کری اور
 بجذب قلبی بہمت باطن قلب اس کو اپنی طرف تا ایک عشت
 کم و بیش کشش کرے اور ارواح متبرکہ اکابر اس طریق کو شل
 حال اپنے جانکر اس تصرف میں اون سے امداد طلب کری بعدہ
 مرید سے استفسار کری کہ آیا وہ طریقہ سنت و جماعت اور
 اتباع شریعت پر قیام رکھتا ہے اگر ہاں ہے اس کے اقرار کرے
 ہاں ہاں اس کا اپنی ہاتھ میں لیکر بیعت کری اور اسی بجا سپرد کری

جانا چاہی کہ مبعث توحید وجودی کا نفس لطیفہ قلبی سے
 اور ماخذ توحید شہود یکا نفس لطیفہ روحی سی ظہور کرتا ہی اور
 نسبت نایافت خاصہ لطیفہ سری کا ہی تالا کہوں کے ایک کو
 ساتھ اوسکے نوارش کرتے ہیں ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
 مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ^{یعنی یہ فضل}
 ہی خدا کا دیتا ہی وہ جسے چاہتا ہی اور اسے صاحبِ فضل
 بزرگ کا ہی۔ سچھی مرتبہ نایافت سی حقیقت نایافت رخ نما
 کرتی ہی اور وہ یہ ہی کہ جو سا لک نے لطیفہ سری کی تجلیات
 سی خالی کیا اگرچہ تجلیل ہو مشاہدہ کا داخل ہوا دائرہ حقیقتی
 میں لیکن جو حقیقت اس نسبت سی مطلع ہتین اربابِ چہل کے
 ہی پس اگر فضل آہی نے دستگیری کی جمیع مراتب عنصری اور
 نوری سے اپنی تین فوق پایا اور واصل اس نسبت حقیقت
 انسانی کا ہوا اور وہ ایک قابلیت ہی قابلیات نور اول سے

کہ نور محمدی ہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اوسی شہود اول ہی
 کہتی ہیں اور جو ہر مرتبہ ولایت ابتدا اور وسط و انتہی کے
 پس ابتدا میں یہ مرتبہ علیہ آخرتہ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کے اور وہ جو ہر مقام خلوا از حق مرتبہ خاصہ اور خاص
 میں وصول بحق ادراک کیا تھا حالانکہ وہ حق نہ تھا اوسی درگزر
 کرنا چاہیے اور پیوستگی بحق حقیقی اور درگزر مرتبہ عرفان اور
 یافت محملہ ادراک مطلوب ہے کہ ولایت انبیاء میں حاصل ہو
 اور وسط مرتبہ میں خلو مسیر آوی بے اطلاع اوپر او کے
 حقیقت کے اور حقیقت خلو اطلاع ہی اور حقیقت منظریت
 صفات اپنی کے اوپر صفات واجبی کے اور اس مرتبہ میں
 بجا اگرچہ جانتا ہی کہ بعلم او تعالیٰ میں عالم ہوں او بصیر
 او نجا بصیر اور بقدرت او تعالیٰ قادر الی غیر ذلک لیکن بنور
 حقیقت نسبت صفات باذات او تلک کما حقہ اس غارف کو

مفصلاً اور علماً ظاہر نہیں ہوئیں پس قیاساً جانے کہ صفات
 باری غراسمہ زاید بر ذات نہیں کہ عالم بعلم اور بصیرہ بصیر
 الی غیر ذلک کہہ سکتے بلکہ ذات بذاتہ علیم ہی اور علم قابلیت
 ذاتیہ اوسکی ہی اور ذات بذاتہ بصیر ہی اور بصیر قابلیت ذاتیہ
 اوسکی ہی اور اس طرح تمام صفات بی اطلاق غیبت وغیرت
 باطلاق محض پس عالم حق ہی خود بخود اور با صرح حق ہی خود بخود
 اور اس عارف کو بجز منظریت نامیہ اتیہ و صفاتیہ و کمالیہ کے
 امر و سرانہین بجز تعین حرف کے اس زمانہ میں ساتھ نہایت
 اس مرتبہ کے شرف پاؤ گا لیکن اجمالاً اور تفصیل اس مرتبہ
 کے جیسی نوازیں ولیکن ہر چند نسبت خلوص زیادہ تر قدم بدایہ
 اس ولایت کے بیشتر پس جو وصول کہ سالک کو ہوتا ہے
 لباس حجاب کے دست ندیوی وصل متلیس ہے اور جو حجاب
 گند کر ترقی کری توجہ بی حجابی سیر اوسی آوے اور وصول بی

لیس حاصل ہوگا اسٹیلی کہ اسد تعالیٰ درار الورا ثم درار
 الورا ہی اور نام اس وصل کا وصل عریان ہی اور اس مرتبہ
 میں ہی اثر حجب تلبیس خارجی متقطع ہوتے ہیں لیکن ہنوز توجہ
 کہ آخرین حجب سے ہی باقی اور قائم رہتی ہی اور یہ تربیت و توفیق
 مراتب وصول کی بطور اسم الدلیل کے ہی اور ثمرہ اوسکا ظہور
 علم لدنی ظلی ہی اور مدد کنندہ اس جگہ جذبہ ہی پس لازم و پر
 طالب ترقی کے یہ کہ بچا ہی بولی تعالیٰ شانہ سی رفع اس شتابہ
 کا کہ یہ موقوف ہی اوپر انعام توجہ کے اور انعام مذکور نہیں
 پایا جاتا مگر بعد ظہور علم لدنی ^{نہ} بقیض خدای قوی کے کہ موقوف
 ہی بصفات کلیہ ازلیہ قائمہ کے اور اس وصول میں کہ مربوط و یوں
 احض ہی حجب اور بعد مسافت نہیں اور غیر ان اشیاء مذکورہ
 میں متحقق علی ہو یا خفی اور بعض محققین لکھتے ہیں کہ رنگ
 قلب عالم مثال غالباً سرخ ہوتا ہی اور اگر ذکر کرنے علیہ کیا اور ^{آواز}

پیدا کی تصور رنگ سرخ زرین کرنا چاہی اور محل لطافت دیگر کا
 بیش ازین مبین ہوا حاجت اعادہ نہیں اور اگر اکرا کا برصوبہ
 اس مرتبہ میں سکوت رکھتی ہیں تاکسی ترقی حاصل ہو و پچھے
 اس سے اگر بی حجابی میں لیجاوین صاحب وصل عوامین اور صاحب
 اجتبا ہو و اگر یہ دو تفریقہ بعین شہود نایل نورانیت مطلوبہ
 ہیں پس صاحب اجتبا بامتزاج ~~خفی~~ اور ربی او سکا اسم
 ہادی ہی بامتزاج تربیت اسم الدلیل کے اور ناظر لطیفہ سرمدی
 اور منظور خفی اس امر کو سمجھنا چاہی و گرنہ امتزاج سی وارستہ
 اور صاحب اجتبا خالص ہو و اگر ~~مستور~~ مستور اجتبا رطلی ہی اقلیت
 میں رائی قابل ~~مستور~~ مستور خفی ہی اور خفی میں
~~مستور~~ مستور وجود و ہوبدایہی اور اس ولایت کو ولایت اخفی کہتے
 ہیں اور بعض اکابر ولایت علیا فرماتے ہیں جیسا کہ پیشتر
 کیا گیا اور یہی اس مرتبہ میں توجہ متوجہ کی برنگ متوجہ الیہ

چون معلوم ہوتی ہے پس صاحب اس مرتبہ کا حجب فی فراغ
 ہوا اس لیے کہ درمیان اخفی اور اناس کے واسطے دوسرا نین
 کہ حجاب ہو جو منظور سالک نور اخفی ہی اگرچہ پہرہ بی حجاب
 ذات پاک سی ہی لیکن توجہ سالک کو رہا باقی ہی ہر چند مجہول
 الکلیف اور معدوم نہا ہو اسی جگہ سی ہی کہ کیفیت معلوم غیر
 معلوم ہی نہ نفس معلوم کہ وہ معلوم ہی اور اس حیثیت کو حشیت
 مجہول کہین اس لیے کہ صاحب اس کا جاہل ہی حقیقت مطلوب
 اور یہ جہل ہزار ترقی علم سابق پر رکھی بعد ازین اگر نور نش
 کو بن ناظر اخفی اور منظور ذات اس ہوگی اور ان دونوں مرتب
 میں اگر بجائی توجہ علم اللہ حاضر ہی صاحب کمالات لایا ہی
 اور اگر ایمان اس بجائی علم اللہ کے حاضر ہی اصل کمالات
 پہرہ و رہنم ہوا اور ان دونوں مرتب اخیرہ کو کہ باشارہ مذکور
 ہوئی پہنچنی والا سمجھی گا ورنہ واسطے مستعدی اجمال کافی ہی

بالفعل بیان بیانہ ولایت اور مقام خاص اور اخص الخواص
 اور متوسط کا درمیان ان ولایات کے ناجاہتی اور جانا چاہئے
 کہ ہدایت کا رسالک ولایت خاص میں لذت یابی نہ کر اسد ہی
 اور نہایت کا مشاہدہ مذکور اور یہ ہدایت و نہایت مصطلح
 بین صوفیہ وجودیہ اور اگر اس سے پہلی سالک ترقی کریں
 ہی بعلم حضور اور نہایت اسکی حضور در حضور ہی اور حضور
 علمی وسط ہی اس مرتبہ کی اور یہ تینوں مراتب اخیرہ خاص الخواص
 میں دست یاب ہوتی ہیں از روی ہدایت و وسط اور نہایت
 کے اور فرق خاص و اخص اور خاص الخواص میں یہ بھی بولایت
 خاص یافت مذکور و مطلوب موجود اور اخص میں مفقود غیر
 معدوم یہاں شاہد علم حصولی باقی ہی اور خاص الخواص میں
 حقیقت نہ یافت موجود اور نفس یافت معدوم اور حق نہایت
 اس مرتبہ کی متحقق اور ظاہر ہی پس یافت مرتبہ ولایت خاص

کہ معبرِ علم ہی حجابِ اکبر کہ سالک در طُلاّت میں محتجب
 تہودِ حقیقتِ مطلوب سے ہی اور بعدِ ترقی کے اس مرتبہ سے
 حجابِ مسلوب لیکن اگر نظر کو بنِ نایافتِ مطلوب کہ مرتبہ
 انھیں میں مطلوب ہی یہی ہی حجابِ علمی ہی کہ حجابِ ہی تہ
 نایافت کو کہ مرتبہ سالک کو بلذتِ نایافتِ محتجب کرتا ہی ترقی
 سی اور چونکہ ان دو نومراتب میں علمِ حصولی ہی ناچار حجاب
 ہی مرتبہ علمِ حضوری کو اور بعد ان دو مراتب کے مرتبہ خاص انھیں
 ہی چونکہ اہل اوسکا بہرہ مند علمِ حضوری سے ہی ناچار اوسے
 تجاب سی دوری ہی پس اس مرتبہ اخیرہ میں جو بمرتبہ حقیقت
 ایمان بالغیب کے پہنچا اور ابتدا میں ہر مومن عام مومن ایمان
 بالذات ہی پس گویا بعینِ انتہا ساتھ اس مناسبیت کے رجوع
 کہ بیدایت اور ایمان بالغیب اور مانتہ مومن عام کے ظاہر
 ہوا اور بعض اعزہ سنی الب اس طریق کو اس طرح سلوک

کرواتے ہیں اور کہتی ہیں کہ مومن چار قسم ہیں منحرف مفید
 مشوجہ سالک و اصل حاضر منحرف مفید وہ ہی کہ بحجاب
 غفلت مبتلا بمعصیت ہو فید میں پڑا علاج اوسکا انابت و
 استغفار ہی تا وہ کہ آثار قبولیت توجہ کی بطہور نہ آوین
 اوسکے حق میں کوئی کلمہ بخیر استغفار نافع نہیں اور بعد
 قبول توبہ جو فضل خاص رہیری کرے بکار قطع منازل
 مشوجہ ہو گا درینولا اس سالک کو سالک مشوجہ کہیں اور
 جو اقسام شہوات و ہوا حجاب ہیں مثل تعلق باطلہ نفعیہ
 و آفاقہ کے اور تعلق ساتھ اون دونوں کے مانع ہی بطہور انوار
 وحدت حقیقی کا علاج اوسکا تکرار ہی کلمہ طیبہ کا جب تک
 آثار ارتفاع ہوا و شہوات متحقق نہو وین تکرار کلمہ طیبہ
 مخصوص جز اول کہ لا الہ الا اللہ ہی حق اوسکے میں کافی
 کہ بفضل اخلاص بعد ارتفاع موانع مذکورہ اصل ہو گا اور

بعد از استقرار کے اوہمین مراتب شہود و حضور انا فانا
 ظہور کرین اسوقت میں اس اصل حاضر کو حکم یہ کلام
 اارج ساتھ لفظ اللہ کے ہو و سور ادب ہی مگر اسوقت
 جن مامور ہی شہود اور نزدیک بعض کے شیوخ اسطریقہ
 سی اگر سالک کو نسبت حضور مع اللہ میں قبض و فتور واقع
 ہوتا ہے علاج رفع قبض کا یہ ہی کہ بقوت خیال صور متخلیہ
 برکتیں کہ ہو دین پیدا کر کے سر اور ساتھ اور پائو اور تمام
 بعد خیال میں موجود کرے بعد ازان او سکوی خیال سے محو
 معدوم کرے اور جانے کہ وجود میرا ہی مانند اسی متخلیہ کے
 علم اللہ میں ثابت ہی اور بنیاد معدوم پس تکرار اور درج
 اس ملاحظہ سی وہ قبض دور ہو وی اور جو ثابت ہوا کہ
 اور ادعالم ظاہر بین حق تعالیٰ کے پس ان مظاہر میں
 انہیں حکم کیا جاتا ہی بغیر اعتبار یہ اور میں حقیقت

او نہ حکم کیا جاتا ہی بعینیت اور تکالیف و عذاب و
 راحت تمام راجع ہیں طرف ان تعینات کے اور لازم نہیں آتا
 وجود پر جو کہ لازم آتا ہی ہلور پر اس لیے جو کہ صورت برہم
 ہی آئینہ میں قصور و طول و جوہ سی لازم ہی و جوہ کا آئینہ
 کا اور قباحت و شناعة اشیا میں لفظ نہیں بلکہ اعتبار
 ہی اسلی کی قبح معاصی اعتباری ہی اور قبح راجحہ کریمہ نسبت
 اوس شخص کے ہی کہ ملایم اوس کے بنو وی پس جو چیز کہ عالم
 میں ہی حسن ہو بلا صلا کہ صورت حسن حق تبارک و
 تقدس کی ہی اور قول ہی بعض اغزہ کا کہ توحید شہودی تعریف
 و جہانی ذوق کی تین مراتب ہیں اول وہ کہ حضرت حق تعالیٰ
 افعال سالک پر متجلی ہو و اور سالک صفات جمیع شایا
 کو اپنی صفات میں فانی با وی اور صفات اشیا کو صفات
 حق دیکھے اور چاہے کہ غیر حق کو کوئی صفت نہیں اور اپنی تلخ

منظر صفات الہی ہمیں اور اسکی صفات کو اپنی منظر
 دیکھئے اور اس مقام کو مقام طمس کہیں دوسرے تجلی صفاتی
 کہ حق تعالیٰ سالک پر تجلی صفاتی ظہور کرے کہ جمیع صفات
 کو صفات حق دیکھئے تیسرے تجلی ذاتی کہ حضرت حق تعالیٰ
 بتجلی ذاتی اپنی کے اوسپر بتجلی ہووے اور سالک جمیع ذات
 اشیا کو پر تو نور تجلی ذات احدیت میں خانی پاوے اور
 نقیسات عدمی بوجود فنا کے توحید ذاتی میں مرتفع ہووین کہ
 کسی شے کو غیر حق ندیکھی اور وجود اشیا کو وجود حق پہچانے
 اور بحشم حق میں عارف کے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
 اوسی اور بجز واجب الوجود دوسرے کو موجود ندیکھی اور خیال
 غیریت و اثنیت نزدیک اس کے محال ہووے اور اس مرتبہ
 کو محققین مرتبہ فنا کہیں اور صاحب اس مقام کا جمیع ذات
 و صفات و افعال اشیا کو مضحک و متلاشی باشعہ انوار

ذات و صفات و افعال حق پاوی اور کل من علیہا فان
 بنظر اس عارف کے ظاہر ہوگا اور یہ مقام تحقق ہی بوجود
 حقیقی بے عدم اور علم ہی بے جہل اور قدرت ہی بلی عجز
 یہ ہی بیان توحید وجودی اور شہودی کا کہ نزدیک اکابر
 فریقین مقرر ہوا ہے اور خارق عادت دو قسم ہیں اول
 علوم معارف الہی جل سلفائیکہ کہ بذات و صفات و افعال
 واجبی تعلق رکھتے ہیں کہ خلاف غور نظر عقل اور خلاف شعائر
 و معتاد بندگان خاص اپنی کوسا ہتہ اس کے ممتاز کیا ہے اور
 نوع ثانیے کشف صورت مخلوقات ہی اور وہ اخبار ہی معنیات
 اور امثال معنیات عالم سی کہ تعلق ببالم رکھی پس نوع اول
 مخصوص بابل حق اور ارباب معرفت ہی اور نوع ثانیے
 شامل بحق و مبطل کو اسی لئے کہ نوع ثانی اہل استہراج کو بھی
 حاصل ہی اور نوع اول خدای عزوجل کے نزدیک شرافت

واعتبار رکھی کہ اوسے مخصوص باولیا کیا ہی اعداد کو اوسمین
 شرکت نہیں دی اور نوع ثانی عوام خلایق کے نزدیک معتبر ہی
 اور انظار اوکئی میں مغزو و مکرم و محترم اور یہ معانی کا اہل
 اس درجہ سی ہی بطور آنے ہیں جیلا نادانی اپنی سے او
 پرستش کرین اور بہر طرب و یاس کہ وہ او کو تکلیف
 کرین مطیع و متقاد ہووین بلکہ یہ محبوب نوع اول کو خوار
 سی خوارق نہیں جانتی اور کرامات سی نہیں شمار کرتی خوار
 فقط نزدیک او نہ بخیر و ن کے علم ہی باحوال مخلوقات حاضر
 غایب کہ تعلق رکھی باوجودیکہ کوئی شرافت و کرامت
 اوسمین حاصل نہیں بلکہ یہ علم سزاوار او کے ہی کہ بچل
 مبدل ہووے تاں میان مخلوقات اور احوال مخلوقات سی حاصل
 اوی پستہ طاہر ہووین مکاشفات سریہ پر مشکف ہووین
 اس مقام میں اسرار خلق اور حکمت وجود ہر شئی اور اسکی کشف

ابھی کہیں بعد از ان ظاہر ہووین مکاشفات خفیہ اور مستشف ہون
 اس مقام میں امور عظام مثل علم لدنی بہنگام انکشاف صفت
 علم کی اور استماع کلام غیبی معلوم کرنا چاہیے کہ خطرہ کا م ہی ^{ابلیس}
 نفس کا جیتا قلب غالب نہیں نور قلب و روح خطرہ کو دلیہ تر
 نہیں کرتا کہ یہ خطرہ خارج سی آیا یا اندر سے ناشی ہوا اوسی
 مکروہ جانتا ہی اور اخراج کرتا ہی پس اس جگہ نفس اور ابلیس کو
 کام اپنی میں مجاہدہ واقع و درمیان ہی اگرچہ بسبب کثرت
 خطرات کے جمعیت کم ہی لیکن بنوردل تمیز حاصل ہوتی ہے آیا
 ابلیس سے ہی یا نفس سے جیسا کہ پیش از حصول کمالات و ^{خطرات} ورود
 ہوتا تھا بعد از ان ہی ہوتا ہی لیکن بعد از حصول کمال پیش قدمی
 نہیں کر سکتا ہر چند مسدودی خطرات طاقت اوسکی سے خارج
 ہی لیکن تابع خطرات نہیں ہوتا اور اکثر لوگ مغلوب بخطرات
 ہیں کہ خود خطرہ ہو گئی ہیں اور اون خطرات کو محبوب و مقبول

خیال کرتے ہیں اس لئے کہ نور دلنی کہ ہمیں ہی درمیان کر وہ
 و مقبول کے ظہور نہیں کیا اور صاحب تمیز کو شکر کزاری چاہئے
 کہ بنور دل تمیز پیدا ہی کہ خطرہ کو خطرہ جانتا ہی نہ مقصود اور
 رسالہ مراتب الہدایہ میں بعض اغزہ سی مسموع ہوا ہی کہ نسبت
 و تاثیر شغل رابطہ سی حاصل ہو و اشرف و اقویٰ اور ا لطف
 ہی اور نسبت و تاثیر سی کہ شغل ذکر یا مراقبہ سی حاصل ہو
 اسلیٰ کہ جو ارتباط درمیان دل پر و مرید کے وجود پکڑے دل پر
 کو بدل پر نسبت و تقابل واقع ہو و مثل تقابل آئینہ بصورت
 اور یب اس تقابل کے جو کہ بدل پر حاصل ہو و برات دل پر
 منعکس ہو و اور ظاہر ہی کہ کجالات حاصلہ پر کہ حسب استعداد
 مرید کے دل اس کے میں ہویدا ہوئی ہیں جو بدل مرید بطریق
 انعکاس تقابل ظہور کرین اقویٰ و اشرف و اللطف ہونگے
 اور اس کے کہ بطریق ذکر یا مراقبہ حاصل ہوئی ہیں بلایت

اسی انگہ زمانہ طریق اقرب طلبی + دورافتی اگر زدن نہ طلبی
 قول ہی بزرگوں کا کہ غلبہ اور استہلاک صورت ^{توحیدین} دل پر حوال
 غلبہ و اذواق غریبہ وار ہو تے ہیں اور گمان رسیدگی
 وجود پکڑتا ہی اور بعض اعزہ سی مسموع ہو ہی جسکو نہایت
 توسط کہ عبارت ہی غلبہ استہلاک صورت توحید سے
 رخ دکھاوے میل بصحت طالبین کرتا ہی اگرچہ ہنوز یکمال
 کہ مقام ہی فنا کا نہیں پہنچا لیکن جو کہ فرط ذوق سبب لول
 ذکر اور بصورت تجدید پہنچا ہی صحبت او سکی نے بطالبین
 اثر کیا ہی کہ او سبب او سبب جمعیت و ترقی حاصل ہو
 ہی اور بتزیت حقانی ماذونین و متوعین میں برکت و
 خیریت ظاہر ہوئی اور نہایت درجات ذکر یہ کہی مذکور
 دل پر غلبہ و استہلاک کرے اور غایۃ مشغولی سے معشوق نام
 معشوق کا ہی فراموش کرے جب ایسا استغراق بہم پہنچے

اپنا وجود اور جو چیز کہ وراہی حق سبحانہ ہی سب کو فراموش
 کرے اور اسی حالت فنا و نیستی کہ بین اور نیستی استغراق
 و استہلاک کا ہی کہ ذکر اس طرح انوار وحدت میں موجود
 کہ بخبر وحدت صرف نظر بصیرت اوسکی میں باقی نہ رہے
 اور وحدت ادبای کشف و یقین کے نزدیک عبارت
 ہی تعین ذات من حیث ہی سی غیر مقید باطلاق و تعقید
 اور اقضاء تجلیات اور اعتبار تعینات کو یہاں مجال و
 دخل نہیں اور یہ مرتبہ اگرچہ نسبت لا تعین محض تعین ہے
 لیکن یہ نسبت ماتحت اپنی کے حکم لا تعین رکھی اور ساتھ
 کسی تعین اور وصف کے تعقید نہ رکھی اور ایجاب و سلب سے
 ہر نشان اوسکا فی نشان ہی اور غار فین کو اوسمین حیرانی
 اور فوق و بالا اس مرتبہ کی غایۃ غایات اور نہایت
 ہنایات ہی اور شیوخ بار سخی نے کہا ہی کہ دریافت

اسم تہ کی اور شہود او سکا نہایت ہی درجات ولایت
 کی اور کمال اسم تہ کا مخصوص جاب حضرت رست
 مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھی اور متابعت آنحضرت
 کو بھی بقدر متابعت او کے پھرہ اور نصیب حاصل ہوتا
 ہی شیخ صدر الدین قرنوی اپنی رسالہ میں کہ مسمی ہے
 بتوجہ اتم لکھتے ہیں کہ اتم توجہات بحضرت عیسیٰ صلی
 کہ بعد از تعطیل قوی ظاہرہ و باطنہ کے تصرفات مختلفہ سی
 اور تفریع خاطر بر عمل و اعتقاد بلکہ ہر چیز سی کہ غیر خدا ہی حل
 شاہک ہو و توجہ کرے اسطرح کی توجہ کہ روای و واقعہ میں
 نہ مقید بہ تنزیہ اور محدود بہ تشبیہ بلکہ او پر وجہ مجمل ہو گا
 الوصف کے پاک و معر اتمام اوصاف و اعتقاد است
 اور مستوجب جمیع اوصاف کو اور محققین طریق سلوک
 واسطہ وصول فیض ربانی اور تجلیات روحانی کے ارواح

ارواح مقدسہ کو وسایط لا دین لیکن بطریق جذبہ کہ طریق ہی
وجہ خاص کا کوئی واسطہ درمیان نہ ہو اور مقصود ذکر الہ
الہ اسے ہی توجہ ہی بوجہ خاص اور التجا و اعتقاد بصفت اوی
قیوم کے کہ قیام جمیع اشیا کا ساتھ اوس کے ہی اور وہ مقوم ہی
سب کا ایسے کہ ہر موجود کو ایک وجود ہی معین جیسی شیخ عطاء
فرماتی ہیں **اہلیات** بادشاہ دل بخون آغشتہ ایم : پای تاچون
فلک سرگشتہ ایم : گفتہ من باشم ایم روز و شب : یک نفس غافل
سبب از طلب : چونکہ بالطف جنین ہم سایہ ایم : لطف تو خود
ما چون سایہ ایم : چہ بود ای جان بی سرمایگان : گر نگہداری
حق ہم سایگان : رہبرم شوزانکہ گمراہ آدم : دولتہ دہ گرجہ
یک گاہ آدم : ہر کہ در کویت بدولت یارشد : در تو گم گشت
وز سوی بزارشد : مہلای خویش و حیران توام : گر بدم ورنیک
ہم زبان توام : نیستہ نا امید ہستم بقرار : بو کہ در گیر دے

از صد ہزار : اور اہل تحقیق نے یہ بھی لکھا ہے کہ پرورش
 ساتھ دونوں صفات جلال و جمال کے سالک کو اس وقت حاصل
 ہووے کہ ساتھ حقیقت ذاتی محبت پہنچے اور ایک علامات وصول
 سی ساتھ حقیقت محبت ذاتی کے وہ ہووے کہ ہاتھ صفات
 متقابلہ مثل اعزاز و اذلال اور نفع و ضرر آگے سالک کے یکساں
 ہووین اور نام اس مقام کا مؤلفۃ القلوب ہی اور مؤلفۃ القلوب
 دو طرح پرہین مؤلفۃ القلوب شریعت کہ بنا بر شریعت و شمول
 کے بتعظیم مسکین اور امیہ عطا یا اور بختہ مامون ہونے اپنی اور
 خویش اتباع اپنی کے اسیری و قتل سے ایمان لاوین تا اگر
 اونکو کچھ عطا یا سی دیتی رہین اخلاص و محبت میں کوشش
 کوین اور اگر نہ دیوین اخلاص اور محبت اونکا قصور و غفور
 ظہور کرے اور مؤلفۃ القلوب طریقت وہ کہ اگر شیخ سی
 خارق اور کرامت دیکھی ارادت لاوے اور بعد ارادت اگر

انوار و تجلیات مشاہدہ کرتے ہیں اور خوارق کشف شیخ
 کا دیکھتی رہیں اخلاص اعتقاد میں راسخ و محکم ہووین^{اور}
 اگر پامورہ کورہ فتور و قصور پاوین اعتقاد و اخلاص
 اوکلی میں ہی قصور و فتور طہر ہووے اور مرید بزمہ مولفہ
 القلوب اوسوقت داخل ہووے اور اعتقاد و اخلاص اوکا
 اوسوقت حقیقی ہووے کہ محبت فقط بذات شیخ رکھتا ہو اور
 کشف و کرامت اور انوار و تجلیات کو بجنب محبت و عشق
 پر کے ایک جونہ خریدی بلکہ ان اشیاء کو بفطر محبت اور
 عشق پر فراموش کرے اور مرادات اپنی محبت و عشق پر
 میں فنا کرے فقط مراد اوکی ذات شیخ ہووے پس نہ
 مرید ذات شیخ کا ہووے اور سوا اسکے جو کہ ہووے مرید ہی
 اپنی کا اور یقین اہل بصیرت کو کہ تامل و فکر سے بکلمات
 اس جماعت کے حاصل آوی اقوی اور اعلیٰ ہووے اوس

اوس یقین سے کہ مشاہدہ خوارق عادات حاصل ہونے بلکہ
 فی امر وجدانی یقین حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ رفع احتمال
 نہایت متعسر و دشوار ہی پس قوت اعتقاد اور یقین مرید کی
 ادراک حقایق و معارف شیخ کے ہی اور اسی جگہ سے کہا ہی آیت

موجب ایمان نباشد معجزات	بوی جنیت کند جذب صفات
معجزات از ہر قہر دشمن است	بوی جنیت پی دل بردن است

اور جو کلمات اس طائفہ کے تجلی کلام الہی سے ہو وین صفت
 ہوں کلمات کی کہا ہی بیان میں نہیں آتے آیات

ہر کہ افسانہ بخواند افسانہ است	و انکہ دیدش نقد جان مردانہ است
آب نیل است یقین خون نمود	قوم موسیٰ آنہ خون بود آب بود
دشمن این حرف و این دم در نظر	شد ممثل سزگون اندر سقر
گر تو مرد رازجوی راز جو	جان فشان خون کری و باز جو

پس بقدر تصفیہ دل کے علایق و شواغل و عوائق سی اور اوپر

اندازہ نامل کثیر کے بکلمات اون کے فہم معانی ظاہر ہوتا ہی اور
 جمال فہم حقیقت باہر اس لئے کہ کلمات اسطائفہ کے علم وراثت
 و عیان بین نہ علم درست و بیان ^{انوار} اور مشایخ مقببین
 حقیقت کو مشکوۃ نبوت سی ہر چند انوار بواطن باجماع بیشتر
 راہ او پر طالب کے بواسطے او کے روشن تر کہ نور علی نور ہدی
 امہ لنورہ من نثار ^{اور} اولیاء اس امت کو بہرہ علم لدنی
 کا مشرب خضر علیہ السلام اور روحانیت او کی سے مقرر ہی اگر
 اولیاء امت بواسطے صورت جسمانی کے کئی وقت غافل ہوو
 ایکن استمداد اور اقباس انوار اون اولیاء کا مشکوۃ روحانیت
 بعض انبیاسی منافی بیعت بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
 سلم کے نہیں ہی اس لئے کہ تمام انبیاء گذشتہ مقببین انوار
 حقیقت مشکوۃ نبوت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور
 مستقبض باطن مقدس آنحضرت سی ہیں اور ارواح سبکی تحت

اطاطہ روحانیت حضرت کے داخل ہی اور علم لدنی ایک علم ہی کہ
 اہل قرب کو تعلیم سبجانی اور تفہیم ربانی یواسطہ معلوم و مفہوم ہو
 اور علم مذکور کو حق سبحانہ تعالیٰ علم غیب سے دل و نیکی میں داخل کریں
 اور علم معرفت ذات و صفات حضرت حق جل ذکرہ کے بشہادت
 و وجدان تعلق رکھتی ساتھ دلالت عقل و نقل کے اور وہ اس وقت
 حاصل ہووے کہ نور حقیقت ظہور کرے اور ملازم ^{و مبارک} زبداں ہو جائے
 بنی حجاب صفات بشریہ کے اور لوح دل نقوش علوم و حقائق
 و عقلی اور سمعی جسی سے بالکل صاف ہوئی ہو اور بندہ وجود
 بشری سے نکل کر اور لون اپنی سے بلون حضرت حق سبحانہ پہنچی
 ہوا حد کثرت جمعیت بصورت تفرقہ پہنچی حصول ملک جمعیہ کے
 نسبت آکا ہی ہی و گرنہ بیشتر اوس سے نسبت تفرقہ غالب آتی ہو
 اور گمان ایک جامع کا یہ ہی کہ جمعیت جمع اسباب حاصل
 اور تفرقہ بعدم اسباب لیکن جو کہ جمع اسباب و راستہ اور

دست افشان بین جمعیت ابد فائزین فافہم اور مبتدی کو
 لازم ہی کہ فقط فرائض و واجبات و سنن پر اقتصار کرے
 اور باقی اوقات بذکر سیر لچاؤ اور متوسط کو بعد از ادائی فرائض
 و واجبات و سنن مداومت او پر تلاوت قرآن مجید کے اولی اور
 انسب ہی وہی ثمرہ کہ اہل ہدایت کو ذکر میں رنج دکھاوے
 اہل تلاوت کو تلاوت میں حاصل ہووے اور معلوم کرنا چاہیے
 کہ اس تمام عبادات اور مقصود اصلی ذکر حق سبحانہ سی
 وہ ہی کہ علایق و عوایق اس عالم کے منقطع ہووین اور انس
 و محبت حق تعالیٰ او پر غالب ہووے اور غلبہ انس و محبت کا بجز
 دوام ذکر حق تعالیٰ میسر ہووے اور اصل مسلمانہ کل لہ لا الہ الا
 ہی او وہ عین ذکر ہی اور تمام عبادات سوید ذکر و رُوح اور
 نماز تائید کرنا ہی ذکر حق جل اسمہ کا دل پر اور پیر سبیل بیت و بیعت
 کے اور مقصود ذرہ شکی شہوات ہی تامل مزاحمت شہوات

خلاص پاک صاف اور قرار گاہ ذکر ہوو اور مراد چستی کر
 خداوند خانہ اور شوق او کی تھار کا اور ترک محبت دنیا اور
 ترک شہوات و معاصی اور حقیقت ذکر کی وہ ہوو کہ رب کے
 بودگی اور محبت حضرت الہیہیت پیوستگی اور علامت
 حقیقت ذکر کی یہی کہ بوقت امر و نہی فرمان خداوند جل ذکرہ
 فراموشی نہ کری اور امثال فرمان بجا لاو و گرتہ وہ ذکر ذکر
 بہین بلکہ حدیث نفس ہی پس لازم کہ اساس موافقت ذکر
 توبہ نصوح پر ہوو تمام معاصی ظاہری سی بہ نسبت خلق اور
 جمیع معاصی باطنی سے بہ نسبت خالق اور فائدہ کلی ذکر سی
 او سوقت حاصل ہوو کہ شیخ کامل صاحب تصرف سی
 نصیحت و تعلیم یافتہ ہوا اور ختم ذکر حقیقی کا زمین استعداد دل
 طالب بین بہ تعلیم شیخ صاحب ولایت کے پڑا ہو تا ثمرہ ولایت
 با کمال حاصل آوے اور نورانیت کلمہ بقدر نورانیت دل کی

اور نورانیت دل یا دازہ زوال ہوا ہو کس او دل شیخ
 کامل پر و شریعت مطیع ہوا نہیں اسلئے اس کے دلمین نورانیت
 حاصل ہی اور کلام بعض اغزہ سی یہی معلوم ہوتا ہی
 کہ خلعت نہایت مرتبہ ہی مراتب مجبی سے پس خلیل وہ کہ
 بہ نہایت مجبی پہنچا ہوا اور حبیب وہ کہ نہایت مجبویے
 فائز ہو پس حبیب کو عبور او پر مقام خلعت کے لازم ہی کہ
 محب مجبویے کچھ دریغ نہیں رکھتا اور خلیل کو عبور پر
 مقام مجبوی کے لازم نہیں پس ہر حبیب خلیل ہی بدو
 عکس اور حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ رسالہ انوار
 میں لکھتے ہیں کہ مشایخ کو باہم خلاف ہی کہ مقصود اس
 عالم نثار میں تحصیل مشاہدہ ہی یا عمل ایک گروہ
 اول اختیار کیا ہی اور ایک قوم نے ثانی وصل
 صوفیہ متاخرین نے فوائد چند ذکر گئی ہیں از انجملہ ایک

یہ کہ لوگ پیش از تصنیف ہونی کتب کو رکے علم الیقین اور
 حق الیقین ساتھ کسب ریاضت کے حاصل کرتی تھے اسلئے
 حصول کمال بعد سالہا میسر ہوتا تھا بعد از تصنیف ہونے
 کتب عرفان کے یاسانی و شتابی حاصل ہوتا ہی دوسرے
 یہ کہ علم الیقین بعض طالبین کو کہ قوی الاستعداد ہویں
 ساتھ تفکر و فراولت کے علوم میں اور غور و تعمق حقائق و
 معارف میں علم الیقین بعین الیقین و حق الیقین میل
 ہوتا ہی اور بی مباشرت اکساب و اشغال حاصل
وصل جو بعضی اہل ظواہر طریق مراقبہ میں کہ فقرا
 کو اولیاء اسہ سی پہنچا اور انکو اصحاب حضرت سید
 پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سی شک و شبہ واقع ہی اور کہتی
 ہیں کہ یہ عمل عمل لسان و ارکان ہی نماز و روزہ وغیرہ
 اور عمل قلبی بخیر و سوسے اور خطرات نہیں ثمرہ ثواب اوپر

مترتب نہیں پس رفع شبه و شک اور کا ضرور پڑا۔
 معلوم کیا جا ہیگی کہ رکن ایمان کے دو ہیں اقوال لسانی
 اور تصدیق جنانی رکن دایمی اور اصلی تصدیق ہی اور
 اقرار رکن وقتی اور فرعی اور اقرار تمام عمر میں ایک مرتبہ
 کافی ہی بلکہ بہ بعض محل اگر خوف ہلاکت ہو تو عدم
 اظہار و اقرار با وجود تصدیق سنا فی ایمان کے نہیں اور
 ان دو رکن کے متعلقات و توابع اکثر ہیں جو کہ ذکر قلبی
 سی یادداشت و حضور اور دوام آگاہی و خزن و فکر
 اور خشوع و خضوع کے ہی خاصہ ہی قلب کا اور توابع و متعلقات
 تصدیق سے اور جو کہ ذکر لسانی سے مثل تہلیل اور تلاوت
 قرآن و احادیث وغیرہ کہ قرارت علوم دینیہ ہی سب
 متعلقات اور توابع ہیں اقرار کے جیسکہ مؤمن کو رکن
 اصلی سی کہ تصدیق ہی گاہی چارہ نہیں بلکہ اگر ایک آن

خانہ دل تصدیق سے خالی رہی بسبب خلودل کے کفر ظہور کرے
 اس طرح متعلقات و توابع تصدیق ہی کیسوقت چارہین
 اسی سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الحزن اور
 فکر اور خضوع اور حضور رہی ہیں اور اسی جگہ ہی قول ہے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مجھی ساتھ خدا کے ایکوقت
 ہی کہ او سوقت فرشتہ مقرب اور نبی مرسل کو میری ساتھ
 گنجائش نہیں اور یہ بھی فرمایا ہی کہ اکنبہ میری سوتی ہی
 اور دل میرا نہیں سوتا پس اعتبار عمل قلبی کو ہی نہ قابلی کو
 جو یہ معاملہ ساتھ درس علما ظاہری کے کہ وارث شریعت
 غلامین اور ساتھ مکرارسانی و قالی کے موصوف با تہ
 آنادشوار ہی دامن علماء باطن کا کہ بحضور دائمی و حقیقی
 مستصف ہیں پکڑنا چاہی جیسا کہ طریقہ ہی اولیا کا عمل
 او پر قول اہل طواہر کے نارسیدہ عاسی خبر دیتا ہی کہ ذکر

زبان تعلقہ اور ذکر قلب و سوسہ اور ذکر روح راحت ہی
 اور یہ اذکار بتماہا کار آمدنی نہیں ہیں بجز ذکر روح کے فرد
 ہمہ ذکر لسان ہذیان ذکر قلب و سوسہ ہی ہے کہ ذکر روح راحت
 مارا ہو یا اینچا ہے جو ذکر ساتھ دل و جان کے پیچھے اور دل سے ساتھ
 تین سوساٹھ اعضا کے اور وقت سب اعضا ذکر ہو وین
 اور کار ایک وزہ اسن اگر کار برابر کار یکا اور ویکے
 ہو اور بجائی طاغت یکہ ال محسوب اور جب تک مراد اس
 مقام کو پہنچے کہ ایک مرتبہ کہنا اور سکا محسوب مشقت ہزار
 مرتبہ ہو اور سکو مرید کربار و انہیں آوریان اس سخن کا
 یہی کہ مسام ہر آدمی کے ساتھ ہزار ہین و قیکہ دل ذکر
 ہوا اور دل سے وہ ذکر تمام اعضا پہنچا تمام یکبارگی ذکر جن
 آوین پس ایسا ذکر ہر بار کہ لفظ اسہ کہی ہر مسام ایک
 اسہ پیدا ہو اور ساتھ ایسی شخص کا جس پر پیچھے حق تعالیٰ اپنی

انظر رحمت او سپر وادی غزل بنا بر حصول مر مطلب

ز یاد تو د گرم غمت موبو یا غوث	نہ کر خیر تو داریم آرزو یا غوث
نہ خاک کو تو بار است آبرو یا غوث	منم مرید و غلام کیستہ در تو
قوی کہ یاد تو گویند چار سو یا غوث	قوی کہ نام تو باشد محمد ثانی
جہانیان ہمہ گویند کو بگو یا غوث	فضیلتی کہ ترا هست تا کی گویم
کہ غیر تو گرم نیست جستجو یا غوث	مراسم فخر کہ دارم دیہ سبیلہ پیچو
تو آن گلی کہ ہدیہ است رنگ و بو یا غوث	زباغ قرب ہمہ اولیا کل اندو
خیال غیر ز جان تو تم بشو یا غوث	طبع ز فیض تو عشقی ہمین ہر دم

اور اس غزل کو بحصول مقصد کہ قاری رکعتا ہو قبولیت اور تاثیر تمام ہی چنانچہ متوسلان خاندان برکات تہ غوثیہ بعد ادائی دو گانہ پس نماز مغرب رو بجانب عراق کر کے یہ غزل پڑھتی ہیں اور بمقصد مطلب پہنچتی ہیں چنانچہ تاحال وہ مکان وسط محراب مسجد مسجدہ گافر زنون اور مریدون با اعتقاد کا ہی البتہ

بر زمین کی نشان کف پائی تو بود : ساہا سجدہ صاحب نظران خواہد
 فایزہ ضمایر اہل بصائر پر تحقیق و پوشیدہ زہی کہ تفکر بہترین
 عبادات اور اشرف طاعات ہی جیسا کہ کلام خیر الانام علیہ ^{فضل}
 الصلوۃ من امہ العلام او سپردال اور او کی افضلیت پر مطلق
 ہی لایفکر ساعۃ خیر من عبادۃ المنفقین او من عبادۃ
 سنیہ او پر اختلاف زیادت کے معنی فکر و مامل بصنایع و بدائع
 الہی بہتر ہی عبادات جن و انس با عبادت ایک سال سی ^{طالب}
 کو لازم ہی کہ تفکر پر الزام کرے اور دائم الاوقات متفکر رہے
 علی الخصوص وہ تفکر کہ قید مقیدات سی معرا کر کے بمرتبہ اطلاق
 پہنچاوی اور کثرت موہمی اور غیرت اعتبار سی نجات دیکر
 بصحرائی توحید مطلق اور وحدت صرف کہ اعظم مقامات
 اور غایت الغایات ہی واصل کرے اسلئے چند طرق تفکر و جود
 یہاں لائی جاتی ہیں کہ اگر طاک صا . دق موافق او نکلے درخش

کرے اور خود ایک دم معطل و غافل نہ رہے امید و اہمیت
 سی یہ ہی کہ چند روز میں حجب تعینات اور غشیہ تعینات
 اور کمزرت وہی اور غیرت اعتباری نظر بصیرت اور کسی
 مرتفع ہووے اور چشم باطن مکمل الجواہر توحید مطلق مکمل ہووے
 کہ اسے کچھ ہر چیز پر قادر اور باجائز نہ اور ہی **نقص**
 جان کہ انسان میں ایک خاصیت ہی کہ حیثیت کسی چیز کی طرف
 توجہ تمام اور میل نام متوجہ ہووے متلون بلون اور کسی
 ہووے اور ساتھ صورت اس کے مصوہ چینی کہ خود وہی شئی
 ہو جاتا ہی اور مقصود حضرت حق عزوجل کا یہ ایش اس
 خاصیت سی انسان میں وہ ہی کہ انسان بجانب او تعالیٰ
 تقدس متوجہ اور مایل ہووے اور نقوش غیر کہ وہی بین
 لوح سینہ ہی محو کرے پس عاقل وہ ہی کہ دائم میل اور کس کا
 طرف حق تعالیٰ کے ہووے اور کلام لا یعنی وہی وہ کو بجانب

اپنی راندیوی اور وقتیکہ باثبات حق اور نفی غیر موافقت و
 مداومت کرنی اور متیقن و راسخ ہو کہ موجود وہی ذات
 حق ہی اور ماسوا او کے کوئی موجود نہیں بلکہ خیال باطل اور
 وہم فاسد ہی اور بظاہر و باطن و ہنئیات واحد ہی اور ایک
 ساعت بدون اس تفکر کے نہ گزری اور سوقت ایک حالت
 عجیب تر عطا کیجاو اور صفائی دل اور قرار و یقین حاصل
 ہوو اور تمام ہجوم و غموم سے راحت پاو اور یہ تھا کہ بعد
 او کے فنا نہیں باقی اور زندہ ابد ہو گا کہ پہچانی او سکی ہو
 نہیں اور نہ مرے گا بعد ازان فکر دوسرا واجب ہی طالب پر
 کہ ہمیشہ ذات اپنی کو باین وصف موصوف و ملاحظہ
 کری کہ میں الطیف لطیف بدون کیفیت و کمیت ہوں
 اور حی دائم قائم و عالم اور مجہد میں اور قالب میں کچھ نسبت
 و تعلق نہیں مگر تعلق لباس بلبوس اور میں بذات قائم

ہون نہ بقال اور بھی انتقال و زوال اور حرکت و سکون
 نہیں اور ہمیشہ برقرار ہوں اور بھی کسی پر اعتماد نہیں اور
 کسی سے امید اور بھی تغیر و تبدل اور ابتدا و انتہا نہیں پس
 میں ماسوی سے مستغنی اور ہر عیب نقصان منزہ اور بھی کسی
 احتکاط و آمیزش نہیں اور میں آسمان و زمین موجود اور
 غیر میری موجود نہیں اور میں ہی مرئی و مبصر اور مقصد و محکم
 و خطاب نہ غیر و سوائے پس جبکہ طالب اس فکر پر مداومت
 مداومت کری اور اوسی بہ حالت حاصل اور کشف ہو
 یا تحقیق اوسوقت واصل مطلوب بلکہ عین مطلوب ہو رہا

آدم نشو کسی گناہ خرد اسے	نی دولت جم طلب نہ جاہ گستب
دست از ہم باز دار و زخم و شیب	بہتر ز تو بیج چیز در عالم نیست

اور ایک طریق تفکر یہی کہ جانی اور تصور کری کہ میں دریا
 علم معرفت ہوں اور معدن عیش و راحت دریائی ذخائر ہوں

کہ ساحل و انتہا نہ کہوں تمام ارواح و اجسام امواج و حباب
 میری بہن مجھ سے پیدا ہوتے ہیں اور مجھی میں فنا جو وقت میں
 موج مارتا ہوں عالم ظاہر ہوتا ہی بعد ازاں فانی اور مجھی
 وجود و عدم عالم سے تغیر و تبدیل نہیں اور نہ کمی بیشی نہ میں
 وجود عالم سی زیادہ ہوتا ہوں اور نہ عدم اس کے سے کم جیسا
 تھا ویسا ہی ہوں اور وقتی کہ طالب کو یہ معرفت حاصل ہو
 اور بصیرت اس کی سے وجود اس کا اور تمام آسمان و زمین
 اور آفتاب و ماہتاب اور جو کہ بین السماء والارض ہے
 مرتفع ہوا پس عالم فانی اور آسمان زمین شکافتہ اور نجوم
 و کواکب منکدر ہو اور نہ باقی رہا مگر واحد قہار اور یہی ہے
 قیامت ازاں بعد وجود کثیف و فانی بلطیف و باقی
 تبدیل ہو کہ پہر اوس کی کہی فنا نہیں اور صاحب عیش
 کامل اور لذت دایم اور نعیم قائم کہ ابد الابد اس کے

انقطاع ہووے ہوگا بعث و دخول بہشت ہی ہی تفکر
 جو کہ نظر کریگا طرف نفس اپنی کے بنظر بصیرت و عبرت بظاہر
 باطن ایک ذات محیط بعالم باویگا مثلاً اگر کوئی بکوزہ خالی
 بنظر بصیرت دیکھی بظاہر و باطن کوزہ ہوا محیط پاوے اور
 سوئی کوزہ شی دور سے نہ دیکھی پس صاحب بصیرت ہونا چاہیے
 اور اوپر ظنون و اوہام خلق کے اکتفا نہ پائی تا مقصود کے
 محروم نہ ہو اور شی حق حاصل ہووے تفکر کر جو کہ نزدیک
 اس کے دوست و دشمن اور نیک و بد اور خندہ و گریہ اور عطا
 و غیر عطا اور مدح و ذم یکساں اور برابر ہووین وہ تمام محسوس
 و غموم سی فانی ہو اور فیود تعلقات سی آزاد اور بفرج
 دایمی اور حیات ابدی پہنچا اور رقیقت سی علیحدہ کہ مرفوق
 بنزدیک عارفین وہ ہی جو کہ مفید ہی تربیت و نظارت
 قالب اور عشق وہ کہ رویت و پرورش قالب کے بعد اور

بہرِ فتنہ نفس و فانی نفس مشغول بسطالب عشق ہو نہ رفیق کہ
 خلاص نجات کثرت و امانت سی آبجیات ہی اور عدم
 رہائی نہ ہر قاتل پس چنے گمان دہی کیا اور بوجہ اپنی اور
 وجود حق کے مقرر ہوا بتحقیق نہ ہر کہا یا اور حرام موت ہوا اور
 مہر کہ وحدت مستشف ہوئی اوسنی حق کو دیکھا اور غیر حق
 نہ دیکھا یہاں تک کہ نفس ہی فانی ہوا اور بنو شیدگی آبجیات
 زندہ ابد ہوا کہ ہرگز نہ مر گیا ہی ہی مراد آبجیات سی نزدیک
 عارفین **تفکر** اور حبس کی تعلقات و آرزو اور لذت
 کو خاک کیا ہرگز و اصل بحق ہوا اور حبس خاک کیا و اصل
 ہوا اور خاک کرنا اونکا حاصل ہونا ہی بد و ام فکر کہ دائم
 اوسمین متفکر ہو کہ مین کون ہوں اور عالم کیا ہی پس جب کہ
 اس فکر مین مداومت کرے حق جل ذکرہ بنفسہ اوسپر متغلی
 ہو کہ اور چشم اوسکی ظاہر جیسی روغن شیریں بنا ہر ہو

تفکر جسے جانا اور پہنچانا کہ تمام اشیا حق سے ہیں اور غیر
 حق موجود نہیں اور اس فکر پر دوست کی پس نزدیک اسکے
 جو کہ نزدیک لوگوں کے قبیح و زبون ہی حسین و عجیب بلکہ انجیات
 ہوتی ہیں اس لئے کہ نزدیک اسکی ہمہ دوست ہی اور نزدیک
 لوگوں کے غیر اسکے اور قالب عنصری اور بکا صفت روح پوری
 اس وقت سر قول آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجسادنا ارواحنا
 ظاہر ہوئے اور حیکو بیہ عرفان حاصل نہیں اس کے حق میں تمام
 اشیا ہر قابل ہیں **تفکر** کر جان ای بہائی جاہل گمان
 خیال کرتا ہی کہ جو وقت یہ وجود عنصری زایل و متلاشی ہووے
 روح طیران و پرواز کرے اور نہیں جانتا کہ روح کسی مکان سے
 نہیں آئی تا پرواز کر کے پروان جاوے پس روح دایما باقی ہی
 ایک آن فانی نہیں ہوتی اور یہ قول عوام محض وہم و خیال ہے
 مثلاً اگر کوئی طرف پر از ہوا سنگتہ ہوتا ہی کہتی ہیں ہوا

نکل گئی پس روح بسبب کمال لطافت اپنی کے محقق ہی اور ساتھ
 دوام بقا اپنی کے باقی اور عین فرحت و فرح بخش ہی اور دائم
 اوپر ایک قرار کے ہی بلا زوال اور نثرہ و پاک ہی ماضی حال
 اور استقبال سے اور کون و غیر کون سے روحوں کو ایسا فہم و تصور کرنا
 چاہی اور ہمیشہ سرور و مستی رہنا لقمہ معلوم کرنا چاہی
 کہ عالم خیال محض اور وہم باطل ہی اگر چاہی طالب کہ اس عالم کو دیر
 سی ٹوہا و قلب اپنا من و تو اور این و آن سے نگاہ رکھی کہ من تو
 اور این و آن نار عظیم ہی پر ہیز و دوری او سے واجب پس شفقت
 و مستون بعالم وہ ہی کہ عالم کو بنظر اعتبار و غیرت دیکھتا ہے
 اور فانی عالم سے وہ کہ بنظر فنا و زوال او سمین نظر کرتا ہی اور
 جانتا ہی کہ عالم طلسم محض ہی اور نہیں دیکھتا مگر ذات حق
 کہ او سمین ساری ہی پس وہ شخص دائم بفرح و بسط قائم ہی ہر ذرہ
 لذت اور بر شہ سے ذوق حاصل کرتا ہی مثل بیا کہ دیکھنے رنگ

سرخ و سبز سی فحش پذیر ہوتا ہی اور نابینا اوس ہی محروم —

تفکر نسبت مفیدات کے ساتھ ذات حق تعالیٰ کے مانند نسبت

امواج کے ہی بدریا عارف درمیان موج اور دریا کے فرق نہیں

گرتا کہ حقیقت دو نو کی ایک ہی اگرچہ باسم باہم ممتاز ہیں اور

جابل دو نو کو ایک نہیں جانتا غیر و سوی کہتا ہی پس یہ اصطلاح

اہل طریقت بشرک ہی پس ہمیشہ متاقل و متفکر ہو کہ عالم اور حق

سبجائز میں معایرت اسمی ہی نہ معایرت ذاتی و عینی اور

بجانب تعین و تشخیص عالم کے مذکورہ اس لئے کہ عالم باعتبار

تشخص و تعین ممکن ہے اور باعتبار ماہیت و حقیقت جواہر

تفکر کہ جو کوئی بجد عرفان پہنچا اوسی عالم اور تعلقات

عالم ضرر نہیں کرتی اگرچہ عالم میں ہو کہ اور عالم بنظر عارف

مثل اشیا یا کینہ ہوتا ہی اور موت و حیات اوس کے نزدیک

مساوی اور کوئی شئی اوس ہی متغیر و متبدل نہیں کرتی پس فائدہ

ابد ہی طہیت ہرگز نیرد آنگذ دلشن زندہ شد عشق پختہ است
 بہریدہ عالم دوام ما پختہ تمام حمد و شکر اور ثناء و مدح حق سے
 ساتھ حق کے جانتا ہی پس حمد و حمد و محمود ہی ہے اور ثنا کر
 و شکر و شکر و ہی اور مدح و مدح و مدح و ہی پس کمال اور
 ساری کمال اور منزہ کمال سے نفک کر جان کہ تمام عالم باہین
 کثرت ظاہری لباس ہی حق کا نور وہ باطن میں اوپر و
 حقیقی اور لطافت اصلی اپنی کے ہی الآن کماکان جیسا
 تھا ویسا ہی ہے متغیر نہیں بسبب تغیر کو ان کے البتہ فرو

د مہدم گر کند لباس بدل پختہ شخص صاحب لباس چخل

پس طالب کو لازم ہی کہ باطن سے علیحدہ و منفرد ہووے
 اور بظاہر سبکے ساتھ اور ہر لباس میں حق کو پہنچا فکرم
 جان کہ قالب تیرا گوشت و پیہہ اور استخوان و پوست ہے
 اور تو نور لطیف مقدس عین علم و معرفت اور عین جلال

و جمال ہی پس در میان تیری اور قالب تیرے کیا نسبت اور
 کون مناسبیت ہی نفس اپنی کو پہچان اور شناخت او کی
 میں کوشش کر اور او کی فتا میں مشغول ہو اور بقالب
 مشغول و متوجہ نہ ہو بلکہ ساتھ ذات اپنی کے اشتغال کر کہ
 معدن تمام خیر ہی اور توکل شئی اور ہر شئی تیری میں ہی پس
 دامن نظر اپنی باطن میں کرتا جو کہ تیری باطن میں ہی ظاہر
 ہو و تفکر مدبرک تمام اشیا از روی ظاہر و باطن
 حق تعالیٰ ہی پس اگر سالک ظہور اس حالت کا اور استغفار اپنا
 در میان چاہی پس جو میں کہتا ہوں او پر عمل کرے جب
 کسی چیز کو دیکھے ملاحظہ کرے کہ مبصر و مبصر یعنی دیکھا گیا
 اور دیکھنی والا حق تعالیٰ ہی نہ میں اور جب کوئی چیز سنے پہنچے
 کہ سامع و مسموع وہی ہے نہ میں اور جب کوئی چیز معلوم کری چاہے
 کہ عالم و معلوم وہی ہی نہ میں اور علیٰ ہذا التفکیس باقی تمام

حواس ظاہری اور باطنی میں اور دائم اسی خیال پر قائم رہی اور
 کسی چیز کو بخود نسبت نہ کری بلکہ اپنی تین لاشیٰ ملاحظہ کرے تا
 حجاب دوی درمیان سے مرفوع ہووے اور حق جل جلالہ باقی رہے
 اسلئے کہ حجاب اپنا تو ہی ہے پس حجاب دور کر مصدح تو خود
 حجاب خودی حافظ از میان برخیز تفکر جان کہ بظاہر واسطے علم
 کے تین چیزیں لازم ہیں عالم و معلوم اور علم کہ ایک نسبت ہی
 درمیان عالم و معلوم کے اور اگر بصیرت تامل نظر نہ کری علم کو
 عالم سی جدا پناوی اور معلوم منوط ہی بعلم پس باقی نرنا کر
 عالم اور وہ خود مستحکم ہی پس ہمیشہ بملاحظہ اس معنی کے رہے
 اور ایک دم اس ملاحظہ سی غافل بنووی تا مکشوف و ظاہر ہووے
 کہ کوئی چیز وری میرے موجود نہیں تفکر کری یہاں طالب
 کونہ اوار ہی کہ ہمیشہ متفکر ہووی کہ میں عین ہوں عالم کا
 و عالم عین میرا اور غیر میرا ہوا ہی ہنوگا اور نہ ہی پس میں ہی

ہزاران ہزار صورت و اشکال ظاہر ہوا ہوں باوجودیکہ میں واحد
 ہوں بھی تعدد و کثر نہیں اور نہ اتصال و انفصال اگر
 تو خواہاں ہی کہ یہ حالت حال تیرا ہو پس دایم اس فکر میں
 ہو تفکر ای برادر ذات اپنی کو قالب سی میرا اور علیحدہ
 تصور کر اس لئے کہ ذات لیب علاقہ جسمی مسمی روح ہوتی ہی
 اور جو یہ نسبت ذ علاقہ مرتفع ہو و اسوقت انکشاف پاوے
 کہ مسمی روح وہی حق ہی اور روح و صاحب روح واحد و قریب
 و بعد فقط باعتبار فہم و دریافت کے ہی پس جو ذات اپنی غیر
 حق ملاحظہ کری حق سے بعید ہی اور جو غیر و غیرت در میان سے
 مرتفع و برداشتہ کری قریب پس حق نہ قریب ہی نہ بعید بلکہ عین
 ہی طالب کا پس اگر نفس اپنی کو محدود اور متعین تصور کرے
 ممکن الوجود ہی اور اگر حقیقت اپنی ملاحظہ کری واجب الوجود
 انسان لیب تعین عبد ہوا ہی اگر یہ تعین نظر سے مرتفع و دور ہو

وہی ہی جیسا تھا **تفکر** معرفت حجاب ہی درمیان عرف
 و معروف کے جو یہ حجاب درمیان سی او ٹیہ مقصود جلوہ گر ہو
 بلا حجاب اور مطلوب ظاہر ہو بلا نقاب اور کمال ہی ہی جسکو
 یہ حالت حاصل ہی وہ انسان کامل ہی اور لقار عالم اویسی
 برکت سی اور تمام عالم محکوم اوسکا **تفکر** کر جانا چاہی کہ
 خلاصہ عالم انسان ہی اور خلاصہ عقلایہ عالمین حق اور
 خلاصہ طالبین عارفین ہیں پس اگر کوئی ہزار حج اور صد ہزار
 صدقات اور صد صدوم اور شبانہ روز صلوٰۃ بجالاؤ اور جمع
 کتب الہی پڑھی اور تمام علوم تحصیل کری اور معرفت حاصل کرے
 یا تحقیق عمر اپنی ضایع کی بلکہ خود نیز ہر قاتل ہلاک ہو اندہ زندگی
 میں حظ نہ موت میں راحت پس طالب معرفت الہی کوشش کری
 اور ذات اپنی کو اوسکی تحصیل میں صرف و متوجہ کری پس
 کہ مقصود اصلی پیدائش و ظهور و بروز ہی معرفت ہی و مآ

خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ وَلَا أُنْثِيَ إِلَّا لِيَعْبُدُنِي ۚ أَلَمْ يَعْرِفُوا
 اور اگر معرفت حاصل نہیں کی پس اتنے دواب و انعام کے ہی
 بلکہ انسانی بشر اولیٰٰک کا اَلْإِنْعَامِ بَلْ هُمْ أَصْلُ
 انسان میں تین چیزیں ہیں جسم کہ وہ صورت اسکی ہی اور روح
 کہ وہ معنی اسکی ہیں اور سر کہ وہ روح الروح ہی اور حُشْو
 مقتضائی صورت کہ بشریت و شہوت ہی علیہ کے روح
 اسکی صورت کے موسم و عادات ظاہری اکتساب کرتی ہے
 اور مقید بصورت ہوتی ہی اور اطلاق کے خارج اور اون
 روحیت سی جھنڈی صورت اگر بہ سخن طبیعت و عادت مسجون
 کہ کہتا ہی اور مراد سچین کے بقول حق سبحانہ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ
 سِجِّینَ یہی ہی اور اگر مقتضای روح ذکر دوام اور فکر صحیح
 اور قلت طعام و منام و کلام ہی غالب ہو و صورت انسان
 کہ جسم ہی لطافت روح حاصل کرتی ہی برآب شنائہ ہو

پرواز کرتا ہی اور درود یو ار اوسی حاجب مانع نہیں اور بعد
 و مسافت بلاد اور قیود اجسام سی خروج کر کے بعالم ارواح ^{مطلقہ}
 جاتا ہی اور مراد ان اَلْاَبْرَارَ لَفِي تَعْلِيمٍ سی ہی ہی بعد از ان
 اگر اس جگہ سی ترقی کرے بعد یکہ غالب آوین او سپر صفات
 سیر کہ دوام شہود حق جل ذکرہ با ترک مقتضای بشریت نہو
 نفسانیہ اور لذات جسمانیہ اور مقتضای جاہ و ترفع و غیرہ کا
 روح قدسی ہووے اور حقیقت بشریہ سی روح بجانب اوج قدس
 و تنزیہ ترقی و عروج کرے حتیٰ سجانہ گوش و چشم اور دست
 و زبان او کی ہووے پس اگر اکہ دایرہ کو ساتھ ساتھ اپنی
 سر کرے شفا پاوے اور جو زبان سی کہی وہ ہووے اور مودید و ج
 القدس ہوتا ہی پس جہد و سعی تمام کرے تا اس منزلت شریف
 اور مرتبہ کامل کو کہ مشارالیه بالوہیت ہی پہنچے اور معنی اذنا
 الفقر فہو اللہ کے ہی ہیں **تفکر** اور ایک تفکر بعالم اسوئی

نفانی ہی اور تجلی او کی تیرہ رنگ ہی اور ایک تفکر بعالم
 ملکوت قلبی ہی اور تجلی او کی ہر مرتبہ میں رنگ علیحدہ پیدا
 کرتی ہی جو سید الفکر کہ اسم اسہ ہی ہر مرتبہ دل پہنچے تجلی برنگ
 آتش ظاہر ہو کر اور جو ہر مرتبہ روح پہنچے تجلی برنگ زہد و ظہور
 دیوی اور جو ہر مرتبہ سر پہنچے تجلی برنگ سفید ظہور کرے اور جو
 ہر مرتبہ خفی پہنچے وہی تجلی مثل آئینہ مصقل ظاہر ہو کر اور جو
 اس مقام میں فانی ہوا ہر مرتبہ حضرت لیس کمانڈ کے باقی ہوا
 پس اس جگہ اصل معرفت حاصل ہو کر اور ہر مرتبہ حضورؐ
 واصل ہوتا ہے اور ایک فکر بعالم حیرت ہی جو اس مقام
 میں پہنچے اور تبصور اسم اسہ مستغرق ہو کر تجلی خلق اسہ آدم
 علی صورتہ ظہور کرے پس زبان کو لوح محفوظ جانے کہ ظہور وحی
 علم الاولین و الآخین اور مقام تجلی حیریل علیہ السلام
 اور مینی کو محل نفع روح اور مقام تجلی حضرت اسرافیل علیہ السلام

جانے اور چشم کو محل عرفان و مقام تجلی حضرت میکائیل علیہ السلام
 اور گوش کو محل سماع وحی اور بائف اور مقام تجلی حضرت
 عزرائیل علیہ السلام اور حاجبین کو محل قاپ قوسین اودانی
 اور مقام محمود و معراج حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جانے
 پس ای طالب صادق اور ای سالک و اتق بھی حق تعالیٰ جمیع
 اوقات توفیق عبادت عنایت کرے اور بہر دم و ہر دم مدد
 اعانت کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کلام مجید و فرقان حمید اپنی میں
 ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۚ یعنی
 نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر واسطے عرفان و شناخت
 اپنی کی اور بحديث ^{قدسی} بھی وارد ہے خلقت الاشياء كلها
 لاجلک و خلقتک لاجلی یعنی پیدا کیا میں نے سب چیز کو تیری
 واسطے اور تجھی پیدا کیا میں نے اپنی لیے پس بندہ گناہی کہ بہم
 اہمال و ازیان عبادت و خدمت مولیٰ اختیار کرے اور اویسکا

ہو جاوی اور ماسوی کو ترک کری لیکن ایسا ہونا کام ہر شخص کا
 نہیں بہت مشکل ہی میسر نہیں ہوتا مگر بتوفیق الہی اور جو سالک
 اس مقام میں پہنچے معنی وایت ربی ربی کے اوپر نشوونما و
 ہو یہ اہو دین اور امتیاز رائی و مری درمیان مرتفع ہووے
 اور قول ہی علما کا کہ فکر پانچ وجہ پر ہی فی آیات اللہ پیدا ہوتا
 ہی اوس سے توحید و یقین اور فکر فی نعمت اللہ اور پیدا ہوتی
 ہی اوس سے محبت و شکر اور فکر فی وعدہ اللہ اور نتیجہ اوس کا از
 طاعت اور فکر فی وعید اللہ اور حصول اوس سے عبرت
 معاصی سے اور فکر فی تقصیر النفس اور طاعت کے باوجود
 احسان اللہ تعالیٰ کے پیدا ہوتی ہی اوس سے حیا و مذمت اور
 ذکر کہین ہیں امام رازی نے بتفسیر توجیہ تفضیل تفکر کی ایک بحث
 اور عبادت ساٹھ سال کے دو وجہ ایک وہ کہ جو تفکر کہ حصول
 الی اللہ ہو بہتر ہی موصل الی غیر اللہ ہی اور دوسرا یہ کہ تفکر عملی

قلب کا اور طاعت عمل ہی جو ارجح کا اور مؤید اسی توجیہ کا قول
 ہی حق تعالیٰ کا اَقْبَرُ الصَّلَوةِ لِذِكْرِیٰ نماز کو وسیلہ کر دانا
 ذکر قلب کا اور مقصود اشرف ہی وسیلہ ہی اسی لیے علم اشرف
 ہی اپنی غیر سے اور تفکر ذات باری میں جہل اور اشارہ
 او سکی شرک ہی اور حقیقت معرفت حیرت ہی اور نہیں ممکن
 کسی کو وصول مرتبہ نقصان کے بجانب مرتبہ کمال مگر بسیرۃ
 سیرودہ استدلال ہی آیات سی کہ پائی جاتی ہیں ہر ذرہ میں
 ذرات کو نین سی دلالت ہی اور عظمت و کمال مبدع کے لیکن
 آیات آفاق وہ شناخت ہی موجودات ماسوی اسہ کے
 اور معرفت اونکی تاثیرات کی بحسب صور و کیفیات کے اور
 حصول امر جب و ترکیبات معدنیہ و نباتیہ کی اور شناخت قوی
 و نفوس سماویہ و ارضیہ کی اور مبادی ہر ایک کی اونسے
 اور جو کہ اونہیں مودع اور حاصل ہی مناسبات و مخالفت

اور خواص و مشارکات اور جو کہ متعلق ہی ساتھ اس علم کے
 علوم اعداد و مقادیر اور لواحق اونی و انو کے سے اور آیات
 نفس و ابدان ہن اور معرفت او کی حاصل ہوتی ہی علم
 تشریح اعضاء مفردہ کی عظام و عضلات و اعصاب کے اور
 اعضائی مرکبہ کی مثل اعضاء رئیسہ اور جاذبہ و جوارح کی کشتا
 قوی افعال ہر ایک کے اونی سی مانند صحت و مرض اور شست
 نفوس اور کیفیت ارتباط نفوس بذوات اور افعال ہر
 ایک کے اونی سے اور مقتضای سعادت و شقاوت او و احوال و
 عاجلہ اور جو کہ تعلق رکھتی ساتھ اونی و انو کے اور رئیسہ
 مبادی ہن سیر کے جس سے تعبیر کی جاتی ہے بتفکر اور مفہم
 پس وہ منتہی ہن سیر کے اور وصول طرف نہایت مراتب
 کمال کے **فصل** معلوم کیا جا ہی کہ اعمال دو قسم ہن
 ظاہری و باطنی ظاہری مثل نماز و روزہ اور تلاوت و ذکر

جہر وغیرہ کے مانند محاضرہ و مراقبہ و محاسبہ اور روش
 ترتیب اعمال کی یہ ہے کہ حتی الوسع والا مکان درمیان اعمال
 ظاہری و باطنی کے جمع کری اول صلوٰۃ کو مقدم کرے بعد
 اذان تلاوت پس اذان ذکر بختور دل اور مراقبہ باطن کے کہ
 طریق اور روش ہی اولیاء کبار کی اور اکابر طبقہ صوفیہ
 کرام کے کامل و مکمل گزری ہیں طریق اونچا ہی تھا پس طالب کو
 ضرور ہی کہ حبیط بظاہر معاصی سے پر حذر ہو اور نادم و شرمندہ
 باطن میں خطرات نہ مومنی حیا و شرم رکھی اور جمیع حرکات
 و سکات ظاہرہ اور خطرات و نیات کے حتیٰ جہاں تعالیٰ کو
 رقیب و مطلع دیکھے اور اگر بحسب ضعف استعداد جمع ممکن
 نہ ہو وی فقط عمل ظاہر پر پیر عمل باطن کے مراقبہ و محاضرہ
 محاسبہ ہی اکتفا کرے قول ہی شیخ محی الحق کا مراقبہ کہو
 رب اپنی کافلوات و جلوات میں اور کردار و استر و برکتیں

اپنی کے گویا کہ تم اوسی دیکھتی ہو اور جس قوم کی ممت ایک ہی
 وہ مراقبہ کرتے ہیں حق غر و جل کا اپنی بواطن میں جیسا مراقبہ کرتے
 ہیں ظواہر میں پس اگر چاہیے سالک رستگاری لازم کری سکون
 رو برو اپنی سکون ظاہری حرکات سی اور سکون باطنی خطرات
 سی کہ ظاہر عنوان ہی باطن کا اور جب کو خواہش ہو وصول الی
 اللہ کی لازم کرے سکون اسلیمی کہ ملائیک رقبہ نگاہداشت
 کرتے ہیں ظواہر کی اور حق غر و جل بواطن کی اور اعمال ثلثیت
 ہیں اعمال ظاہری ہزار مرتبہ اور جو چیز باز رکھے اور رکے توجہ الی
 اللہ اور حضور کے پس وہ سم قاتل ہی بحق سالک اگر چہ روزہ
 نماز ہو پس بعد ادائی فرض و سنت کے مراقبہ حق جل ذکرہ اختیار
 کرے اور مطالبہ نفس اپنی کا جو واجب ہی نفس پر حقوق حق
 سبحانہ اور حقوق مخلوقات کے پس جو چاہیے خیریت دنیا و
 آخرت کی نگاہداشت رکھی علم الہی کی خلوت و جلوت میں اور

مراقبہ بجلوت واسطے منافقین کے ہی اور بجلوت واسطے غلامین
 کے مینا و شرم کروادے سی کہ وہ بیندہ قلوب عباد ہی نہیں کوئی
 سوا اوس کے آورد و ام مراقبہ یہی کہ ہمیشہ بدل ناظر حق سبحانہ
 ہوتا و ررقم فنا نیستی و سیان ماسوی اس پر کہنچنا آورد و ام
 مراقبہ بی مخالفت و محاسبہ نفس مسیر نہ ہو آورد و ام محاسبہ
 اس لیے ہی کہ ہر ساعت و ہر لحظہ واقف و آگاہ حال اپنے
 اور اعمال اپنی سے رہی کہ موجب شکر ہی یا باعث عذر اور
 بہر حال عجب و ریاسی دور رہے نظم ریاء و عجب کو آتشین است

برودل جمع دارای دوست
 گرت باید ہر دم تازہ جانے
 چو ہر دم می توانی یافت نوری
 حضوری چون ترا ہمراہ باشد
 اگر شایستگی حاصل کنی تو

نمیدانی کہ گوہِ دوزخ این است
 کہ تا فردا نانی در لبت و سوز
 فرد گداز یاد حق زبانی
 چو از بزم نباشی دھندری
 دلت شایستہ در گاہ باشد

اہم اینجا آنجہاں حاصل کئی تو

چاہی کہ یہ شغل ساتھ ملاحظہ

اور رعایت جس نفس و شرائط دیگر کے کہ پیش ازین بفضل اذکار
خفی تفسیر پایا ہی بحجیح اوقات اور تمام حرکات و سکناات لازم
کری یا عالم مین و یا قریب مین و یا شاہد علی حالی کے اسی درویش
حضور حاصل کر خوشبختانہ تکاسب جگہ حاضر ہی بظاہر و باطن
اور بوقت ہمہ حال ناظر عجیب نقصان و خسارت کہ دیدہ دل
نقاد او سکی سے اوٹھا کر طرف دوسرے دیکھے اور طریق رضا
و خوشنودی او سکا چوڑ کر راہ اور چلی دل سے تڑا اور خدا سے
جوڑ کر جمال و کمال بحجیح ارشیا کہ ظاہر ہی پر تو ہی او سیکے کمال
و جمال کا پس جس جگہ تو کوئی دانا دیکھی اثر ہی دانائی حق کا
اور چہلن کوئی بنیاد دیکھے ثمرہ ہی او سکی بنیادی کا پس لازم
جز سی بکل راہ لیجانا اور عقیدہ سی بمطلق متوجہ ہونا اگرچہ آدمی
بسبب جہانیت نہایت کسافت مین ہی لیکن بحسب رعایت

عایت لطافت میں حب طرف توجہ کرے متلون بلون او سکی ہو
 پس اپنی دوست کو کشش کر اور او سر کام پر اقبال کہ تحقیق
 پر مشغول کرے اور خود ایسی رہائی دیوے اور اس قدر دوست
 او س شغل کی اختیار کر کہ ساتھ جان تیرے آمیزش اور تیری
 تیری اور خودی درمیان سی اوٹھے اور یہی معنی میں عین ذکر
 کے بلکہ حقیقت او سکی ہی **فصل** بیان محبت اور جذبہ
 آداب صوری و معنوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
 نقل ہی ایک انجیلی مدینہ منورہ میں آیا اور کہا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم میں تلو نہایت دوست رکھتا ہوں لیکن ملکا
 سکن میرا جہنم ہی دور ہی اس باب میں کیا حکم ہی رسول مقبول
 نے فرمایا اللہ تعالیٰ میں احب یعنی ہر شخص ہمراہ دوست
 اپنی کے ہی بلکہ محبت و دوستی بعد ذاتی و شخصی مقبر نہیں ای
 درویش سو خٹکان آتش محبت آن سرور زندہ بن ساتھ

حدیث مذکور کے ایسات ہر کہ اینجا آشنائی یافت او

زان تجلی روشنائی یافت او	ہر کہ در سر محبت بندہ شد
تا ابد ہم محرم و ہم بندہ شد	اور اسی جگہ سے ہی تائبند

مع المجدۃ یعنی بعد و دوری نہیں ساتھ محبت کے طیت

صد ہزار آشوب گرید کند اہل	پاک بنو چون دل بلی است با مجنون کے
---------------------------	------------------------------------

جان کہ لفظ ادب عبارت ہی تحسین اقوال و تہذیب افعال کے
اور افعال دو قسم ہیں افعال قلوب اور اوہنیں ثبات کہیں
اور افعال قوالب اور انکو اعمال اور اخلاق و نہایت تعلق
بیاطن رکھیں اور اقوال و افعال بظاہر سپرد مصلحت و در
وہی کہ ظاہر و باطن اور قول و فعل اور غیب و کشف و انطاق
آراستہ ہوگا اور خلق او کا مطابق قول اور غیب او کی
موافق عمل ظاہر و باطن یکساں ہوگا اور اگر فقط بیان حالی
وقالی یا خلقی در در زمان او کی کا ہوگا اور اپنی متصف

ساتھ اس کے ظاہر کرے پس اسی سہو ادب جانکر تدارک اسکا
 کرے اسلئے کہ مناظر و اصل اس کام کا تہذیب اخلاق ہی پس
 حفظ آداب ثمر اور تخم محبت ہی جبکہ رحمت کامل تر محب کو
 اہتمام اوپر رعایت و حفظ آداب یہ نیت محبوب افزون و
 بیشتر اور جسکی دلمین محبت راسخ تر ہمت او کی بمراعات آداب
 مصروف تر اسلئے کہ نزدیک اہل ایمان و ارباب عرفان
 کے ظاہر و ہویدا ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
 محبوب و وسیلہ الی اللہ ہیں پس محبت الہی مصدق و مصداق
 ہی محبت جناب حضرت رسالت پناہ کی پس جو متحقق و
 سہرہن ہوا کہ کمال و انتہا محبت الہی کا اتباع و آداب حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پس سب اہل ایمان اور خصوص اہل
 کشف و عرفان پر اتباع اور رعایت آداب حضرت رست
 تاب واجب و مستحکم کہ آیہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاَتَا

تَبَعُونِي اسی پر دال ہی گواں نور عالم قتلے اے علیہ وسلم نصیب
 جسمیہ نظر ظاہر بینوں سی غائب و پوشیدہ بین لیکن بصفت
 و حقیقت روحانیہ بنظر اہل بصیرت مکشوف و عیان اسوای
 اقامت شریعت محمدیہ تا قیام قیامت قالب ہی روحانیت
 حضرت کا اگرچہ صورت حضرت کی محبت ہر چشم عالم سی مخفی
 محتجب ہی لیکن اہل روحی اور نگاہ راج و نفوس محبوبین
 متبعین علی الدوام متصل و متواتر اور عمدہ آداب بعد
 استحکام روابط محبت اور استکمال شرائط دوام ملاحظہ
 حضور اوس محبوب کا اور مراقبہ تلو بہ ہی اور شرم و حیاء
 محبوبے اور ادب محبوب مقتضی ہی اس امر کا کہ کہی دل اپنی
 میں راہ ندیوی عظمت و رفعت اور علوم مرتبت شان کسی
 بنی کی اینیاسے بحر آنحضرت صلی اے علیہ السلام کے کہ وہ ہوا
 الی اے بی وسیلہ جناب حضرت رسالت پناہ ناممکن بلکہ

منتع ہی جو اصل بمقام و مدد او سکی سے مستغنی ہو و
 ہر چند بمرتبہ کمال پہنچا ہو لیکن مطرود و مردود بارگاہ رب المعبود
 ہی ولی نہیں صاحب استدراج ہی اس لئے کہ تاسیس قاعدہ
 اعتقاد و محبت مقتضی ہی کمال متابعت کو بدوام جد و جہد
 کا ہمال و استخفاف و انحراف سنت سنیہ محمدیہؐ سے فروگذاشت
 نکرے چنانچہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں

محال است سعدی راہ صفا	توان فت جز در پی مصطفیٰ
خلافت پیہ کہیں رہ گزیدہ	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور ہر سنت سنن انہرور سے بمنابہ جد و دل آیکے ہی کہ بجز وجود
 منتع ہو کر بزین قلوب جریان پایا ہی کہ تاب پاری فیضان
 اوسکے جوب ریاحین یقین نہایت و شگفتگی حاصل کی ہے
 پس لازم ہی تمام حالات اعتقادی و قولی و فعلی میں تعظیم
 توقیر آنجناب سالار تاب و تعظیم و توحید اہی مفارن رکھے

اور اطاعت او کی اطاعت حق سمجھے اس واسطے کہ ایمان بخدا
و یگانگی خدا بی مقارنت ایمان برسالت مقبول و درست نہیں
جیسا کہ ادائی فرایض بی سنن و رواتب زواہدین مبارک علیہ
و رویش سالک پر لازم ہی کہ مرتبہ محبت آن برور اور رعایت
قواب و حقوق ظاہر شریعت اور آثار و اخبار و ارادہ اس
باب میں منشی فراموش نہ کرے اور نہ رسوخ عبودیت اور
انہار مسکت سی انحراف و تجاوز **فصل مراقبہ و تہجد**
کہ دائم ملاحظہ احوال اپنی کا کرے اور اقدام او پر معذرت
کے باطن و ظاہر نہ کرے اور کوئی شاغل و عائق او سے
سلوک راہ حق سے باز نہ کرے یعنی ہمیشہ پیشینہ خاطر رکھے
کہ المراقبة علم العبد یا اطلاع الرب علیہ فی کل حال
یعنی مراقبہ جانتا ہی نہ کہ حق تعالیٰ آگاہ ہی ہر حال میں
المراقبة ان تحفظ ظاہرہ و باطنہ کیلا یصلہ عنہ

شئی بیطل بہ حسناتہ الذی عملہ یعنی مراقبہ یہ بھی پاسبان
 کری ظاہر و باطن اپنی کی تانہ صادر ہوا و سر سے کوئی چیز کہ باطل
 ہوں ساتھ او کے نیکیاں جو کین تہین اوسنی قول ہی
 کسی صاحب دل کا کہ مراقبہ نفس سے ایک دم خالی رہنا چاہی کہ اگر
 نفس کو بطور او کے واگہ اشت کریں پس وہ مثل حیوان بکام
 گستہ کے ہی مبادا حرکات نامنتظم او سر سے سرزد ہو وین
 اور مراقبہ تین قسم ہی اول ملاحظہ کرنا کہ حق تعالیٰ سب جگہ
 اور بوقت حاضر و ناظر ہی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی

حاضری حاضری اومی ہش	ناظری ناظری اومی ہش
بو کہ شرمندگیست آید پیش	کہ بہینی گنہ ز خاطر خویش

دوسری مخالفت جمیع قوی ظاہری باطنی اور حسی و عقلی کے
 ہی تاہیں لمی مخلوق ہی اوسمین صرف کری تیسے نگاہ
 دلی غیر سی کہ غیر ہرگز دل میں راہ نہ پاوی اور ادکار کو مزا

بر مقدم کرنا چاهایی قصیده بیان وجود انسانی من

پیدا چگونه گشت جهان و جهانیان	بشنو زابتدای وجود کنم بیان
مدی گرفت نقطه جبروت شد رول	موجود بود نقطه بلا هوت ^{در ازل}
شد داخل احاطه ملکوت بهمان	چون نقطه ز عالم جبروت مد کرد
آمد عیان عالم ناسوت در میان	چون از احاطه ملکوتی گرفت مد
چون باز مد گرفت الف گشت همقران	طاهر چون نقطه کشت ناسوت ^{در نمود}
با کشت مضغه کنایه وجود از آن	چون اندرون حم الف در گرفت ^{عوض}
ناگشت گوشت پوست دگر فموی ^{بهمین}	تاساخت استخوان تن و عظام
شد جسم را با ماه چهارم ز جیم جان	چون وجود مدت را بر بعین ^{کشت}
کشته ز دال در دو جودی بهر عیان	حاجی کرد حی خبر آریش بد ا
را کرد دروخی همیشه بد در آخن	بیش از ذوق لذت از بهر شین ^{نمود}
سین شین نمود سر جودی در و نهان	ز از و ذریب و زینت او داد جلکی
از صا و یافت صورت اصلی سکران	شین اش چو داوشا بد اعقل ^{تاما} کم

ضادش صبا نقش کل اندر وجود کرد	طاطا اری وجود شد از عرش تا مکان
طایخ بطن بود بر آورد در ظهور	عینش عیان نمود شد از جمله عارفان
غیش غبار غیر ز غیرت برفت بیا	فا کرد فائیش که نماید از خودی نشان
قاف قدیم داد بقار از خود خویش	کاف کریم کرد صدایش ز کن فلکان
لام از الف لوی عشقش جوهر کشاد	سیمش چربد سوی احد گشت در نشان
نون روشنی نور نمود از درون برون	واوش نمود وحدت در کثرت نشان
بهمیش بود بستی خویش کرد	کرده رفیق خویش را این جسم را روان
لام و الف اشاره از هست و نیست کرد	در هست و نیست زمین چه آسمان
یا یاد خویش داد درین دهر بنا	کز یاد اصل خویش بچویند طالبان
اظهار کرد نور رموزات سی و شش	بشنو از ابتدای وجودت شده بیان

قصیده دیگر

نقطه از ذات خویش نمود	زوشده بست و هست حرف وجود
الف از الف هر لب یا تا	از رنخندان نموده صورت ثنا

حلقه چهره گشت جیم جمال

کله راست شد نمود از جا

هر دو گوش است ال ذوال^{شاه}

سین و شین هر دو دست عزیز

طا و ظا هر دو بایی را بر گو

شده از فاق و قاف حلقه سر

سر و گردن زسیم شد بهنو د

لا بهویت شده بقلب درون

یاد و ور شد است جمله شکم

جمع حرف پیمچی ای خوش خوش

الف و او و حاشه از ذات

نقطه شد در میان مثال ز فال

کله چپ و راست گشت ز خا

را و ز ا هر دو ابرو ان الحاکم

صاد و ضاد است هر دو ران تمیز

حین و عین است هر دو چشم نگو

سینه از کاف و لام توشهر

ناف میزان زنون تعین فرمود

واو واحد شده ز نقطه زنون

شد الف اندرون یا غم

بت و هشت است هر یکی را

ماند باقی حروف نهائی صفات

معلوم کرنا چایمی که تصویر حروف مقطعات نمونه بدن انسان

مطابق هر دو نظم مسطور اس چکیده واسطه طالب صادق که

لکھا گیا تا باسانی فہم اوسکے میں آوے پس لازم ہی کہ موافق
 ان حروف کے مجید اپنی میں تصور کر کے اور جسم اپنی پر لکھ کر
 تلاوت کرتا رہی یہاں تک کہ اس ملاحظہ میں خودی اپنی سے
 غفلت حاصل ہووے اور معانی حروف جلوہ گر طیت
 گشت نازل جلد قرآن و صحف از سنی حروف : نان بین
 از سنی حروف ہم از جسم حضرت آدم است آیات

ہم تو قرآنی و ناطق مصحفی رو بخوان آیات روشن از رون ذلک لازیب فیہ آید یقین دان فریبش و شیطان را بہل زین سبب گنہ گری اگر گنہ بسمہ حق کلام آغاز کن جملہ عالم ہست آیات بنام	ای برادر تو کتاب تو کتاب طاقی بر منت تحریر شد حرف قرآن کلمات آیات اللہ بآید بین ہاں کتاب اسد داری در غل خویشتن را در خطاب افکنده بال و پر داری پر و پرواز کن تو رسول ہر حق بر خوان کلام
---	---

آن کلام اسد ان گفتار تو
اندازین معنی بفسر مود آن ولی
در صحابه کم بدی حافظ کس
ز آنکه چون مغزش در آگند و ز
قشر حوز و فسق با دام هم
بمغز عالم افزود کم شد پوشش
چون نجلی کرد او صاف قدیم
چون عصا معشوق عیان میشود
ای تو کوری چه دانی آن و آن
تا ده صین تمام کحل صنیا
آن زبان آیات حق روشن شود
بس بخوانی کلام الله المبین

هست بی پیشی ره رفقا ر تو
در فضائی مشنوی معنوی
گرچه شوق جان نشان را بدی
قشر باشد بس رقیق و پاکفید
مغز چون آگند ه شد شد تو کم
ز آنکه عایق را بسوزد و پوشش
بس بسوزد و صفت حادث را کم
کو خود صندوق قرآن میشود
روح خود در رو چشم از زمین بین
چشم نایت نور یابد از صنیا
کلخن و کوره همه گلشن شود
بر حسین آدم از عین البقین

فصل در مراقبات مراقبه سیر الی الله عبارت است

فنای افعال کے یعنی ہر فعل کے صادر ہو وی حکم قل کل من
 عند اللہ حوالہ بخدا کرے اور خود خودی اپنی سے باہر آوے
 اور تمام افعال فاعل حقیقی سے جانکر اپنی تین محض آکر و
 واسطہ شمار کرے اور ہر چیز کو بموجب لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ
 کے مفسر ع بی رضای تو یکی برگ نجبہ ز درخت : طائر با
 جانے اور اپنی تین افعال و تصرف سی عاری و عاقل سمجھے
 اور جمیع افعال حق سے جانے اور عاری ذات و صفات اپنی
 ہو کر تمام افعال خالق ذوالجلال والاکمال سے تصور کریں
 چون قضای حق رضای بندہ لطف حق الایق و ارزندہ
 اور مراقبہ سیر مع اللہ عبارت ہی فار صفات سی بصفات
 یعنی ہر شئی میں معیت حق مطالعہ کرے اور حق ہی کو بصفات
 ہر چیز میں مشاہدہ اور مضمون آید وہو معکم اینما کنتم خیال میں
 لاؤ اور معیت اوس کے ساتھ اپنی اور غیر اپنی کے علی السوئے

و برابر حائیتہ کرے اور ہر صفت کہ باطن سے ظہور کرے او کو
منسوب بحق جانے کہ سمع سمع ہی اوسکی اور بصیر بصیر ہی اوسکی
اور معنی ہذا الفیکس باقی صفات کو تصور کرے رباعی

اندر دہنم مہ توئی گویا	اندر چشم ہمہ توئی بینا
اندر قدم تو راہ می پیمای	لین جملہ توئی اگر چہ میفرمای

اور مراقبہ فی اسد عبارت ہی قمار ذات بذات یعنی
ذات کو صفت اصلی اپنی میں کہ عدم محض ہے موصوف
جانکر معدوم محض شمار کری اور ہرگز اپنی ذات کو درمیان
نلاوے اور اگر استعداد حفظ حدود شرعیہ کسی عین میں اعیان
سی معلوم کرے ظہور جمال جانے اور الحمد للہ علی التوفیق پڑ ہی اور
اگر بخلاف اوسکے ظہور پکڑے منظر حلال جانکر ناشائست
نفسانی منسوب کری اور استغفر اللہ علی التقصیر پڑے کہ بشر
صحبت اہل اللہ مشرف ہووے اور او پر متابعت اور متابعت

او نکی قصد کری **نظم** حق تعالیٰ چون نیاید در میان

برگزیند دین از پیغمبران	یکروانی صحبت با اولیا
بہتر از صد سال بودن در دعا	پس ہر مرتبہ اجمال و تفصیل میں

تمام اسما و صفات الہی نے بموجب استعداد ہر ایک کے ہر ایک میں بہر تہ پھور اور بجلی ذاتی و صفاتی فرمائی ہی ایسیات

شنوائی و بینائی و دماغی گویا	از ہر جہ تو باشد خواہش تو آنا ہے
در حضرت اجمال و در مرتبہ تفصیل	اندوشت از غیر او ہر زشتی و زیبا
بذکر و فکر و پیروی نبی بود	ز عشق بر امر حق نہادن گردن
خلو قلب دنیا خلو بطن زنا	حد و شرع نگہداشتن بظاہر تن
شوئی حبیب یارین پیروی حبیب اسید	رسی ہر جہ قرب بری کریدہ من

اور مراقبہ فکر فانیہ ہی اگر طالب چاہی کہ حقائق اشیا و ظاہر ہو وین پس لازم ہی کہ حکم ہوا الاول والاخر و الظاہر والباطن تمام وجہ حق جانے اور غیر کو ہرگز در میان نہ بھی

تاقید وجودك ذنب لا یقاس به ذنب سی نجات و
رہائی پاؤ اور بہیدہ بصیرت حقیقہ الحقائق دیکھی اور ذرا

کرے کہ آیات	غیر اونیت در سر آورد
بحقیقت اگر کسی موجود	غیر ادنی اگر چه موجود است
چون شرالی نمود بی بود است	مراقبہ بفکر چاہی کہ یا کمال

بعد از اذکار و نماز نوافل خلوت نشین ہو کر بخلو شکم منغولی
بمراقبہ ہو و آیات گرتو این انبان زمان خالی کنی

پرزگو برائی اجلالی کنی	تا تو پرشکی ملول و شہید
دان کہ با شیطان لعین ہمیشہ	طفل جان از شیر شیطان باز کن
بعد از انش مالک انباز کن	لقمہ کائنات نور افروزد و کمال
آن بود آورده کسب حلال	عشق و قربت اید از لقمہ حلال
مرا گفتم مثالش در مثال	چون ترا از لقمہ ہر دم ہر زمان
جہل و غفلت زاید آنرا دان حرام	اندرین می ریش و می خرش

تادم آخر دم غافل میش	آو بطغیل اسن اقبه ک دل
او کے پر انوار ظاہر ہووین انشا اللہ تعالیٰ اور بحر حسن جلوہ	دلہ آکر دارین من نظر دل او سکی سے گریز و فرار کرے فرد
کفتی بغیر منکر ک طالب حبیبی	واسہ کہ درد و عالم غیر از تو می دلم
وجود محض مطلق را بہر جا ہر زمان	بہر سو بہر کوئی ہر منظر عیان دیدم
پس کہ مبادہ اس شہود کے عادی ہو وہ سعید در فقا میں	دور فاسی بعید ہو کر نمودی بود نا بود حقیقی میں جو ہو و فرد
برگزینہ دان کہ دلش زندہ شد بعشق	قربت بر جریدہ عالم دوام ما
اور بحر کشش عشق حقیقہ تحقیقی کے کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا	اور ساقی نزم عشق نے جس کو ایک جرعه جام محبت چکھایا
اوسے بکسر حیرت پیچود کر کے بچود کہنیا ابیات	
عشق تو رفیق راز دل باد	زخم تو جگر نواز دل باد
از سرمہ عشق دیدہ یا ندہ	این سرمہ کن زخیم دل ہر گردو

پس جو کہ بتصدیق جنائی اور بقول لسانی ظاہر و باطن میں باسم ذات
ذاکر ہوئی اور توحید پر استقامت اختیار کی بدولت حمایت دائمی
ایزدی فائز ہوئی کچھ خوف و خزن اوپر طاری و جاری نہ ہو گا فرد

چون دور کنی ز دل گمان را	امید بس است مومنان را
--------------------------	-----------------------

پس صوفی کو لازم ہی کہ یہ حال ساتھ اس فکر کے متفکر ہو و اور
بخود یا بشی دیگر کہ نظر کرے اوسی بصف و حدت موصوف
اور بوصف لیس کیلئے شئی کے متصف کری اور اطلاق اس
صفت کا مطلق و مقید برابر و یکسان دیکھے پیت

جدہ اشیا چون ظهور احد یکتا بود	ہر یکی در ذات خود یکتا و بی ہمتا بود
--------------------------------	--------------------------------------

اور طالب کو ضرور ہی کہ مراتب ثلث و حدت و احدیت دو احدیت کے
کہ جامع بین در میان جمیع مراتب کونیہ و آلیہ کے سیرت فکر لیا کر
تصور مراتب ثلث اپنی میں کرے اسلئے کہ انسان میں بموجب
کلام خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ

ان مودج مراتب ثلثہ سی موجود ہی اسیلئے کہ دو حالات ہیں
 انسان کے بیداری و خواب اور حالت ثالثہ نفس کہ مقدمہ ہی خواب کا
 اور یہ حالت ثالثہ ہمشاہہ وحدت ہی ذو نسبتین درمیان خواب
 و بیداری کے باعتبار غلبہ ظہور بیداری اور باعتبار غلبہ بطون خواب
 حی طرح وحدت بطرفین احدیت و واحدیت واقع ہی باعتبار
 بطون عین احدیت اور باعتبار ظہور عین واحدیت علی ہذا الصفا
 بیداری مانند واحدیت کے ہی اسیلئے کہ واحدیت منشا ہی جمیع
 اسما و صفات اور تب و اضافات کے اسی طرح انسان
 بہ بیداری مصدر ہی افعال و حرکات کا اور جامع جمیع سبب
 و اضافات کا اور ہر ایک جو اس بکار مخصوص خود مشغول
 اور باہم گزرتا ز اور باوصاف سمعی و بصیری اور تقدیری و علمی
 سرفراز اور خواب بمنزل احدیت کے ہی اسیلئے کہ او سمین مرتبہ
 اسم و رسم اور غیبت و غیرت اور ظاہریت و باطنیت متنفی

و نابود ہیں اس سطح بحالت خواب جمیع افعال و حرکات منسوب
 اور تمام صفات و حواس مختفی پس چاہی کہ بحالت بیداری تصور
 کہی کہ میں ایک ذات واحد ہوں نزول کر کے بمرتبہ واحدیت
 آیا ہوں کہ افعال ناممصور مجھے صادر ہوتے ہیں اور بصفات
 غیر محدود موصوف ہوا ہوں لیکن حقیقت میری واحد ہی تک
 اوسمیں راہ یاب نہیں اور بوقت خاص تصور کرے کہ میں
 وحدت پہنچا ہوں کہ استعداد ظہور و بطون مساوی ہی اور بوقت
 غلبہ خواب تصور کرے کہ مقام واحدیت و طاعت ہریت فی عروج
 کیا ہی تا بمقام باطنیت اور مرتبہ احدیت فائز ہوا میں پس
 دایم خواب بیداری عروج و نزول کو ملحوظ رکھ کر تصور مرا مت
 ثلثہ مشغول رہی تا انکشاف ہر سہ مقام حاصل ہو ۰ ۰ ۰

بیان اندر کیفیت خواب

چشم بندی است از جہان

خواب و پوششی است از حسن عیان

ص پنهان در عیان آید همین
چنین و عیان از پشت ورد
گر بخوابی سحره شیطان شو
و ربیوسنیست احمد در وصال
گرد بد در خواب آن شیطان دعا
نام این عالم بود عالم مثال
حضرت یحیی است از آن حضرات
بجاء بر این حضرات را
بیت ازین نری در حضرات
حضرت ارواح باشد دو عالم از آن
و شایسته از آن حضرت مثال
و اسباب شد میان فوج و جم
بچندان بینی تو اندر آینه

چون تور و پوشی ازین سود مکین
تو باشی نی در گزشت و نکو
هم تو باشی نی در گردان ای غوی
دست احمدست تو چشم مال
خود دغا دار می دوی اندر دغا
موطن روایست هم عالم خیال
در قلم آراز انامل پیرلس
تأییدی برکت برکات را
حضرت اول غیب مطلق دان چو
که بود حیرت نامش در بیان
که بود آشناسم و هم خیال
بهت نورانی مکان در رسم و آ
صورتش مثال گردد عاینه

در همین عالم ظهور جبرئیل انچه می بینی درین عالم شهود تجزیه تبعیض اینجا مین و ا در همین جا باشد از راه صفا چارمین حضرت شهادت در میان پنجمین باشد از ان حضرات پنج گر کنی درشت خود این خمس را	باشد اندر صورت و وجهی مثل این آید ترا آنجا نمود در جهان مثل نمود این رها من آنی قدر الحق خواب آید از فراعزش تا فرشتگان حضرت انسان چشم پنج گنج فارغ آئی از شش و پنج آید
--	--

بیان مراتب خمس

اصطلاح دیگر آمد زین مرتبه اول آمد رتبه لا هوت دن رتبه ثانی است هوت اغنی ثالث آمد رتبه جبروت یار چارمین ملکوت بنگرد مثال	گر بدانی این بود شراط طهر غیب مطلق است بنگر بی نشا هست آن غیب مضایق اندر تفسیر مرتبه ارواح آید در شرا لکه مثال است و مناد در مثال
---	---

پنجمین نام آید عیان	فارغ آمد منزل این کاروان
---------------------	--------------------------

بیان مراتب سه

پنجمین بگذر مراتب سه را	رتبه آنرا بنحوان یک یک جدا
رتبه وحدت تعین اولین	واحدیت ثانی آمد بالیقین
سیئه ارواح باشد لکشا	چارمین عالم مثال جان فرا
رتبه اجسام پنجم بین عیان	که بود عرش و زمین و آسمان
سادس آن بجه انسان بنام	جامع این سه تنگرو اسلام

بیان منازل هست و نیست

زمره موقی منازل نیست و نیست	در بیان آیند تنگرو از سرشت
عقل کل اول بین از نیست و نیست	نفس کل دیگر طبیعت کل از نیست
پس بسیار عقل کل آمد شمار	جسم کل هم عرش و کرسی نامدار
باز از این تنگرو ملکات البرز	پس دو فلک منازل در عروج
آفت سیاره شمار آمد نگار	پار عنصر نیز اینجا بر شمار

رتبه حیوان ملک جبرئیل یقین	پس جادو و هم نبات آمد معین
بست و هشت انسان جامع متهما	زان پیش انسان باطوبی ریا

بیان چهل اطوار منازل

مجله بشنو همین جا از گواه	همچنین باشد چهل اطوار راه
عقل کل اول نزول است پس	اندکی زمین قول باشد پیش و
پس طبیعت کل بود آثار نام	نفس کل دیگر میولی چون خام
بر چهار آمد دود و درنگر	نه فلک پس سبع سیاره شمر
باز حیوان است پس انسان است	چار عنصر پس جادو و هم نبات
تا بدانی راه و درشن میشک	چهل منازل این بود بشمر یک
میم باشد در عدد چهل از خصوص	آن احد از میم احد شد ظهور
تا که آمد در جلوه آن سر و قمر	میم احد شد کمر بند احد
پنج و شش باشد پیش از چهل هم	این مراتب انجوازی از رقم
رتبه تقید بر مطلق بود	در همه ساری وجود حق بود

خواه شماری چهل نیست و شش رتبه تنزیل گریاشد بسیط اگر تو پذیری وجود ممکنات است اصل ممکنات امی دل است حق ساری همه جای کین	نیست یار تو گرد در پنج و شش یا مرکب حق بود هر جا محیط آمد اینجا در ظهور اندر جهات تا شمشید به بوی هستی بیش و کم رو تفحص ساز تا دانی یقین
--	--

بیان مرتبه حفظ مراتب

گویم اینجا یک سخن بشنو تو جان در همه قوس نزولی کن نظر عقل کل یا نفس کل یا آسمان در همه جا با همه ملوک و کلو اوست در بر جا بر نگزشتن لیک اگر گویی تو عقل کل خدا همچنین بر عرش و کرسی و سبا ان بدانی کردم از خارج عالم است هر یک در ره خود پراثر هم جاد و هم نبات و انس و جان است حق بنگر جلو اند جلوه یا دیر گلی است در هر پیش یا سما یا ارض را اَلوئی بعبا اگر کنی با طلاق نام کبریا	ان بدانی کردم از خارج عالم است هر یک در ره خود پراثر هم جاد و هم نبات و انس و جان است حق بنگر جلو اند جلوه یا دیر گلی است در هر پیش یا سما یا ارض را اَلوئی بعبا اگر کنی با طلاق نام کبریا
---	--

این خطا باشد نباشد از صواب	آب آتش کفبتن کی صواب
ہست این حفظ مراتب ای عزیز	گوشنہ بر قول عرفان از تمیز

بیان آدم

کیمت آدم عکس نور بی زوال	چیت عالم موج بحر لایزال
عکس را کی باشد از نور انقطاع	موج را چون باشد از بحر انقطاع
عین نور و مجردان این عکس و موج	چون دوی اینجا محال آمد محال
دور و آن عشق را بنگر کہ چون	ہر یکی را برد گرگون است حال
آن یکی در جلد ذرات جہان	دیدتا با آفتاب بے زوال
و ان و کر ز اسرار ہستی عیان	دیدستوار است اعیان اجمال
ہو ان دگر در ہر یکی آن دیگر	دیدن غیر احتجاب و احتیال

معلوم کرای طالب صادق تعین اول باعتبار خالصت و ظهور
نور محمدی ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام او سکار و روح اعظم اور
عقل اول اور عقل کامل ہی اور نام اس مرتبہ کا عالم روح

بعد ازین عالم مثال ہی اور وہ عبارت ہی صور مرکبات
 لطیفہ سی کہ قابل تجزی و تبصیر ہیں اور اوہنیں خیال منفصل
 کہیں پس جو حرکت کہ اس عالم میں موجود ہی بواسطے اس کے
 ہی یعنی اول فیض فیاض مطلق بعالم ارواح پہنچتا ہی اور اس
 بعالم مثال اور اس کے بعالم حسن بعد اس عالم سے عالم ^{نہادت}
 ہی اور وہ عبارت ہی عرش سے تا مرکز خاک باین تفصیل کہ
 اول عرش پس کرسی پس فلک زحل فلک مشتری فلک
 مریخ فلک شمس فلک زہرہ فلک عطارد فلک قمر کرہ نار
 کرہ ہوا کرہ آب کرہ خاک موالید ثلث لپٹان کامل یہ مجموع
 عوالم شامل ہی اور مقصود تہذوران مراتب سے وہی کہ جو
 اسکا ان میں ظاہر ہو کر تا بالانسان پوسہ ہوا اور ان
 میں باین مراتب اپنی تئیں مشاہدہ کیا کہ معراج عبارت اسکی
 ہی ^{الکلی} ہے کہ مراتب بخت تو چہ سیر اسکی ہو دین سائتہ

اس شغل عروج و نزول اور سیدار و معاد کے اشتغال کر
 اویہ یقین جانے کہ جیسا وجود مطلق باول مرتبہ جمیع تعینات کو
 شامل ہی انسان باخر مرتبہ حامل ہی جمیع کو جو وجود تنزل
 کری اول اپنی تین بیاس تعین اول و ثانی ارستہ کرے
 جیسے تخم اپنی تین بیاس شاخ و شکوفہ و بن و بارہ ارستہ کرے
 تا جیکہ بارہ تخمیت آوے اور جو یہ تخم باصل خود رجوع کری جائے
 کہ تمام بیاس تعینات میر حق تھے سمجھا جاتے **فصل** اور
 مرجع تمام طرق کا طرف تحصیل ہیات نفسانیہ کے کہی نام او کا
 انکے نزدیک نسبت ہی اس لئے کہ وہ انتساب و ارتباط ہی ساتھ خدا
 غیو جل کے اور ساتھ سیکستہ و نور کے اور حقیقت او کی ایک کیفیت
 ہی حلول و سرایت کنندہ بنفس ناطقہ بآتشہ سی بملایک اور آد
 کے بجانب جبروت اور او کی تفصیل یہی ہے کہ جب بندہ نے
 دوام کیا طاعات و طہارات و اذکار پر حاصل ہو او سی

ایک صفت قائم بقدر ناطقہ اور ملکہ راسخہ واسطے اس توجہ کے
 پس یہ دو اجناس ہیں واسطے نسبت کے نیچے ہر ایک کے اپنے
 انواع کثیرہ ہیں بعض ان سے نسبت محبت و عشق ہی لپکتی
 ہی محبت صفت راسخہ بقلب اور بعض ان سے نسبت ہی کر
 نفس او تیری بیزاری خطوط نفس سے اور نام او کا نسبت
 اہل بیت ہی اور ایک نسبت مشایخ ہی اور یہ ملکہ توجہ ہی
 طرف مجرد بسیط کے اور حاصل کلام بواسطے حضور مع اللہ کے
 اکثر الوان ہیں موافق اقتران معنی محبت سی یا شکستگی نفس وغیرہ
 کے بیا دداشت اور اقامت نفس بیا دداشت ایک ملکہ راسخہ
 ہی اس لوگ کے اور نام اس ملکہ کا نسبت ہی اور نسبت اکثر
 ہیں بی نہایت اور صاحب سر ادراک کرنا ہی ہر نسبت کو
 علاحدہ اور غرض اشغال سے تحصیل نسبت ہی اور دوام
 اور پراور استغراق یہاں تک کہ کسب کری نفس اس سے ملکہ راسخہ

اور نہ کمان کرے طالب یہ کہ نسبت نہیں حاصل ہو سکے
 ساتھ ان اشغال کے بلکہ یہ طریق ہی بنا بر تحصیل نسبت غیر
 محصور اور اکثر صیایہ اور تابعین حاصل کرتے تھے سبکدہ اور راہ
 سی کہ ایک انہیں گمواہیت ہی اوپر صلوٰۃ اور تسبیحات کے
 خلوت میں ساتھ محافطت کے اوپر شرط خشوع و حضور کے او
 ایک اونسی دوام مواظبت ہی اوپر طہارت اور ذکر کا دوام
 لذات کے موث ہی اور وہ چیز کہ آمادہ کیا اوسی اسد شام
 فی واسطے مطیعین کے ثواب سی اور واسطے مافرانوں کے
 عذاب سے پس حاصل ہونا ہی انفکاک و انقلاع لذات
 اور بعض اونسی ہمیشگی اوپر تلاوت کتاب کے اور تدریس
 تفکر و سمین اور سماعت کلام و اعط اور جو حدیث میں آیا
 نرمی و لسی پس تہی سب کہ دوام مواظبت کرتی تھے ان شیا
 بردت بسیار تا کہ حاصل ہوتا اونہیں بلکہ راستہ اور

بیات نغسانہ پس محافظت کرتے او سپر باقی عمر تک اویہ
 معنی متواتر منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 سلاسل مشایخ میں نہیں شک اس میں اگرچہ اختلاف الوان اور
 اختلاف طرق تحصیل واقع ہی اور رسنا ہی شاہ ولی اللہ نے
 اپنی اللہ شاہ عظیم الرحیم قدس سرہما ایک خواب کو دیکھا اوس
 خواب میں سبطین شہیدین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
 اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو پس ال کیا حضرت علی کرم اللہ
 علیہ السلام نے اپنی کا کہ آیا یہ وہی نسبت ہی کہ تہی تمہاری نزدیک
 برنامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس امر کیا مجھی ساتھ استغراق
 کے اوس میں اور فکر کی نہایت پرفرما یا یہ وہی نسبت ہی ملا
 جو کہ مداومت کرے او پر سکنہ کے اوس کے لئی افعال بند ہیں
 جا ہی کہ غنیمت چاہے او نہیں سالک اور معلوم کری کہ وہ علما
 ان قبول طاعات کے اور تاثیر اونکی ظاہر ہوتی ہی باطن نفس

اور بتہ دل اور بعض اونسے اختیار کرنا طاعت اللہ سبحانہ کا
 تمام ماسویٰ اللہ پر اور غیرت اوپر اوسکے چنانچہ اس مقدمہ میں ایک
 حدیث لایا یہی مالک سوطا میں عبد اللہ بن ابی بکر سی کہ اباطلحہ انصاری
 نماز پڑھتا تھا اپنی باغین کہ اوڈی ایک کنجک خوش رنگ پس
 شروع کیا لوگ سنی ٹرڈ اور جستجوی خروج پس متعجب ہو اس امر کے
 اباطلحہ انصاری اور ایک ساعت تک اوسکی طرف دیکھتا رہا
 از ان بعد رجوع کیا بجانب نماز پس اتفاقاً معلوم ہوا اوسکے
 کہ مینے کس قدر نماز ادا کی ہی پس کہا اپنی دلیمن کہ البتہ پہنچے
 مجھی اس مال میری میں آزمائش پہر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 اکی وسلم پاس اور حال اپنی آزمائش کا کہ پہنچی اوسی مقدمہ
 باغ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ
 صدقہ ہی تہ حضرت کو اختیار ہی جہان جاہن رکھین اور
 قصہ سلیمان علیہ السلام کا جو کہ قرآن مجید میں مٹا رہا ہی

مشہور معلوم ہی اور بعض اونسی خوف ہی اسے تعالیٰ سی
 اس قدر کہ ظاہر ہو ظاہر بدن اور جوارح پر اثر خوف آور
 حفاظت لکھتی ہیں اصول میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 سات کو سایہ دیگا اس کے بار و زقیامت اپنی سایہ میں بہا
 کہ فرمایا اور ایک وہ مرد کہ یاد الہی کرے بحالت تنہا ہی
 بہر آوین انگبین او کی خوف خدا سی اور حدیث شریف میں
 آیا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قیام فرمایا ایک قبر
 پس بکا کیا اور رو بہاننگ کہ تر ہوئی ریش مبارک او کی
 اور ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ادا فرماتی
 سینہ لطافت و صفا گنجینہ سی آواز جوش نکلتی مثل جوش
 دیگ کے اور بعض اونسی خواب نیک پرستی اخراج کیا
 حفاظت نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خواب نیک
 مرد کی نجات سی ایک جز ہی چہا لیس جز بہنوت سی اور قول

ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز باقی نہیں رہا بعد میر کبوت سی
 مگر منبشات سوال کیا لوگوں نے کہ منبشات کیا ہیں فرمایا خواب
 نیک کہ دیکھی اوسی مرد کی بخت یاد کہا یا جاو اوسی خبر ہی ہمیں
 خبر نبوت اور تفسیر اسی حدیث کی ہی قول حق سبحانہ کا۔
 لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور مراد روایہ صالحہ
 روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں یاد دیکھنا بہشت و دوزخ
 کا یاد دیکھنا رجال صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا پہر لگانا
 شہر کہ مثل خانہ کعبہ اور مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
 بیت المقدس کا پہر دیکھنا وقایع آئندہ کا کہ وقوع او نکاہو
 موافق روایت اسکے یا وقایع گذشتہ کا کیا حقہ پہر دیکھنا
 انوار و طبیات کا مانند شرب شیر و شہد یا روغن زرد کا یا
 مذکور ہی کتاب الروایہ میں او صوفی سے آورد دیکھنا ملائکہ کا خراج
 صدیق شریف میں آیا ہی کہ ایک درات کو قرآن پڑھتا تھا

پس ظاہر ہوا ایک سائبان کے اوسمین چراغ روشن تھی الی آخر
 القصہ اور ایک اونسی فراست صادقہ اور خاطر ہی مطابق واقع
 چنانچہ حدیث شریف وارد ہے اوپر کہ خوف کرو فراست مومن
 سی کہ وہ دیکھتا ہے پتہ نور الہی کے اور ایک اونسی اجابت
 دعا اور ظہور مطلوب کا کہ طلب کرے حق تعالیٰ سے بکوشش
 قصد و ہمت اپنی کے اور اسی طرف اشارہ ہے حدیث شریف
 میں کہ بعض غبار آلودہ پریشان مو صاحب دو پارچہ کہنے کہ
 کوئی اونہین خیالی میں نہیں لاتا اگر سو گئے یاد کریں اوپر کل
 خدا کے البتہ خدا سو گئے اونکی راست کری اور حاصل کلام
 یہ وقایع اور مثل اونکی دلالت کرتی ہیں اوپر صحت ایمان
 مرد اور قبول طاعات اور سرایت نور او کے باطن میں پس
 غنیمت جانے اسکو پر توجہ حصول نسبت کے عروج اور ہی اور وہ
 فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہی اور حق و تحقق یہ ہے کہ عروج بہن

منقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی بواسطے شیخ کے بستہ متصل
 بلکہ وہ ایک بخشش ہی میں جابِ اللہ بخشا ہی وہ جی چاہے عباد
 اپنی سے بغیر از توارثِ بیعتِ این سعادت بزورِ بازو نیست
 تانہ بخشہ خدائی بخشندہ : شاہد اس قول کا وہ ہی کہ کہنی
 سوال کیا حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سی حالِ سلسلہ اونکے
 شیوخ کا پس کہا نہیں پہنچا کوئی طرفِ خدا کے ساتھ سلسلہ کے
 بلکہ بخششِ الہی اس لیے کہ ایک جذبہ جذباتِ اللہ سی مقابل
 و برابر ہی عملِ ثقلین کے **فصل** جان اور معلوم کرا می غرض
 کہ مراتبِ توحید ساداتِ بینِ علمِ الیقین عینِ الیقین حق ^{لنقیین}
 حقیقہ الحق اور حق الحقیقہ اور تعبیرِ حق اور مرتبہ سائن کہ
 وہ ان ح و ق گنجائشِ نرہی امی عزیز حضرت رسالت پناہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کہ آیا
 تمہاری خدا کی طرف سی نور اور قرآن کو ہی نور کہا وَاَتَّبِعُوا

التَّوَدَّ الَّذِي انْزَلَ مَعَهُ يَنْفَعُ اَوْ پیر وی کرواؤس نور کے
 کہ نازل کیا گیا ساتھ پیغمبر کے اور سراسمین یہی کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم باعتبار ظاہر مخلوق ہیں کہ صفت اونکی ہی اُن
 محمد اعبدہ و رسولہ ساتھ اس اعتبار کے اگر کوئی اس حالت میں اور
 باین نظر خیابِ رسول مقبول کو دائرہ عبودیت سی خارج چاہے اور یہ
 کرامت اونکی ادنیٰ واحقر شمار کرے اُسی سرمایہ عمر اپنی کا غارت و
 برباد کیا اور خلاصہ عقیدہ کا ہاتھ سی دیا اسیلئے کہ مدارِ دین اسی پر رکھا
 ہی اور ترقیاتِ اخروی ساتھ اسکے منوط و مربوط ہیں پس منکرانِ عبودیت
 و رسالت کافر ہوئی ہیں اور قرآن ہی باعتبار جو ہر حرف کہ سیاہی
 و کاغذ او سمین مدخل رکھی مخلوق ہی اس واسطے کہ بسبب کتباتِ کاتب
 حادث کی حروف و صورت اوسکی یہ نمود آئی ہی ناچار جو فعل کہ
 حادث ہی بوجود آوی وہ یہی حادث ہوا ہی پس قرآن اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا باعتبار باطن و معنی طہیت

کہ جهان صورت است و معنی زدہست : اگر بعضی نظر کنی مہر است
 جب تک چشم سالک بر بدن من و ہم و خیال مرود و متلبس ہے
 بجز حروف و صورت اوسی کچھ اور نہیں معلوم ہوتا اور
 جو ہستی مویہم کے بکھل تجر و منور ہو و غیر از نور مشہود
 اور یہاں سنی کوئی یہ فہم و تصور کرے کہ بیان صورت و معنی
 میں فقط انہیں حروف پر کفایت کریں اس لئے کہ زیر
 ہر حرف سات مراتب ہیں اور زیر ہر صورت سات معنی
 لیکن طالبان حق کو یہ سات مراتب کثرت ہوتے ہیں اور
 ایک صورت میں سات معنی مشہود ای غریبان اور معلوم
 کہ کہ عروس قرآن پر وہ حروف و صورت کے چہرہ کشائی
 نہیں کرتی اور ہر یک کو رخ معنی نہیں دکھاتی مگر جسکی
 خطریسی حجاب غوغائی کثرت دور کرین پلیت جمال چہرہ
 قرآن نقاب الخاہ بکشاہد : کہ دار اسلاک ایمانرا مہر دیا ^{از غوغا}

لیکن مراتب تجرد کی غوغا سی سائت ہیں اول تجرد غوغائی غیر و
 غیرت سی ہی کہ تعلقات ہستی اور لوازم خودی کے یقین اہل
 اسد بالترام کلمہ طیبہ لا آلہ سبکو نفی کرے اور یثبات الہ
 حق کو یقینی ثابت کری اور یقین قلبی حاصل ہوو کہ بحر ذات
 خدائی واحد یکتا دوسرے موجود نہیں پس یہ دانست بمنزلہ
 دید ہوو نہ مجرد دانست اور یہ علم و دانست اوسے غوغا
 ناسوت اور ہستی نامر بوطسی یکسو کری اور صوفیہ اس مرتبہ کو
 علم الیقین کہیں غوغائی دوسرا یہ ہوو کہ ہر لحظہ و لمحہ تصور
 اس علم سی حظ وافر اور ذوق مستکاثر یکام جان سالک زین
 و چکیدہ ہوو اور یہ علم اوسے ایک آن و ایک دم منفک
 وجدانہو وی صوفیہ اسکو عین الیقین کہیں اور تجرد تیرے
 غوغا سی یہ ہوو کہ جو سالک کو معلوم و مشہود ہوتا تھا او
 اوسے ذوق و لذت حاصل کرتا تھا ریب و عیب اوس

معلوم و مشہود کا چشم ظاہر او کی سی فرو نشین ہوا اور نام
 اس مرتبہ کا نزدیک صوفیہ کے حق الیقین ہی اور تجرد غوغا
 چہارم سی یہ ہو کہ نظر سالک کشف مجازی پر قناعت
 و اکتفا کرے طہان اور خواہان حقیقت کا ہو کہ تاسیر ^{اوی}
 بجا پہنچی کہ نیاز در میان نہوا اور بحر حقیقت اوی نہود نہود
 ناقص تمام ہو کہ اور صوفیہ اس مقام کو حقیقت الحق کہین
 اور تجرد غوغا ہی پنجم سے وہ ہو کہ رہروان راہ اور سالک
 بارگاہ آل اگرچہ حصول غنا و قلبی او نہیں ہوا ہی لیکن ^{جگہ}
 قیام نکرین اور قید حقیقت سی رہائی پاکر طرف اپنی کو ملطاف
 نور سبحانی پر کرین اور ہر چند ایسا ہو لیکن جبروت سی
 خارج ہووی اور نام اس مرتبہ کا نزدیک صوفیہ کے
 حقیقت الحق ہی اور تجرد غوغا ہی ششم سی کہ مطلب اعلیٰ
 اور مقصد اقصیٰ تمام انبیا و اولیا کا وہ ہو کہ حدائے

اور تہ اضافت سی بالکل آزاد ہو کر خودی اپنی سے ایسا
 بخود ہو کر یاد اپنی فراموش کرے تا شاہد کل شئی
 هَا لِكِ الْاَوْجُهَ چہرہ کشائی کرے اور معنی لِمَنِ الْمُلْكُ
 الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ رخ دکھائیے بیت
 کی بود ما ز ما جب دامادہ : من و تورفتہ و خدا دامادہ
 سلطان بایزید بیطامی قدس سرہ الغریزنی بقرب وقت سفر
 اور رسیدگی کمال کے زبان گہریار سے یہ فرمایا کہ کہنا میرا
 کسی روز سبجانی ما اعظم شانی زنا رہی میں اوسے توڑتا
 ہوں او کہتا ہوں لا اِلهَ اِلاَّ اَہْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اَہْ پس جو کہ مقام
 سافلہ نامیت و اضافت سی باقی ہو کر نام اوسکا زنا زنی
 جبکہ بایزید کمال کو پہنچے اوس قول کو زنا رد کیا اور ساتھ
 کلمہ لا اِلهَ اِلاَّ اَہْ کے اوسے قطع کیا اور صوفیہ اس مرتبہ کو
 تعبیر بحق کرتے ہیں۔ مرتبہ ساتوان وہ کہ وہاں حاد قاف

گنجائش نہ کہی اشارہ اوکس سے ہی کہ جو عارف بمشاہدہ ذات
 کو مرتبہ ششم میں مذکور ہوا شرف ہو و اور یہ دولت عظمیٰ اور
 کمال یقین نصیب وقت اوکس ہو نسبت حاو قاف یعنی
 تلفظ بلفظ حق او سو وقت میں کر سکتا ہی لیکن جو ہنگام منزل
 احاطہ اوکس مرتبہ سی اپنی تین عاجز و قاصر تصور کری اور ادراک
 اوکی کنہ سی متوجہ و حیران رہی اور یافت اپنی کو گم کری پس
 ناچار نسبت حاو قاف درمیان گے او ٹپے اور نایا اپنی سی کہے
 فروغیت کس از حقیقت آگہی : جملہ می میرند بادست تہی سع
 معلوم شد کہ اسچ معلوم نشد : جیسا کہ بعالم تہادت فلک کو
 دیکھتی ہین اور بکمال یقین جانتی ہین اور او سمین کچھ شک
 نہیں رکھتی اسی سبب سے اوسی نسبت بفلک کر سکتی ہین لیکن
 جو او پر عدم احاطہ اور بعدم ادراک کہ حقیقت فلک کی
 نظر کریں نسبتیں گم ہووین تمام انبیاء و اولیاء اس مرتبہ میں

سرگردان و حیران ہیں جس نے دریافت کیا بقدر اپنی دریافت
 کیا انبیاء نے بقدر اپنی اور اولیاء نے باندازہ اپنی طیت
 راہِ خدا کو تو ہی ہر نظر کجا پسند : بقدر پیش قدمی ہر کسی کند اور ک
 بہات بہات بزرگان دین اور پیشوایان اہل یقین متحکم و
 کہتی ہیں مَا عَرَفْنَاكَ حَتَّىٰ مَعْرِفَتِكَ پس اگر اوسکی
 میں حیرانی درکار اور حیرت بی شمار حاصل ہی طیت
 کارکن کارِ یگذا از گفتار : کا ندین راہ کا دردار و کار
 پوشیدہ نہ ہی کرام الکتاب عبارت ہی حضرت اجماع سے کہ
 وجہ حقیقت محمدیہ ہی اور اوسلام الکتاب نے ساتھ دو طریق کے
 بتنویذ فرمایا ایک تنزل بحرف و صوت کظاہر قرآن ہی
 دوسرا تنزل بصورت تعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ جو ہر انسان ہی اور فی الحقیقت معنی دو تو میں برابر ہیں
 اور یکساں کہ اوسمیں عروج درجہ بدرجہ حاصل ہووے تا انسان

کامل اوسی بحقیقت ادراک کرے **قُلْ رَبِّيْ اَعْلَمُ بِمِثْقَا**
يَا هٰدِيْ یعنی کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ پروردگار میرا
 دانائے ہی ساتھ اوسکے جو لایا ہی راہ راست اور وہ راست
 یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور جانے اور نور دیکھی اور علی
 بن ابی القیس قرآن کو بھی نور جانے اور نور دیکھی اور جو کہ متابع
وَاتَّبَعُوا النَّوْزَ الَّذِيْ مَعَهُ کی نکرے یعنی متابعت کرو اوس
 نور کی جو نازل کیا گیا ہی ساتھ اوسکے اور نور لطیف کو یہ
 کہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عہدہ و رسول جانے وہ ہی گرامی
مِنْ قَالُوا ابَشِّرْ بِهٖدُوْنَا فَاَفْكَرُوْا یعنی کہا اوہوں نے
 کیا آدمی ہدایت کری ہم کو پس کا فر ہوئی وہ اشارہ ہی اسطرح
 اہل ظاہر کو یہاں شور و غوغا ہی لیکن کیا کریں یہ بیماری
 گفت بیماریں اوہیں معذور و معاف رکھ اور اوسکو وہیں
 پر چھوڑ دیتے **جنگ** ہنقاد و دولت ہمہ را عذر نہ بخون

ندیدہ حقیقت رہ افغانہ زدندہ آئی غریزہ خوب دریافت کر
 کہ نورسات مراتب کہی مرتبہ اول وہ کہ جو سالک بنفی ہستی ہوم
 اور اثبات وجود مطلق کے مشغول ہو کہ اور اس قدر غرض کری
 کہ دل اس کا اس عقیدہ پر رسوخ پکڑے اور مجاز کو بحقیقت
 اختیار کری پس بعلم البیقین ساتھ نور خدا کے پہنچنے والا ہو کہ
 کہ معاد اول عبارت ہی اوسی سے اور جسے ساتھ اس معاد کا
 رجوع کیا بطن اول قرآن کا پہچانا اور جو سالک کثرت
 اس عقیدہ کے مشرف ہوا شریف قل یدتی اعلم بمن
 جاء بالہدی اوس کے قد زیار آیا اور جستی کہ نہال اس عقیدہ
 کا زمین دل اپنی میں نہ قائم کیا داغ ہو فی ضلال میں
 کا اوسکی پیشانی پر ظاہر ہو ویدا ہوا حاصل سخن وہ کہ سالک
 ہستی اپنی کو کہ مجاز محض جانتا تھا حقیقت متبدل کر دی اور
 فر عکوب اصل پہنچاوی اور اس کو معاد اپنا جانے جیسا کہ کہ

خرقائی ناطق ہی ساتھ اس کے مرتبہ دوسرا وہ کہ دل سالک
 کا ساتھ نور علم و حدیث کے منور ہو کر جانے کہ بخیر وجود حق کو
 چیز موجود نہیں بعد از ان اس قدر سعی کرے کہ ذوق حاصل
 ہو کہ اور یہ علم ایک لحظہ اس کے منقطع نہ ہو کہ
 مانگی مصنوع اور صنعت کو بی صانع ناپوی اور جانے
 کہ صنع بی وجود صانع نہیں ہوتی اور ظہور نہیں کرتے
 اور نام اس علم کا عین الیقین ہی اور بھاد و وہ یہی
 ہو کہ اور کہ یہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ
 لَرَاٰکَ اِلٰی مَعَادٍ یعنی بدستی جس نے فرض کی تیری
 شناخت بطور قرآن کی اور عمل کرنا بموجب اس کے
 اور اظہار اسرار و حقائق کا کہ مندرج ہیں اوسمین البتہ
 پہچانی والا ہی تجھی طرف بازگشت تیری کے اور جو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو میل و حب وطن اصلی بدل مبارک

پیدا ہوید اہوئی جیسا کہ حافظ شیرازی بیان اوکا کرتی ہیں خود
 مقام اصلی ما گوشہ خرابات است : خداش خیر بد آنکہ این عمارت کرد
 پس حق سبحانہ تعالیٰ نے بچت تسلی خاطر حبیب اپنی کے یہ
 آید بھیجی اور نذر امید مقام اصلی دی کہ لَوَادُكَ إِلَى مَعَادٍ
 پس جس نے اس علم سی ذوق حاصل کیا وہی مصداق ضلال
 مبین کا ہوا اور یہ بطن ثانی ہی قرآن تہین سی مرتبہ تیسرا
 جو سالک علم اپنی کو بنظر مشاہدہ پہنچا کہ اور بحق الیقین
 جز حق ندیکہی اور نہ جانی اور زبان حال کہے **طیبت**
 در چہ نظر کردم غیر از تو نمی بینم : غیر از تو کجا باشد تھا کہ محال است
 سالک جو ساتھ اس معاد و مقام کے پہنچا بطن سیوم قرآن
 کا دیکھا اور جو کہ با وجہ اس مشاہدہ کے برآیا علم من جاہل باہد
 بلند کیا اور جو کہ بخصیض ذوق علم رہا وہو فی ضلال مبین
 رہا مرتبہ چوتھا یہ کہ جو سالک بجلوہ حقیقت مجاز عرفان

نگری اور چاہی کہ بحقیقہ الحق حقیقت اس مجاز کی معلوم
 کوی اس قدر مجاہدہ کرے کہ پدیدہ باطن حقیقت اپنی اور
 حقایق عالم بی وساطت مجاز مشاہدہ کری اور بجز پہنچی
 اس معاد کے لوای بطن چہارم قرآن سی برپا کری اور آیہ
 کریمہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معادک وما
 چہارم صرف کری پس چکوی ساتھ اس شرف کے مشرف ہوا
 صبح ہدایت من جار باکھد او سپر تابان ہوی اور جسے
 کہ شام قناعت نی او پر کشف حجاز کے امتداد پایا تاریکی
 فی ضلال مبین میں رہا مرتبہ پانچواں عبارت حق حقیقت
 سی ہی وہ ہی کہ سالک طرہ حقیقت اپنی کو لطافت
 ہوائی ہویت پر دیکھے اور آفتاب الوہیت او سپر
 تابان تا ذات اپنی کو عین ہوائی ہویت سمجھی اور ذوق
 اس معاملہ سی بر بان وقت سبحانی ما اعظم شانی گویا

ہو وی جو ساتھ اس معادِ بنجم کے پہنچے آیہ کریمہ ان الذی
 فرض علیک القرآن لراک الی معاد کو خامس میں اپنے
 حال پر صرف کری پس وہ کراؤ پڑ اس کشف کے مرتفع ہوو
 سند مزاجار بالہدی اوستی سلم ہوو اور حسنی قناعت
 اور مرتبہ سافلہ کے کی و ہونی ضلال مبین میں رہا مرتبہ
 ششم یہ کہ جو سالک مراتب اضافات سابقہ کو بالکل
 محو و متلاشی کرے اور غائبانہی مطالب عروج کری اور زنا
 انانیت سجانی یا اعظم شانی اپنی سے دور کری ہر تہ حق
 پہنچے اور حق کو بحق دیکھے اور باوی اور بحر حق کچھ نہ رہے
 اور خلعت لا الہ الاہ او پر قد اس سالک کے زیبا ہوو
 جیسا کہ آیہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ** اس
 ایمان سے مشعر ہی اور جو سالک **اللّٰہ** ششم کے
 پہنچی بطن سادس یہ کریمہ ان الذی فرض علیک القرآن

لڑاک الی معاد کو وقت اپنی پر صرف کری اور جبکہ سر پر
 تاج اس وقت کی رکھے سلطنت ملک من جابر بالہدی اوسے
 اندانی فرمائی اور جو کہ اوپر مرتبہ سبجائے کے قانیم ہوا وہوئے
 ضلال بینین رہا مرتبہ سا توان کو وان ح و قی گنجائش
 نہ کی وقتی کہ سالک بمرتبہ حق پہنچے اور بعد منزل وقت چاہے
 کہ مشہود و مکشوف اپنا عقل کرے حیرت اوسے درشن
 اوی اور بحر حیرانی شئی دوسری معلوم نہوے عقل اوسکے
 ادراک سی عاجز اور زبان اوسکے بیان سی قاصد اور جو احاطہ
 عاجز رہی وہاں نسبت بحق کرنے کے پس جبکہ سالک اپنے اس
 مرتبہ کے پہنچا ایمان باہد وبالرسل اوسکو بوجہ کمال حاصل ہوا
 نور بہ شریف **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ**
 مشرف ہوئے کہ جب تک سالک بمرتبہ ششم کہ مقصد ہی نہ
 پہنچا تھا لا اِلاَّ اِلهَ کہنا اوسے حقیقت سزاوار وزیر بیان تھا

اسلئے کہ آسمو ابابہ اوس سے بی شرک و قمع میں نہ آیا تھا
 کہ تعینات و تخیلات مرتبہ ششم پیش نظر اوسکی سے گئی تھی
 اور جو مرتبہ ہفتم پہنچا اور نور ذات بحت اور ہستی مطلق
 بی شرک کیفیت معاینہ کیا ایمان باہدہ بوجہ کمال اوسے
 حاصل ہوا اور جو سالک اس وقت سی تنزل فرماؤ ایمان
 برسول اوسکو کشوف ہوو یعنی اس وقت میں ہر تعین تعینات
 کسی اوسی پیش آوی یحز رنگ اوسی پر نیکی کے دوسرا جلوہ نگر
 جو کہ دیکھی اوسے دیکھے اور جو کہ جانے اوسے جانے اور جو کہ
 اوسے کہی اور جو کہ سننے اوسے سننے اور اس جگہ حقیقت
 اسلام او سپرسم آوی اور بیطن سابقہ کریمہ ان الذی فرض
 علیک القرآن لرا دک الی معاد رسا ہوو اگر اس حال میں
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہی یا جانے یا رسول کہی کافر
 ہوو اس لئے کہ بعد کشف اس حقیقت کے اطلاق بشریت

سبب ہی شرکت و دوستی کا کہ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ یعنی ہر آئینہ اگر شرک کری تو البتہ ضبط و نابود ہو جائے گا
اعمال تیرے پس جو کہ اس مرتبہ میں مجذوب رہا وہ ہونی ضلالت
میں ہی اور جس نے کہ روا اور تعینات کیا ہو کہ مرتبہ نبوت
پیدا ہفتہ من جائز بالہدی پہنچا اس لئے کہ جو صوفی ساتھ
اس مرتبہ کے پہنچا یہ نہایت پہنچا کہ النہایۃ ہوا الرجوع الی
الہدایۃ یعنی نہایت وہ باز گشت ہی بسوی ہدایت اور
صحت عقل و استقامت بر دین اوسے زیندہ ہی اور وہ
شخص صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو و اور مقتدا
روزگار اور مادی وقت اور شیخ زمانہ پس لوگوں کو بحسب
استعداد بمقتضای کلموا الناس علی قدر عقولہم
یعنی کلام کرو تم لوگوں سے باندازہ عقول اوں کے رہنمائی کر
اور فرمان برداری ہی تبیحانہ کنی بجا لاؤ اور شرطیات کو پر

گدز پناوین اور سجدہ خدا ترسان ہو وی اور ایک ذرہ
 ذرات شریعت کے فرو گذاشت نکرے اور نہ تفاوت روا
 رکھی اور ہر قدر خد اور رون پر روا رکھی کہ دائرہ شریعت کے
 تجاوز و انحراف اختیار کریں اور زبان اپنی بھلی لائیے
 الا اسہ جاری رکھی اور فہ آکو خدا اور رسول کو رسول جانے
 اور حفظ مراتب بیانات و اصحاب تکین ہو کہ آدمی صراط
 ای حق کا لیکن بنجم جاہلی کہ اصطلاح کو چلتے رہے فروش یا
 بفال اگرچہ اصطلاح بے کمین نیکن اوس کے کیا فائدہ لوہاؤ
 اور کیا جانین احوال افلاک و گردش اور بروج اور تاثیرات
 کو اک اور انقلابات و غیرہ کو پس اصطلاح بتی منجم سود
 ہی اور جیسا کہ یہ اصطلاح بین آئینہ افلاک ہی علی بن
 القیس جو آدمی کہ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ اصطلاح
 ہی خدا کا جو حق سبحانہ فی اوس عالم مجود اور دانا و آشنا

کیا ہو وی پس اسطراب وجود اپنی سے تجلی حق اور جمال
 بیچون کو دسبدم اور لمحہ بلجودیکھتا ہی اور ہرگز وہ جمال
 آئینہ سی خالی نہوے اکثر بندگان حق عزوجل کے ہن کو
 اپنی تین کسوت حکمت و معرفت و کرامات مستور و
 کرتے ہن اگرچہ خلق کو بینائی نہیں کہ اوہ میرا کیسی لیکن
 غیرت سی ایگو مخفی و پوشیدہ رکھتی ہن حکایت
 لائی ہن کہ ایک بادشاہ تھا اور اسکا ایک غلام خاص
 و مقرب عظیم حب وہ بندہ ارادہ سرای بادشاہ کا کرتا
 اہل حاجت عرایض اوسی دیتی کہ نزدیک بادشاہ کچھ عرض
 رکھی وہ بندہ اون عرایض کو چرم دان میں رکھتا جسوقت
 بخدمت سلطان پہنچتا تاب جمال سطوت سلطانی سے
 مہوش ہو کر گرنا تا بادشاہ ہاتھ جیب و چرم دان سے
 اس کے میں لیجا کر عرایض اہل عیاج نکال کر حاجت سبکی

بہشت اور نجات کے ثبوت فرما کر ہر جہد ان اذکار کے
 میں رکھ دینا کام سیکے بغیر بیان و عرض برآمد ہوتے یہاں تک
 کہ ایک اوستی رد نہ ہوتا بلکہ مطلوب و مقصود ہر ایک کا عین
 و زیادہ طلب سے حاصل ہوتا بخلاف اور بتدکان ہوا
 و دافتمہ کے کہ عرض حاجت بحضرت سلطان کر سکتی تھے
 لیکن کارروائی سو میں سے ایک کی ازبوی مذرت
 وقوع میں آتی جانا چاہی کہ عالم میں ایک چیز ہی فراوان
 زنا اور سکا کسی حال و وقت میں لایق و مستزاد نہیں
 اگرچہ تمام اشیاء یاد رکھی اور بتیلا لاء لاء اور اس چیز کو
 فراموش کرے کو یا کچھ نہ لیا اور سیکو فراموش کرے
 کہ بادشاہ فی کسیو ایک دہ بن بھیجا واسطے ایک کار
 سیدنگ اوستی و مان باکر سو کار سو کار سکا زمین کے ادا
 کیئی اور بجایا لایا لیکن جس کام کے لئی بھیجا تھا وہ نہ کیا گویا کچھ

کیا پس آدمی اس عالم میں واسطے ایک کار کے آیا ہی اور مقصد
 اصلی وہی ہے اگر بالفرض سب کام اوستے کیے اور وہ کیا
 گویا کچھ کیا اِنَا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ
 وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَسْفَقْنَ مِنْهَا وَ
 حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا
 آسمان بابر امانت تو نہ تھی : قرعہ خالی بنام میں دیوانہ زدہ
 حق تعالیٰ نے عرض امانت آسمان و زمین و جبال سب پر فرمایا
 لیکن سب نے اوہانی بابر امانت سے خوف و انکار کیا ہر چند
 اور کار کہ ہر ایک میں مرکوز و مستور ہیں بحالات میں کہ عقل
 انسانی اوہیں حیران و مدہوش ہے یہ سب کام کرتے ہیں لیکن
 اوستی وہ ایک کام کہ آدمی ہی ہو سکتا ہی نہیں ہو سکتا ہی
 وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ فَرَمَاہَا اور لَقَدْ كَرَّمْنَا السَّمَاءَ
 وَالْاَرْضَ فَرَمَاہَا پس آدمی وہ کام کرتا ہی کہ نہ آسمان اور نہ

زمین اور زجبال ہی ہو سکتا ہی پس پوچھتے ہی آوری اوس
 کار کے ظلمی و چھولی اوس سے نیت دنا بود ہو و س
 مفروش خویش از ان کہ تویس گران پہا : حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ
 نینے نہیں اور اوقات و انفس تمہارے اور اموال کو خرید فرمایا
 اگر اون سب کو بکار میرے صرف کرو اور براہ میری دو قیمت کی
 بہشت جاودان ہی پس قیمت تیری آگے میرے یہ ہی اگر تونے
 ہو و فردشی بد و زخ اختیار کی ظلم کیا اپنی اوپر اور یہاں و حیلہ
 کرتا ہی کہ زمین اوقات اپنی بکار مائی عالی صرف کرتا ہوں علوم
 فقہ و حکمت اور منطق و نجوم اور طب و غیرہ تحصیل کرتا ہوں آخر
 یہ سب تیری واسطے ہیں اگر فقہ ہی کہلی ہی تا حلال و حرام
 و شنبہ ہی جدا ہو و اور تو سلامت رہی اور اگر نجوم ہے
 احوال اقلک اور تاثیرات کو اکب بہ نسبت اہل زمین کے
 اور زانی و گرانہ علم یا امن و خوف راہ و غیرہ ہی نہ سب متعلق

باحوال تیریکے ہیں اگر تو خوب غور و تامل کرے تو اصل ہی اور
 یہ تمام فروع تیری ہیست ہمہ ازہر تو گشتہ و فرمان بردار
 شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نہی : چونکہ فرع تیری میں اس قدر
 تفصیل و عجایب و احوال و عوالم بوالعجب ہے نہایت مندرج
 ہیں دیکھ تو کہ اصل ہے درمیان تیری کیا احوال و دلیت ہیں
 جو کہ تیری فرع میں عروج و نزول اور صعود و مہبوط اور سعاد
 و نحوست ہو تو کہ اصل ہی ملاحظہ کر کہ تجھی کیا عروج و نزول
 اور سعاد و نحوست اور نفع و ضرر ہو تو اور غدا تیری سوا
 اس غذا کے اور ہی تو ہی اس عالم میں اگر اس غذا کو فراموش
 کیا اور ساتھ اس غذا کے مشغول ہو کر شب و روز تن پروری
 کرتا ہی آخر نہایت تن اسپ تیرا ہی اور یہ اخیر اسکی پس
 غذا ہی اسپ غذا ہی سوار ہو وی اور تجھی بسر خود خواب و غریز
 اور عیش و تنعم لیکن اس سبب ہی کہ تجھ پر قوت حیوانی و بہمی

غالب ہی آسلیں گے اور دبا نہ خراسیان رہا ہی اور بصفت شاہان
 ایران عالم بقا مقام نہیں رکھتا ہر چند دل تیرا وہاں ہی لیکن
 چونکہ تیرا غالب ہی حکم تیرا اختیار کیا تو فی اوہ اسیرا و سکارا تو
 نقل ہی کی محنون بقصد دیار یسلی اور طرف شترانی کرتا تھا
 تاہ بقائی ہوش راہی کے وقتیکہ مستغرق بوصول یسلی ہوتا ہے
 اور شتر کو فراموش کرتا تھا اور شتر دہ مین ایک بچہ رکھتا تھا
 راہ دور و ذہ باز گشت کرتا اس طرح تین مہینے معاملہ رہا آخر
 الامر محنون نے بشور و فغان کہا کہ یہ شتر بلا ہی جان میرا کا او
 چھوڑ کر روانہ بجانب مقصود ہوا ہوی ناقی خلفی و قد
 الہوی والی وایا ہا مختلفان یعنی خواہش ناقہ او خواہش
 میری دونوں آپس میں مختلف ہیں او سکی خواہش بچہ ہی اپنا او
 میری خواہش معشوق اپنا - کہتی ہیں ایک بادشاہ نے پسر
 اپنا جماعت اہل ہنر کو بنا بر کب علوم نجوم و رمل وغیرہ پڑ

لیا وہ پسر با وجود کودنی و بلاد محبت و تربت اوستاد
 کامل ہوا ایک روز بادشاہ نے انگشتی اپنی پشت لیکر اپنی
 فرزند کا امتحان لیا کہ باری پان کر کہ میں مشت اپنی میں سیا
 رکھتا ہوں عرض کیا کہ جو چیز حضرت کی مشت میں ہی گر اور
 اوجھوت ہی بادشاہ نے کہا بد نشان ہے استہین پس حکم کر
 کہ نام او پھیر کا کیا ہی گز ارش کیا کہ غزال بادشاہ نے فرمایا کہ
 اتنی نشان راست و درست تو فی بیان کی لیکن انجام کار کشا
 دوسرے فقہی کے مقصود اصلی تھا محروم رہا یہ نہ خیال کیا کہ غزال
 بہشت کیونکر گنجائش رکھی ایسی ہی علما علوم ظاہر کے جو کہ
 بعضی کار آمد فی نہیں موشگافی کرتے ہیں اور احاطہ کلی کہتی
 ہیں اور جو کہ نزدیک تر ہی ہے طلب اسکی میں قاصد و کامیابی
 حال ہی اس گم نام راقم رسالہ کا کہ بجل و حرمت اشیا ستم
 کرتا ہی اور بجا و عدم جواز اور خود حل و حرمت اور جائز و

ناجائز اور پاک ناپاک سی اگاہ و خبردار نہیں اسے جل شانہ
 کی شان ستاری ہی کہ عیب پوشی عباد باوجود غیب دانے
 فرماتا ہی وگرنہ یہ علم ظاہری کچھ کام نہ آوے اور نہ باختر سہ
 بیست ہر علم کہ در در رسد آموختہ اند : فی القبر یضرہم ولا ینفعہم
 بندگان انہی بسبب نیک طبعی اور حسن ظن اپنی کے اس حامل اور
 اس معاصی کو نیک بخت خیال و تصور فرماتی ہیں بیست
 ہر کسی از ظن خود شد یار من : و در درون من بخت اسرار من
 جو اصل مطلب شناخت و عرفان ہی اور کسی کے براصل عیب
 اور دور زنا و آخر میں ہیں اور اہل دنیا آخر میں اور جو کہ
 احضار عارف ہیں نظر اونکی دو نویں اعلیٰ و بالا ہی وہ غیب
 و نادہر میں متوسطین آخر میں ہیں اور آخر میں انعام ہیں
 رہبر ہر انسان کی بہت ہی جتنک کہ اوسی درد و ہوس و عشق
 و طلب کسی کار کی دلی خیرش نگیری وہ کار میر نہ آوے خواہ

کار دنیا ہو یا کار عقبی یا تجارت و بادشاہی یا طلب علوم عقلی
 یا نقلی جب تک مریم کو در درزہ ^{پیدا} ہوا قصہ وارادہ او س درخت
 خشک کا کنیا غرض کہ حضرت مریم کو در درخت پائس لایا اور
 درخت خشک میوہ دار ہوا پس تن ہمارا مریم عیسیٰ زراہی
 اگر بگوید ز پیدا ہو و عیسیٰ ظہور کرے و گرنہ محروم و بی بہرہ
 رہیں ریاعی جان از درون بفاکہ و طبع از برون بہرگ
 دیوار خورش بنجہ و جہت پدہشتا بہ اکنون بکن دوا کہ مسیح تو
 بر زمین است بہ چون شد مسیح سوئی فلک فوت شد دوا -
 فائدہ یہ سخن واسطے او سکے ہی کہ جو محتاج ہی بسخن ادراک
 بین کر سکتا مگر بسخن لیکن جو کہ بے سخن ادراک کری او سکے
 کیا حاجت ہی یہ سخن کہ دانای ہی بہان و آشکارا کا حکایت
 ایک شاعر تازی گو در بار ایک بادشاہ مین حاضر ہوا وہ باد
 شہ ^{شاہ} ترک تہا زبان پارسی ہی نیانستہ شاعر نے مدح او سکی مین

قصیدہ غرا بزبان تازی کہا اور لایا او س وقت کہ سلطان
 باریک سلطنت جلوہ افروز تھا اور امرا و وزرا اور اہل دیوان
 سب علی قدر مراتب حاضر تھے آیا اور استاد ہو کر قصیدہ
 آغاز کیا بادشاہ بمقام تحسین سر جنبانی کرتا تھا اور بمقام
 تعجب خیرہ رہتا تھا اور حسین مقام میں کہ محل تو اقصیٰ تھا
 فرماتا تھا اہل دیوان حیران رہی کہ بادشاہ ہمارا زبان تازی
 نہیں جانتا یہ سر جنبانی مناسب محل اوس سے کیونکر صادر ہو
 ہی مگر کہ زبان تازی سی آگاہ تھا برسوں ہم سے مخفی و پوشیدہ
 رکھتا تھا و امی حال ہماری پر کہ ہمیں زبان تازی بی ادبیان
 خدمت میں کین ہین ایک غلام خاص تھا بادشاہ کا سب اہل
 دیوان نے جمع ہو کر اوسے اپ و اسر و مال و اسباب دینا قبول
 کیا کہ ہمیں اس جالسی آگاہ کر کہ آیا بادشاہ زبان تازی جانتا
 یا نہیں اور محل سر جنبانی کیا تھا کرامات یا الہام پس ان کو

بادشاہ بنابر شکار گیا تھا سکار بہت ماہہ آیا غلام نے بادشاہ
 کو دل خوش یکہکر پوچھا بادشاہ نے تبسم فرمایا اور کہا اس
 میں زبان تازی نہیں جانتا لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ غرض
 شاعر کی خوشنودی میری کہ اصل قصیدہ گوئی ہی وہی ہے
 اور تحسین و تعریف اپنی ہی معلوم کیا مینے کہ اصل مقصود
 وہی اور شعر فرج ہی اوسکی سرجنبانی کی مینے اگر وہ مقصود
 ہوتا شعر نہ کہتا پس اگر مقصود نظر کرین دوی و شیریت
 مرتفع ہو دوی و زمین ہی اصل ایک ہی اسطرح طرق
 مشایخ کرام اگرچہ بصورت مختلف و متفاوت ہیں اور
 افعال و احوال مباین و تغایر رکھیں لیکن اوروں مقصود
 کہ وہ طلب حق ہی ایک ہیں جیسا کہ بوزید بن ہریرہ اعظم
 و حرکت و جنبش بقالین و کلیم و حسن و خاشاک اور حیا ضرر
 بجا و انجبار و اوراق بدید آتی ہی دیکھیں و الیکو تمام احوال

متفاوت و گوناگون معلوم ہوتے ہیں لیکن از روی مقصود
 و اصل حقیقت ایک ہوا ہے قائمہ ایک نے کہا میں مقصود
 خفا و ارہون اور اس سببے خائف و اندیشہ ناک اور یہ
 صدور و ورود عتاب باعث عدول حکمی میرے کے ہی پس آنا
 اس خطرہ کا دلیل ہی محبت و عنایت محبوب کے اس لئے کہ عتاب
 دوست کو کرین نہ بگاڑو گوار عتاب متفاوت ہی اگر کسی کو
 جذبہ و آگاہی عتاب ہی حاصل ہووے پس وہ دلیل محبت و عنایت
 کے ہی اس کے حق میں اور اگر ورود عتاب اوسے معلوم و درد
 ناک مری معلوم ہووے کہ عقل و محبت نہیں جیسا کہ قاضی و قلم کو
 بچوٹ فی گرفتاری کرین نام اوس کا بہ نزد عقل عتاب نہیں
 لیکن اگر فرزند اور محبوب اپنی گواہین اور سزا زشت کرین او کو
 عتاب کہیں اور دلیل محبت ایسی ہی مقام میں ظہور کرتی ہی پس
 آری جینک اپنی میں درد و پشیمانی محسوس معلوم کری جائے

کہ عنایت اور دوستی ہی حق کی اگر کوئی اپنی بہائی میں پہنچے
 دیکھی وہ عیب اوسی میں ہی کہ دوسرے میں دیکھتا ہی عالم مثل
 آئینہ ہی ہر کوئی نقش اپنا اوس میں معاینہ کرتا ہی الْمُؤْمِنُ
 مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ اوس عیب کو آپسے جدا کر اس لئے جس چیز
 سی کہ تو اوس سے رنجیدہ ہوتا ہی گویا آپسے رنجیدہ ہوتا ہی
 حکایت ایک فیل کو واسطے بلانی پانی کے ایک چشمہ پر
 لائی فیل نے ہم شکل اپنا پانی میں دیکھا ہاگا فیلان سے جھاک
 دوسری سے رم کرتا ہی یہ بجاتا تھا کہ عکس اپنی سے رم کرتا
 ہی تمام اخلاق بد ظلم و کینہ و حسد و حرص و بی رحمی و تکبر سے
 کہ تجھ میں ہیں رنجیدہ نہیں ہوتا جو وہ اخلاق ذمیرہ دوسرے
 میں دیکھتا ہی رنجیدہ و متنفر ہوتا ہی پس جان کہ تو اپنی سی
 رنجیدہ و نیرار ہوتا ہی **تمثیل** دو مرغ کو باوجود
 اگر اہم خراج و بازو باندہین ہر چند کہ دو پر سی چار ہو گئی لیکن

پرواز نہیں کر سکتے اس لئے کہ دوی ہی آفتاب کو وہ لطف
 ہی نہ رو بروی خفاش مری اور فانی ہو و لیکن جو یہ امکان نہیں
 رکھتا کہتا ہی ای خفاش لطف میرا سبکو پہنچا ہی جا رہا ہو
 کہ تیری حق میں احسان کروں پس تو مر کہ مرنا تیرا ممکن ہی نا تو
 جمال میری تو ہر ہر ہر ہو و اور خفاشی سے باہر اگر غفائی
 قاف قریب ہو وی تو **فصل** ایک کوئی چیز کم کی ہی
 پب و راست اور پیش و پس دواد و اور جستجو کرتا ہی پس
 دقتی کہ شئی مفقودہ ہاتھ آئی نہ بالاجتجو کرتا ہی اور نہ زیر
 اور نہ بچ و راست اور نہ پیش و پس بروز قیامت سب
 جمع ہو وین اور تمام ایک نظر اور ایک زبان اور ایک
 گوش و ایک ہوش ہو وین جیسا کہ دل آدمی ایک باغ
 یا ایک دوکان میں شریک ہو وین سخن او غم و مشغولی
 ایک ہو و اس لئے کہ مطلوب سب کا ایک ہی پس بروز قیامت

کہ سب کو کام خدائی پڑی سب ایک ہو وین اور دسائیں پیا
 بکار علیہ مشغولی ہی کوئی مطلب زن اور کوئی مطلب ان
 کوئی کلب اور کوئی بعلم سب کو ہی اعتقاد ہی کہ دربان و ذوق
 خوشی و راحت میری اوہمین ہی اور وہ رحمت حق بہ حبیب
 وہان جاتا ہی اور طلب کرتا ہی بنین پاتا اوٹا پہتا ہی جو ایک
 ساعت درنگ کرتا ہی کہتا ہی وہ ذوق و رحمت لا یتطلب
 ہی پس مینی خوب نہ طلب کیا بہ طلب کرو بنین جو دوبارہ
 طلب کرتا ہی بنین پاتا اسطرح ناگاہ کہ رحمت جلو کرے
 بعد از ان بی حجاب چائے کہ راہ وہ نہ تہی لیکن بندگان خدا
 ایسی ہی ہین کہ پیش از قیام قیامت جانتی اور دیکھتی ہین
 آخر باب المشارق و المعارب اسد الغالب مرتضیٰ علی کرم
 اللہ وجہہ فرماتی ہین لو کشف الغطاء ما ازددت
 یقیناً یعنی بوقت انتزاع و مفارقت اس قال حبیبی اور

ظہور قیامت کے یقین میرا زیادہ ہنوس تھا اور اسکا یہ کہ ایک
 قوم نے شب تاریک تجوی کر کے ہر جانب نماز ادا کی وقت
 ظہور روز نے اوس سے رجوع کیا مگر جو کہ اول سے رو بقیہ تھے
 اوہیں حاجت رجوع و برگشتگی نہ ہی از بسکہ تمام مخلوق رومی
 توجہ بجانب اوسى واحد یکتا کے لاتی ہیں اور شب تار کہ مرا
 اوس کے دنیا ہی اوسى طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن بحق خواص
 العباد ہر دم قیامت حاضر ہی سخن کو پایان و نہایت نہیں
 لیکن بقدر طلب طالب اور تاہی کہ **إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا**
خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ یعنی کنوز و خزان
 ہر چیز کے ہماری پاس موجود و ہیا ہیں اور نہیں اوتارتی ہم
 اوہیں مگر باندازہ معین و مقرر بحکمت مثل باران کہ معدن
 اپنی مین بی پایان ہی مگر بقدر مصلحت نازل ہوتا ہی ہوا
 و اوقات اپنی مین لیکن جس جگہ سی آتا ہی وہاں بی حد و بی نہایت

ہنی شکروادویہ کو عطار کاغذ باندھتی ہیں شکروادویہ
 نہ اوس قدر ہی کہ کاغذ میں کرتے ہیں سعادن شکروادویہ بی حد
 بی پایان ہیں الا بقدر حاجت دیتا ہی کاغذ میں کب گنجائش ہے
 کھلم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن و تشنیع کرتے تھے کہ قرآن
 بیکرتبہ اونپر کیوں نہیں نازل ہوتا سورہ سورہ اور آیہ آیہ
 کو واسطے آتا ہی حضرت نے فرمایا یہ نادان رمز اوسکی سے
 واقف و آگاہ نہیں اگر دفعتاً واحدہ نزول کری میں خشیتہ
 اوسکے سے کوفتہ و گداختہ ہو جاؤں اس لئے کہ واقف و
 آگاہ تہوری سی بہت فہم و ادراک کرتا ہی - آدمیم بر مطلب
 کہ جب ہم بخدمت عطار آئی شکروادویہ اوسنا پس بہت
 مگر دیکھتا ہی کہ سیم طالب پاس کس قدر ہی بقدر اوس سیم کے
 دیوی پس مراد سیم سی اس جگہ بہت و اعتقاد ہی بقدر اعتقاد
 اور بہت کے نزول سخن ہوتا ہی بعض مردم وہ ہیں کہ کجا
 اونہیں

کفایت نکرے اور بعض وہ کہ قطرہ چند اونہیں مفتی ہووین
 اور زیادہ اوس سے نقصان و زیان بہ نسبت اونکے رکھے اور
 یہ تہنا بعالم معنی اور علوم و حکمت ہنیں ہی بلکہ سب چیزیں
 ایسا ہی ہی اموال و معادن بی حد و بے پایاں ہیں لیکن بقدر
 توصلہ شخص فرو آتے ہیں اس سے کہ زیادہ کا تحمل ہنیں
 ہو سکتا دیوانہ ہو جاتا ہی چنانچہ فرعون کہ ملک و مال افزا
 حوصلا اوس کے سے عنایت ہوا تحمل نکر سکا آخر الامر دعویٰ
 نہائی گا کیا وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا
 فِي الْأَرْضِ بلیت تاکس کہ تو نگر ت نمی گردانہ
 اصلحت تواز تو بہ میدانہ البتہ یہ شخص معقد ہی لیکن
 منہ اعتقاد کے ہنیں جانتا جیسے کہ کو دک معقدان ہی
 لیکن نان ہنیں جانتا کہ نان کیا چیز ہی علی ہذا القیاس
 حال اور ارشیا کا کہ انسان محتاج ہی طرفت اونکے ہے

فصل ایک فی سوال کیا کہ نماز سی فاضل کیا پیر ہو
 جواب دیا بیان نماز بہتر ہی نماز سے اور جواب دوسرے کہ
 ایمان بہتر ہی نماز سے اس لئے کہ نماز باوقات پنجگانہ فرض
 ہی اور ایمان جمیع اوقات فرض ہی اور نماز بعد از قسط
 ہو کہ اور درخصت تاخیر رکھی بجز ایمان کہ پوستہ فرض
 ہی اور ایمان بی نماز منقوت کرے اور نماز بی ایمان منقوت
 نہ کرے مثل نماز منافقین **تمشیل** جسکے رستائے
 ہر ایک پوستین و لحاف وغیرہ گزندہ سرمایہ بگڑتا ہی
 اس طرح تمام نبات و درخت و گیاہ وغیرہ بگزندہ سرمایہ
 سی برگ و بارہن رہتا اور تمام رخت اپنا باطن میں چھپا
 پھان کرتا ہی تا اسکی سرمایہ و سپر نہ پہنچی وقتی کہ موسم ہمار
 تجلی فرماو جواب سوالات جسکے احیا و امانت و انبات
 یکبار حل ہووین اور وہ اسباب پر فاستہ ہووین اور

تمام سراپا باہر لاوین اور معلوم کریں کہ سب اوس بلا
 کا کیا تھا اگر جمال حق تعالیٰ بے حجب و نقاب رنج نمائی کری
 ہم طاقت اوسکی نہ کہیں اور بہرہ مند نہوین بوساطت ان
 حجب و نقاب کے مدد و منفعت اوٹھاتے ہیں مثلاً آفتاب
 کہ ہم نور اوسکے میں زقار کرتے ہیں اور دیکھتی ہیں اور
 ٹیک و پد میں تمیز کرتے ہیں اور حرارت اوسکی سے گرم ہوتے
 ہیں اور اشجار و بیاتین شمر ہوتی ہیں اور فواکہ ترش و تلخ
 گریں اوسکی میں بخت و شیرین ہوتے ہیں اور معادن زر و
 ندر لعل و یاقوت تاثیر اوسکی سے ظاہر ہوتے ہیں اگر یہ آفتاب
 کہ اس قدر منافع دیتا ہی بوساطت اگر نزدیک تر آوی کہ منفعت
 ندیوی بلکہ تمام خلق و عالم سوختہ و نیست ہووین حق تعالیٰ
 جو کوہ بر حجاب تجلی فرماوی اوسے پر درخت و پھل و سبزہ
 کمری اور آراستہ و پیراستہ اور جوبی حجاب تجلی فرمائی

اوسے ریزہ ریزہ کرتا ہی لیکن عقل جہد و کوشش اپنی ترک نہیں
 کرتی اور اگر کوشش اپنی رہا کرے وہ عقل نہ ہو عقل وہ ہے جس
 ہمارے شب و روز مضطرب و بیدار ہو و فکر و جہد و اجتہاد کو
 سی بادرک ذات باری عزاسمہ کے اگرچہ وہ بدرک ہو و اور
 قابل ادراک نہیں سرگردان و حیران ہی عقل مثل پروانہ ہی
 معشوق مانند شمع اور پروانہ جو اپنی تین شمع پر مارے ہلاک
 ہو و لیکن پروانہ وہی ہی کہ باوجود پہنچنی اسب سوختگی و
 الم کے شمع سے صبر و شکیبائی نہ کرے اور اگر کوئی حیوان
 مثل پروانہ نور شمع سے شکیبہ نہ ہو و اور اپنی تین اوپر
 شکاری و پروانہ نہ ہو و اور اگر خود پروانہ نور شمع پر مارے
 اور نہ جلاؤی پس وہ شمع نہ ہو و پس جو آدمی کہ حق سے
 شکیبہ نہ ہو و اور سعی نہ کری وہ آدمی نہیں اور اگر ادراک
 کر سکے حق کو وہ حق نہ ہو و پس آدمی ہمیشہ اجتہاد ہی خالی

نہیں اور گرد نور جلال حق کے پہرے ناہی بی آرام و بیقرار اور حق
 وہ ہی کہ آدمی کو سوختہ کرے اور نسبت اور ادراک میں کسی
 عاقل کی نہ آئے مثیل مثلاً دو گدا اوپر دروازہ ایک
 شخص کے آئے ایک مطلوب و محبوب ہی اور دوسرا مستغرض
 و محققت خداوند خانہ نے غلام اپنی سے کہا کہ مستغرض کو
 جلدی تاخیر و درنگ نہ دے دیکر جلد رخصت کرتا دروازہ ہی
 جلد جاوے اور اوس دوسرے کو کہ محبوب ہی وعدہ دیکر کہ ابھی
 پانچ بجے و تیار نہیں ہوئی صبر کرتا کہ پنی نان کے دوستوں کو مل
 میرا بہت چاہتا ہی کہ دیکھوں اور میرے نظر کروں چاہو وہ
 مجھے توجہ و دل جمعی دیکھیں اور پہچانیں اسلئے کہ آدمی
 بار اپنی کو شتاب فراموش کرتا ہی نہیں دیکھتا تو اس عالم
 میں کہ ساتھ کسی شخص کے دوست ہو کر محبت ہم پہنچاتا ہی
 بعد کہ وہ جانانہ نظری میں یوسف ہی اور یک فعل

قبیح فرشت اور سب سے پوشیدہ ہو کر نہیں چاہتا کہ مدت
 العمر پورا اسی دیکھے اور صورت یوسفی گرگی متبدل ہو سکے
 جی کہ یوسف دیکھتا تھا اب اسی گرگی تصور کری ہر چند
 صورت اس کی متغیر و متبدل نہیں ہوئی بصدور اس ایک
 حرکت عارضی کے اسی کم اور فراخ کوش کیا فردا کہ حشر طے
 ہوگا اور یہ ذات ساتھ ذات دوسری کے متبدل ہوگا
 جو ثانی اسی خوب نہیں دیکھا اور ذات اس کی میں خوب
 غرض و غور نہیں کیا کیونکہ تو اسی پہچان سکے گا حاصل
 کلام وہ کہ او صاف بد و نیک سی گز کر عین ذات اس کی
 میں نظر کرنا چاہی کہ او صاف حمیدہ و قبیحہ مستعار ہیں
 یہ او صاف کہ مردم باہم دیکھتی ہیں او صاف اصناف^{نہیں}
 ہیں تو صبیح بھی تعجب آتا ہی کہ گورے کہ کہیں اولیا اور
 عشاق بعالم بچوان کہ اسی مکان و جا نہیں اور نہ صورت

بیچون دلی چگون ہی کیونکر عشق بازی کرتے ہیں اور مدد و
 قوت حاصل کرتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں آخر شب و روز
 کہ یہ شخص شخص دوست و سرگود دوست رکھتا ہی اور اوس سے
 طالب غون و جدو گا ہی آخر یہ مدد لطف و احسان اور
 و ذکر و فکر اور شادی و غم اوسکی سے لیتا ہی اور یہ سب
 عالم لا مکان میں ہیں اور مدد و مسیدم اجین معانی ہی مدد
 حاصل کرتا ہی اور متاثر ہوتا ہی تعجب اوسی نہیں آتا اور یہ
 غیب و ناد معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ عالم لا مکان کے کیونکر
 عاشق ہووین اور اوس کے کیونکر مدد لیوین حکایت
 ایک حکیم منکر تھا اس امر کا اتفاق لاکر و زمار ہوا اور رنج
 اوس پر زیادہ ہوا ایک حکیم آہی اوسکی عیادت کو گیا او
 کہا تو کیا چاہتا ہی کہا صحت کہا صورت اس صحت کی بیان
 کر کر کیونکر ہی تا حاصل کرونین حکیم جوابی نے کہا صحت

نہ کہی کہ وہ بیچون ہی حکیم الہی نے کہا پس تو طالب او سکا کس
 وجہ سے ہی کہ وہ صورت نہ کہی کہا میں اس قدر جانتا ہوں
 کہ بوقت حصول صحت فوت و قبر ہی اور تازگی و شگفتگی
 پیدا ہوگا اور رنگ میرا سرخ و سفید حکیم الہی نے کہا میں
 پنجہ سے نفس صحت سوال کرتا ہوں کہ ذات صحت کیا چیز
 ہی اور توا و صاف او کے بیان کرتا ہی کہا میں نہیں جانتا
 ذات صحت کو حکیم الہی نے کہا اگر تو مسلمان ہوگا اور
 عقیدہ فلسفی سے رجوع کرے میں تجھی بمعالجہ تندرست
 کروں اور صحیح و سالم محیط کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سی سایل ہوا کہ ہر چند یہ تمام معانی بیچون ہیں لیکن
 ہر آدمی بواسطہ صورت کے اوں معانی سے منفعت حاصل
 کر سکتا ہی صورت آسمان و زمین معائنہ کرتا ہی اور تصرف
 افلاک باریدگی باران بوقت اور ظہور تابستان و زمستان

اور تغیر و تبدل روزگار سے کہ سب اوپر صواب و حکمت
 کے ہیں آخر ابرجہاد ہی کیا جانے برسانا بروقت اور زمین
 کیا جانے روئیدگی اور افزونی انبات میں پس اوسے دیکھ
 جو یہ قدرت رکھتا ہے اور اوس سے مدد طلب کر جیسا کہ
 غالب آدمی سے مدد طلب کرتا ہے معنی آدمی اور معنی عالم
 سی مدد طلب کر حق غراسمہ صورت و حرف سی منزہ و
 پاک ہی سخن اوسکا خارج حرف و صوت کہی مگر سخن
 اپنا حرف و صورت اور ہر زبان سی کہ چاہی رہا ان اور
 جاری کری جیسے کہ اکثر طرق اور راہوں میں اوپر حیاض
 و عیون کے مرد سنگین یا منع سنگین بناہیتی ہیں کہ ہن
 اونکے سے پانی جاری ہوتا ہے اور حیاض میں گرتا ہے
 تمام اہل دانش جانتی ہیں کہ وہ آب دہان منع سنگین
 سی نہیں آتا اور جگہ سے آتا ہے حکایت ایک

شیخ وقت اپنی مریدوں میں بیٹھا تھا ایک مرید کو خواہش
 سربریان دلیں گزری شیخ نے اشارت کی کہ واسطے قلا
 کے سربریان لاؤ مریدین نے کہا کہ شیخ کو کیونکر معلوم
 ہوا کہ اسے خواہش ہی سربریان کی شیخ نے جواب دیا
 کہ عرصہ تیس سال کا ہوا ہی کہ میں نے دل اپنا تمام شہیت
 دنیا سی پاک کیا ہی اور مثل آئینہ بے نقش و سادہ ہوا
 ہوں بالفعل کہ میل سربریان نے میری خاطر میں خطہ کیا
 اور اشتہا و رغبت معلوم ہوئی تینے سمجھا کہ یہ اشتہا
 غلامیکے ہی اس لئے کہ مرأت باطن میری کمالی نقش ہے
 پس اسوقت کہ آئینہ باطن میری میں نقش سربریان معلوم
 ہوا میں نے جانا کہ یہ نقش غیر کا ہی حکایت ایک
 عزیز چلہ نشین تھا بنا بر طلب مقصود کے نہ آئی کہ یہ
 مقصود بلند و عظیم کچھ حاصل نہ ہو چلہ سی باہر آجیکہ

نظر ایک بزرگ کی تجھ پر واقع ہنودے مقصد تیرا حاصل
 ہنودی کہا اوس بزرگ کو کہاں پاؤں کہا مسجد جامع
 کہا مجمع خلافت میں اوسی کیونکر پہنچا نو کہ کوتاہی جواب
 دیا کہ جاوہ بھی پہچان ایگا اور تجھ پر نظر کریگا اور نشان
 اوس نظر کا یہ کہ ابرق تیرے ہاتھ سے گر پڑے اور تو
 بیہوش ہووے معلوم کر کہ اوسنے نظر تیری طرف کی ہے
 غرضکہ وہ موافق مذاعمل میں لایا اور ابرق باب پر کر کے
 ستھائی صفوف اہل مسجد کرتا تھا اور درمیان صفوف
 پہرتا تھا ناگاہ ایک حالت اوسپر طاری ہوئی تہقہہ را
 اور ابرق ہاتھ سے گر ا اور بیہوش ہوا غرضکہ نماز
 خلق چلی گئی جب ہوش میں آیا اگو تہا دیکھا اور اوس شیخ
 کو کہ نظر اوسپر ڈالی تھی نہ پایا مگر مقصد اوسکا حاصل
 ہو گیا مردان خدا ہیں غایت عظمت وغیرت حق کی سیکو

مونہہ نہیں دکھاتے مگر طالعین کو بمقاصد خطیر پہنچاتی ہیں۔
 ایسی شان گدا صورت غریب و نادار ہیں۔ کسینی ایک
 بزرگ سی کہا کہ اکثر بزرگ بحضور تہادی آتے ہیں کہنا
 سی حضور ہمارا نہیں رہا اوس مصور پاس آتے ہیں جسے
 معتقد ہیں کسی نے بخدمت عیسیٰ علیہ السلام عرض کیا کہ تین
 بدو لٹخانہ حضرت کے حاضر ہوتا ہوں کہا ہمارا اس عالم میں
 گھر نہیں ہی تو کہاں آویگا۔ **وایت** لائی ہیں کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام بصرہ اسپر کر رہی تھے اتفاقاً باران عظیم نے
 اہیریا ناچار گنج غار میں خانہ سید گوش تہاوان پناہ لیجا کہ
 توقف کیا تا انقطاع باران اس اثنا میں وحی نازل ہوئے
 کہ خانہ سید گوش سے باہر جا کہ بچی اوسکے بسبب تیرے بی
 آرام ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے بجناب باری عرض کیا کہ بچکان
 سید گوش کو مقام وجگہ ہی اور واسطے ابن مریم کے کوئی بنا

و مقام اور خانہ و جگہ نہیں حکم آیا کہ البتہ فرزند ان گیش
 کے لئے خانہ و مقام ہی مگر جو خصوصیت و نسبت کہ بچی ہمارے
 ساتھ ہی فرزند ان سید گوش اور سید گوش کو حاصل نہیں
 بچی کیا خوف و اندیشہ کہ لطف ہمارا کار سازی تیری کری
تمثیل ایک شیر نے قصداً آہو کیا آہو خوف او کے
 سے جب قدر طاقت و توانائی رکھتا تھا ہاگا آخر الامر شیر نے
 اوسے گھیر لیا اور پنجہ قدرت شیر سے رہائی نہ کہی پس پھر
 شیر سی بہوش و بخود ہو کر رو برو او کے گر پڑا پس
 اوسوقت فقط ہستی شیر کی باقی رہی اور ہستی آہو محو و
 ہوئی استغراق وہ ہی کہ اولیا کو مثل اور مخلوقات کے کچھ
 خوف و خطر شیر و پلنگ اور کسی ظالم سی باقی نہیں رہتا
 یہ حال اوسے سے خلیف و ترسان رہتی ہیں اور او پر یہ
 مکشوف ہو جاتا ہی کہ خوف و امن اور عیش و طیش اور خوف

خواب سب اوسی سے ہیں اور محسوسہ و مخصوصہ کہ بیداری
 چشم شیر و پلنگ اور آتش و آب و غیرہ اشیاء ہر وہ سے
 مشاہدہ کرتے ہیں یا اشیاء مطلوبہ و محبوبہ مثل ب تین
 اہنار اور حور و قصور اور اطعمہ مرغوبہ اور اشربہ مطلوبہ اور
 الیہ و افزہ اور بلدان و منازل اور عجایب گوناگون مٹا
 جانتی ہیں کہ یہ تمام اس عالم سی نہیں پس یقین ہووے
 او نہیں کہ امن و خوف اور راحت و رنج خدا کی طرف سے
 ہیں پس انکو کچھ خوف و خطر خلق سے باقی نہ ہے جسوقت
 یہ مرتبہ ہم پہنچے بجز حق سبحانہ کچھ اور باقی نہ ہے فلسفی
 اسکو بدلیل جانے اور دلیل پائیدار ہووے **طیبت**
 بائی استدلائیان چوبین بونہ : بائی چوبین سخت بی تکلیف
 جیہ کہ کوئی معلوم کرے کہ اس گہر کا ایک بنائیوا لا ہے
 کو نہین مینا ہی عاجز نہین قادر ہی معدوم نہین موجود ہے

مردہ نہیں زندہ ہی اور سابی ہی اور بنار خانہ کے یہ سب
 جانتا ہی بدلیل اور دلیل کو بقا و قیام نہیں جلد فراموش ہو
 گئے، خیر نے کہ بنار کو بعین الیقین دیکھا ہرگز تصور و
 خیال اوکے سے وہ بنار خانہ غائب ہوئے اسلئے کہ عفا
 فانی بحق ہیں اور مغلوب و ستمگر بذات جبرم و گناہ
 اوکے حق میں گناہ ہو وین تمثیل ایک بادشاہ
 نیز اپنی کو حکم کیا کہ آراستہ ہو کر روپر و غلاموں ہمارے
 جیلہ گر ہوتا امانت و خیانت ہر ایک کی ظاہر ہووے
 محل نیز کا اگرچہ بظاہر عصیت و خطا ہی لیکن بحقیقت
 عین طاعت و بندگی بادشاہ ہی عارفوں نے خدا کو اس
 عالم میں بے دلیل و بے تقلید دیکھا ہی یہاں بے پردہ و
 مجاہد کہ تمام نیک و بد سی بطاعت و بندگی حق مشغول
 صرف ہیں و ان میں شے الا لیسے مجملہ یعنی

ہمیں کوئی چیز خالی یاد آئی ہے پس بحق عارفین ہی عالم
 قیامت ہی اس لئے کہ قیامت عبارت ہی اوس کے ہے
 کہ سب بندگی خدا کریں اور بجز بندگی کام دوسرا نکرین عالم
 از روی لنت عارف سی غالب و برتر ہی اس واسطے کہ
 عالم صفت ہی خدا کی نہ عارف اور خدا کو غارت نہ کہنا
 لایق و سزاوار نہیں معنی عارف کے یہ ہیں کہ غلم او ۔
 بعد از جہل حاصل ہوگا اور یہ بحق باری غراسمہ روا نہیں ۔
 عارف فی خدا کو بے برہان و دلیل جانا اور پہچانا ہی مشابہ
 و معاینہ حکایت ایک روز بو عیب حکم سلطانی
 مجوزن کو طلب کیا بادشاہ فی اوس سے سوال کیا کہ بچہ
 کیا ہوا اگر آپ کو تو نے رسوا و خراب کیا اور فنا و بربادی
 اور خرابی خانان اختیار کی لیلیٰ میں کیا خوبی و زیبائش
 ہی آہم تجھے خوبان نغز و نادر دکھاوین بلکہ عطا و بخشہ ۔

فرماوین انقض مجنون کو حاضر کیا اور خوبان نازنین جلوہ
 پرا ہوئیں مجنون سرکندہ ہو کر بڑی دیکھ رہا تھا بادشاہ نے
 فرمایا سر بلند کر کے بطرف ان مہوشان طناز کے نظر کر کہا
 عشق لیلی شمشیر کشیدہ میری سر پہ کھراہی مجھی خوف آتا ہی
 کہ مبادا سر میرا تن پر سی جا کرے اگر میں سر بلند کروں اور
 دیکھوں آخر مجنون نے کچھ تو دیکھا تھا کہ ایسا مستغرق بد رہا
 عشق لیلی ہو گیا اور یہی چشم و رخ و بینی رکبتی تہیں لیلی
 میں کہا دیکھا تھا کہ ایسا قبل خیر عشق او کے کا ہوا : :
 شمشیل جیسے کہ اہل دل کی کو مارے اور سر و بینی و دہان
 سب بندہ تہ کرے لوگ کہیں یہ یہ ظلم ہی اور زندہ ظالم لیکن
 بتحقق زندہ مظلوم ہی ظالم رہ کر بی مصلحت بے سبب نہ ہو
 سر شکنی کرے پس یہ زندہ بالیقین مظلوم ہی کہ صاحب دل
 اور تہلک بخت ہی فعل او کے فعل خدا کا ہی اور خدا کی طرف

نسبت ظلم کفر ہی مانند محی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتوت
خون و غارت فرمائی تھے لیکن ظالم وہ تھے اور حضرت مظلوم
غرضکہ دونوں حال میں رسول مقبول مظلوم ہیں بحالت
اور زدہ شدہ گی کہ حق بجانب اونیکہ ہی اور مظلوم وہی ہے
کہ حق بجانب اوسکے ہوگا ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اساری پر دلسوزی و رحم فرما رہے تھے کہ وحی مازل ہو
کہ ان اساری سے کہو اس حالت میں کہ تم بہ بند و زنجیر مقید
ہو اگر نیت تمہاری بخیر متوجہ ہو حق تعالیٰ تمہیں اس قید
سے رہائی و نجات دیوی اور جو مال تمہارا تلف ہوا وہی
ستر دوا پس ہوگا اور اصناف اوسکی غمخیزان و ضعیفان
آخرت میں بعوض ایک گنج کے دو گنج حاصل ہووین۔ ایک
گنج کہ دنیا میں تلف ہوا اور دوسرا گنج آخرت ایک نے
سوال کیا کہ جو بندہ عمل کرے وہ توفیق خیر عمل سے حاصل
ہووی

یا عطا نمی حق فرماید و نو خطا و توسیق من جانب اسد ہیں لیکن
 حرت بجان غایت لطف اپنی سے دونو کو نسبت کرتا ہے طرف
 سندہ اپنی کے کہ صد و دونو کا تجھی سے ہی تا وقتی کہ یہ بندہ
 مطیع سالار اپنی کا ہو و مثلاً چنے سپاہی بخدمت امیر جو
 مطیع و زبان بردار حکم ایڑے کے ہو وین امیر ہی ہمت و عقل
 اپنی اونٹنے کام میں صرف کرے اور دہلی اصلاح اونکے
 ہو لیکن اگر مطیع ہو وین امیر ب ہمت و عقل اپنی تہا کہ
 کار و احوال اونکے صرف کرے عقل تن آدمی میں مانند
 امیر کے ہی جینک رعایا می تن مطیع عقل ہو وین تمام کار
 اصلاح جاری ہو وین اور جو منقاد اس عقل ہو وین سب
 بصاد میل کرین جیسے کہ دست و پای وزیران مجبور و مست
 نیا فساد بر آتے ہیں دوسرے روز بعد از ہوشیاری کہتا تھا
 آگ کیا کیا مینے اور کیوں مارا اور دشنام دہی کیوں کی پس

او سوقت سب کام باصلاح ہووین کہ او س دیدہ میں رہے
 سالار ہووے اور رعایا مطیع او سکی ہووین پس عقل پر وقت
 اندیشہ اصلاح اعضا رتن کہ بمنزلہ رعایا ہیں کرے کہ تابع و مانع
 عقل ہووین مثلاً کہینے فکر کیا کہ میں غلامی جگہ جاؤں پس
 یہ فکر اسکا او سوقت کام آوے کہ پانوی تابع اور قابو آوے
 میں ہووین و گرنہ یہ فکر یہودہ ہیں **فصل قال الشیخ**
 صلی اللہ علیہ وسلم الیل طویل فالانقصہ بما واد
 والنهار مضی فالانکادہ بانامہ اربع شب دراز رہی
 مناجات دراز کوئی اور حاجات خواہی سبکی تشویش و غمی
 زحمت و دست و دشمن کے خلوت حاصل ہوئی اور حق تعالیٰ
 فی پردہ کھینچی تا اس حال رہا ہی معذور و محروس خالصاً صادر
 ہووین لیکن باوجود اسکے درد مراعی رسرا ہووے اور کہے
 جو کونسی زمین دیکھتا پس میں یہ اعمال کیسے کیجیلاؤں اسے

کہتا چاہی کہ کوئی دیکھتا ہی ولیکن تو کسی نہتین دیکھتا کہ تو
 اگر کسی ہی اگر کسی ہو تا تو کسی کو دیکھتا وہ کسی یا تو انا و قاتل
 و حاجت رو او شہنا و مینا و دانا ہی کہ تمام کسی قبضہ قدرت
 اے کے بین بین بوقت عجز و درماندگی اور بوقت دردندان
 و درجہ شہم و درد گوش و رہمت و خوف سب اوسے کاین
 اور اوسے نکل و اعتماد کہیں کہ سنے اور حاجت او کی
 روا کرے اور پنهان و پنهان صدقہ دیتی ہیں واسطے دفع بلا
 اور حصہ صحت کے رنجوری سے اور اعتماد کریں کہ وہ صدقہ
 قبول کرتا ہی پس جو صحت اور رفع حاجت او کی ہو وہ
 اعتقاد و یقین زایل ہو و اور خیال اندیشی پر آوی اور
 وسوسہ چند در چند مشوج ہو وین پس چاہی کہ اس دشمن
 کو بزدلان مبادہ رکھیں کہ جب تک وہ بزدلان بلا و رنج مبتلا ہی
 اخلاص و قوت بہ ترقی آدنی نے ہزار بار آزمائش کی ہی کہ رنج

دندان اور درد سر وغیرہ مخالفت و امراض سے اعلاص نہ
 ظہور کیا ہی پس کس لئی بفکر راحت تن اور تیار او کیے مشغول
 ہوتا ہی اور سر رشته تعلق دل بجز افراموش کرنا ہی ہمیشہ
 نفس کو بے مراد رکھنا اور زندان تاریکی سے باہر آنافرق
 مطلب رسی اور مراد یابی کا ہی وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى
 فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى یعنی جسے روکا نفس کو ہوا
 ہو جس سے پس ایستہ بہشت باغ اوسینما بٹکانا ہی مشیل
 بر آدمی میں عشق و درد و طلب و تقاضا اور خافانہ ہی اگر
 لاکھ عالم ملک اوسکی ہووے برگز آسایش و آرام ناپو
 ینہ خلق بتفصیل کہ ہر پیشہ و حرفت و صنعت و منصب اور
 بتحصیل علوم عقلی و نقلی شبانہ روز مشغول اور مصروف
 ہی لیکن سبزی حاصل نہیں ہوتا سب سے کہ مقصد
 و مطلوب دستیاب نہیں ہوا معشوق کو دلدار کہتی ہیں

کہ دل ساتھ اوسکے آرام پکڑتا ہی پس ساتھ غیر کے کیونکر آرام
 و قرار پکڑے یہ تمام مسرت و فرحت مثل نردبان ہین اور
 قوائم نردبان جائی باش و اقامت نہیں اسلئے کہ گشتنی
 ہی خشک و خوشتر وہ کہ جلد بیدار و واقف ہوئے تارہ
 دراز اوسپر کوتاہ ہووی اور ان قوائم نردبان میں عمر
 اپنی ضایع کرے **تمثیل** محال و دشوار ہی کہ آفتاب
 تموز تابش کرے اور برف و بچ گداختہ نہو حق تعالیٰ نے
 ہر چند وعدہ فرمایا ہی کہ باداش نیکی نیکی اور سنرای بدی بدی
 بروز قیامت ظہور کرے مگر نمونہ اوسکا بار دنیا دمیدم
 اور لمحہ لمحہ پہنچتا ہی اگر آدمی کو شادی بدل آتی ہی جزا
 ہی اوسکی کہ کسی کو شاد کیا ہی اور اگر غمگین ہو تا ہی کسی کو
 غمگین کیا ہی یہ سنانی اوس عالم سے جن اور نمودار روز
 جزا تا ساتھ اسلذک کی اوس بسیار کو فہم کرے **مصطفیٰ صلی**

علیہ وسلم باین عظمت و بزرگی کہ رکبتی تھے ایک شب دست
 مبارک درد مند ہوا اللہام آیا کہ یہ تاثیر درد ہاتھ عباس رضی
 اللہ عنہ کی ہی کہ اوہ بنین قید کیا تھا اور بجاعت کیران ہاتھ
 اونکے باندھ ہی تھے اگرچہ وہ بستی با مرض تھی تاہم جزا پہنچی
 تا معلوم کرے انسان کہ یہ سب قبض و تیرگی اور ناخوشی کہ
 اوپر پہنچتی ہی تاثیر آزار و معصیت تیری سے ہی کہ تونے
 کیا ہی اگرچہ تفصیل تو آگاہ بنین کہ صدور اوکس معصیت
 کا بدانت ہوا ہی یا از جہت جہل و غفلت کے یا کس بنشین
 بی دین نے اون معاصی کو بخر آسان کیا ہی کہ گناہ کو گناہ
 بنین جانتا جزا اوکی میں دیکھ کہ کس قدر قبض و بسط
 تجھی حاصل ہی بالیقین قبض جزا ہی معصیت کی اور بسط
 جزا طاعت کی۔ ایک روز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 انگشتی کو بانگشت مبارک گردش فرمادی رہی تھے عمامہ

کہ ہمیں تجھے واسطے بہو و بازی کے نہیں پیدا کیا اس جگہ
 سی قیاس کر کہ دن تیرا معصیت میں گزرتا ہی یا طاعت
 میں مشغولی موسیٰ علیہ السلام بخلق اگرچہ با مرتقی ہی اور
 مشغول بحق تھے مگر ایک جانب اونکی مشغول کی بخلق نابہ
 مصلحت اور خضر کو تہامہ مشغول طرف اپنی کیا اول مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بکلی اپنے طرف مشغول کیا بعد ازاں
 بدعوت و نصیحت و اصلاح امور خلق فرمایا مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم فغان و زاری میں آئے کہ آہ یارب میں نے
 کیا گناہ کیا کہ مجھی حضور ان سے باز رکھا میں دعوت
 خلق کو نہ کروں گا کہا ای محبوب تو غم نہ کیا میں تجھے مشغولی
 خلق فرو گذاشت نہ کروں بعین مشغولی ساتھ میرے
 مشغول ہو وی نو اور ایک سر مشغولی خلق سی معیت
 میری کم ہو وی اور مشغولی تیری بہر کار عین وصل میرا

کہنے سوال کیا کہ حکم ازلی اور تقدیر لم یزلی کو برگشتگی ہی
 فرمایا جو کہ حق تعالیٰ نے بروز ازل حکم کیا ہی کہ خرابی بدی
 بدی اور خرابی نیکی نیکی وہ حکم ہرگز اور برگشتہ نہ ہو
 اس لیے کہ حق تعالیٰ حکیم ہی کب کہی کہ توبہ کی کرنیکی پاؤ
 توبہ نہیں ہو سکتا کہ کارندہ گندم جو اور کارندہ جو کشتہ
 اوٹھا ہی تمام انبیا اور اولیائے ہی کہا ہی کہ خرابی کی
 نیکی ہی اور پاداش بدی بدی فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
 ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا
 يَرَهُ جو کہ کہا ہم نے ہرگز نہ معاذ اسہ حکم ازلی سے نہ پہر
 اور اگر تو چاہی کہ خرابی کی بدی کی افزون ہو و اور برگشتہ
 پس جقدر نیکی زیادہ کرے نیکیاں زیادہ ہو وین اور
 جقدر ظلم و بدی زیادہ کرے برائیاں زیادہ ہو وین
 اس میں البتہ کمی ہی مگر اصل حکم برگشتہ نہ ہو ایک سوال

کیا کہ بسا اوقات سعید شقی اور شقی سعید ہوتا ہی جواب
 دیا کہ آخر اس شقی نے بوقت اخیر نیکی کی کہ سعید ہوا
 اور اس سعید نے بوقت مرگ یہی کی کہ شقی ہوا العبرة
 بالخواہیم اعتبار بخاتمہ ہی جیسا کہ ابلیس نے بحق آدم علیہ السلام
 اعراض کیا اور عدول حکم جناب باری غا سمد کر کے کہا
 خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَ لَهُ مِنْ طِينٍ یعنی پیدا کیا
 تو نے مجھے آتش سے اور پیدا کیا آدم کو خاک سے۔ باوجودیکہ
 مسلم و استاد ملائکہ تھا مردود و ملعون اید ہوا اہم ہی ہی
 کہتے ہیں کہ جزائنی کی نیک اور جزا بد کی بدی ہی کہتے
 سوال کیا کہ معنی النجیات و صلوات و طیبات کے کیا
 ہیں جواب دیا کہ یہ عبادات و خدمات و مراعات تمام
 ملک و بخشش ہی حق تعالیٰ کی اس لیے کہ اگر ہکو صحت و فنی
 غنات نکر ہی یہ عبادات و مراعات ہمیں نہ آویں اور

ابدان ہماری پر فراغت حاصل ہنوی پس حقیقت معلوم
 ہوا کہ یہ طیبات و صلوات یکک ہیں خدا کی سب دیکھی
 طرف سے ہیں ہمو کچھ دخل او نہیں نہیں حبیبیکہ بفضل
 بہار مردم بصیر اجاودین اور زراعات کرین اور سفرا و غیر
 عمارات بہ سب عطا و بخشش ہی بہار کی دگر نہ یہ دستور
 قدیم بخوسن بیوت و مناک ہونی پس حقیقت بہ زراعت
 و تفریح و تنعم بسب بہار کے ہی اور ولی نعمت وہ ہی نظر
 مردم با سبب ہی سب کام اسباب کے جانتی ہیں بسبب
 سی لیکن اولیا کو کشف ہوا ہی کہ اسباب حجاب ہیں
 حجاب و پردہ بہانہ ہی بد و ن و بیرزن اسباب برآمد
 و گذارش کار ممکن ہی جیسا کہ کوہ سی ناقد برآمد ہونی اور
 عصائی موسیٰ علیہ السلام اژدہا ہوا اور سنگ سی بارہ
 چشمی دان ہوا اور جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ماہ کو بی آلا یا شاہ شوق فرمایا اور حیا کہ آدم علیہ السلام
 بی مادر و پدر و جو دین آئے اور عیسیٰ علیہ السلام بے پدر
 اور واسطے ابراہیم علیہ السلام کے مار گلزار ہوئی اور
 اور اسطرح مالا نہایت پس جو اسی دیکھا جانا کہ کار ساز اور
 ہی اسباب یہاں نہ بجز روپوش و حجاب کے نہیں تا عوام
 مشغول سہتہ او کے ہووین زکریا علیہ السلام کو خوشی
 فی وعدہ دیا کہ میں تجھے فرزند عطا کروں گا اوستی فریاد
 کی کہ میں پیرا درزن میری پیرا اور آلہ شہوت ضعیف و
 اور زن با بیہوش پانچھی ہی کہ خود فرزند او سے ناممکن
 یا رب ایسی زن سی فرزند کیونکر ہووے رَبِّ اَنْتَ یَکُونُ
 لِي وَلَدٌ وَقَدْ بَلَغَنِي الْکِبَرُ وَامْرَاَتِي عَاقِرٌ بَعْنِ
 کہا یا رب کہاںسی ہو میری فرزند حالانکہ تحقیق پہنچا مجھے
 بڑا پا اور زن میری نازا نہ د جو آب آیا کہ ان اسی زکریا

پہر تو نے سر رشته کم کیا صد ہزار بار تجھی معلوم ہوا ہی کہ
 اکثر کار بی اسباب موجود ہوتے ہیں اوسی فراموش کیا
 تو نے نہیں جانتا کہ اسباب پہانی ہیں مین قادر ہوں کہ
 اسی دم لاکھ فرزند رو برو تیرے بی زن و بے محل پیدا کروں
 بلکہ بیک اشادہ خلق عالم در عالم پیدا کروں تمام بالغ و انا
 مینے تجھی بعالم ارواح بے مادر و پدرست کیا اور مجھ سے بہ نسبت
 تیری عنایات و الطاف سابق تھی پہلے اوس سے کہ اس
 عالم مین آیا تو اون عنایات و الطاف کو کیوں فراموش
 کرتا ہی احوال انبیاء و اولیا اور خلائق نیک بد کا علی قدر
 مذم بہم مثل اوسکی ہی کہ غلاموں کو کفرستان سی بولایت
 اہل اسلام لاوین اور سچین بعض بچہ پنج سالہ اور بعض بچہ
 دہ سالہ اور بعض بچہ پانزدہ سالہ چونکہ طفل آیتا ہوا چونکہ سب
 بیمار در میان مسلمانوں کے رہا اور پرورش ہوا اور پرورش

ضعیف احوال اوس دلالت کا بالکل فراموش کیا اور
 کچھ اثر و نشان اوس کا یاد نہ کیا اور جو قدری دراز عمر ہو
 تھوڑا اوسے یاد رہی اور جو بہت بڑا ہو تو اکثر اوسے شہر
 اپنا یاد ہو ویسی کی طرح ارواح اوس عالم میں بحضرت حق
 حاضر و موجود ہیں کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَعْلَمَ اَنْ
 قُوۡتِ اَوَّلَکَ کَلَامِ اَللّٰہِ تَبَّارِے حُرُوۡتِ وِی صَوۡتِ جِو کہ بعض
 کو بعالم طفلی لائی جواد کس کلام کو کہنے اوس احوال کے
 اوسے یاد نہ آوی اور بیگانہ ہو تو وہ فریق ہی سمجھ میں کا
 کہ کفر و ضلالت میں بالکل فرو رفتہ ہیں اور بعض کو کچھ
 یاد آتی ہی اور ہوش و ہوا اور طرف کی اون میں میل
 کرتی ہی وہ سوچتے ہیں اور بعض کو بوقت سماعت
 اوس کلام کے وہ حالت بظہر جلوہ گر ہوتی ہی کی طرح کہ تقیم
 نمودار تھی اور حجب بالکل برداشتہ ہو وین اور اوس وصل میں

پیوستگی ظہور کرے وہ انبیاء و اولیاء میں مطلوب ہر ایک کا
 حق تعالیٰ ہی اور اس امید میں عمر اپنی صرف کرنا ہی مگر
 اس میں مخیر چاہئے تا معلوم کرے کہ اس میں مصیب کون ہی
 اور اس پر نشان زخم چوگان بادشاہ واقع ہی تا موجد
 ہو کہ مستغرق آب وہ ہی کہ آب اس میں تصرف کری اور
 اسے بآب تصرف ہو کہ چنانچہ صباح یعنی شتا و
 اور مستغرق دو نو پانی میں ہیں لیکن مستغرق کو آب
 لیا تا ہی اور محمول ہی اور شناور حامل قوت اپنی کا
 ہی اور اپنے اختیار میں ہی پس ہر جنبش کہ مستغرق کر
 اور ہر قول و فعل کہ اس سے صادر ہو کہ وہ بانی ہی
 مستغرق سی نہیں وہ درمیان میں یہاں ہی جیسے کہ کوئی
 دیوار سی سخن سننے جانے کہ دیوار سی نہیں کوئی اور ہی
 کہ دیوار کو بگفتار لایا ہی وہ پیش از مرگ مردہ ہیں اور

اور حکم درو دیوار پیدا کیا ہی اور اوٹین ایک سرمو ہستی
 باقی نہیں رہی بدست قدرت مثل سپر کے ہین جنبش سپر
 سپر گھنوں اور معنی انا الحق یہ ہو وین کہ سپر زبان حال
 کہتی ہی کہ مین در میان نہیں ہون حرکت دست حق ہی ہے
 سپر کو حق نہ دیکھیں اور با حق پنجہ زنی نکرین جہنوں نے اس
 سپر پر زخم زنی کی ہی حقیقت مین ساتھ خدا کے جنگ کی ہی
 دور آدم سی اب تک دیکھو کہ اوپر کیا کیا شاید و مصائب
 گزری ہین فرعون و شداد و نمرود و قوم عاد و لوط و
 سید الی غیر الہنایہ اور وہ سپر ویسی ہی تا قیام قیامت
 قائم ہی دور بعد دور بعض بصورت انبیا اور بعض بصورت
 انبیاء انقیاسی ممتاز ہو وین اور اعدا اولیاسی ہیں
 ولی کو حجت ہی خلق پر خلق کو بقدر تعلق بہ ولی مرتبہ اور مقام
 ہی اگر عداوت اور دشمنی کریں کو یا دشمنی بحق کی ہی اور اگر

دوستی اختیار کریں دوستی بحق کی ہی کہ بندگان خدا محرم
 حق تعالیٰ کے ہیں مثل خدام کہ رازدار آقا و نامدار اپنی کے ہیں
 حق تعالیٰ نے تمام عروق بہستی و شہوت اور بیجہائی نیاست
 اونے بکلی منقطع اور بریدہ کیا ہی اور پاک تابان ضرور
 محذوم عالم اور محرم اسرار ہوئی **فصل** آیا پیشہ
 اس کے بھی کفایت پرستی اور سجد و اہتمام کرتی تیار
 اسی زمانہ میں ہم بھی وہی فعل کرتے ہیں کہ بنزدیک سلطان
 و ملوک اور وزرا و اہل اکابر کے جا کر سجد و خدمت کرتے ہیں
 اور پھر آپ کو مسلمان جانتی ہیں اور واری کے ہم خدام
 اور باطن میں رکھتی ہیں حرص و ہوا اور کین و حسد
 اور ہم مطیع ان کے ہیں پس ہم ہی بظاہر و باطن وہی
 کار کرتے ہیں اور آپ کو مسلمان جانتی ہیں فرمایا یہاں
 ایک چیز اور ہے کہ جو تم کو بنیاد گذرنا ہی کہ یہ امر خدا اور

ناپسندیدہ ہم سے سرزد ہوا ہی پس قطعاً دیدہ دل تھمارے
 نے کوئی شئی عظیم دیکھی ہی کہ یہ اوسے زشت و قبیح معلوم
 و مفہوم ہوتا ہی کہ آب شور شور اوسے معلوم ہوتا ہی جسے
 آپ شیرین نوش کیا ہو پس خوش بجا نہ تعالیٰ نے تمہاری
 جان میں نور ایمان رکھا ہی کہ ان کاموں کو زشت و زبون
 دیکھتی ہو آخر بمقابلہ نغز یہ قبیح و زشت معلوم ہوتی ہیں
 و گرنہ اور و نکو یہ تمیز نہیں جس کام میں ہن خوش و خرم
 ہیں اور کہتی ہیں فی الحقیقت کاری ہی جو ہم کرتی ہیں
 پس خوش تھامیں وہ عطا کری گا جو مطلوب تمہارا ہی
 اور بہت تمہاری اوس طرف مصروف ہے کہ الطیر بطیر مجتہد^{حید}
 و المؤمن^۱ بطیر عالمیت^۲ یعنی جانور پرواز کرتا ہی ساتھ بازن
 اپنی کے اور مؤمن پرواز کرتا ہی ساتھ بہت اپنی کی۔ مخلوقات
 تین قسم ہیں بعضی ملائکہ کہ وہ عقول مجردہ ہیں طاقت

و بندگی اور ذکر طبعیت و غذا ہی اونکی مثل ما ہی باب کے زندگی
 او سکی آب سی ہی اور بستر و بالین او سکا آب سی وہ او سکے
 حق میں تکلیف نہیں ملا یک چونکہ شہوت سی مجرد ہیں اور
 پاک پس کیا منت اگر وہ آرزوی ہوا او ہو کس اور شہوت
 رانی نکرین طاعت اونکی بحساب و شمار طاعت و بندگی
 نہیں اسلئے کہ وہ مجبول و مخلوق ہیں بنا بر طاعت طبعیت
 اونکی طاعت و عبادت ہی شبانہ روز او سی میں مشغول
 ہیں اور صنف دوسری یہاں کہ وہ شہوت محض ہیں عقل
 راجہ نہیں رکھتی او پر کچھ تکلیف نہیں رہ گیا آدمی مسکین کہ
 مرکب ہی عقل و شہوت سی او سمین ملکیت و حیوانیت نمیب
 ہی اور آئینہ شش مار و ما ہی مار او سی بجانب خاک اور ما ہی پنجاب
 آب کشش کرنی ہیں انسان پیچارہ کشاکش و جنگ میں واقع
 ہی من غلب عقله شهوته فهو اعلی من الملائکۃ

و مغلب شهوتہ عقلہ فہو ادنیٰ من البہائم
 یعنی جسکی عقل غالب ہو شہوت پر پس بالاتر ہی ملائکہ
 اور جسکی شہوت غالب ہو عقل پر پس وہ پست تر ہایم
 سے **طیبت** فرشتہ رست بعلم و ہیمنہ رست بچکل -

سیان دد بتنازع بمانہ مردم زاد : اب بعضی آدمیوں نے
 متابعت عقل اسقدر کی کہ بالکل ملک ہوئی اور محض نور
 وہ اولیا و انبیاء بن خوف ورجاسی رستگار کہ لاخیر

عَلِیْہِمْ وَاَہْلُہُمْ یَخْشَوْنَ ط اور بعض کو شہوت نے

عقل پر غلبہ کیا تا حکم ہایم و حیوانات اختیار کیا اور بعض
 بہ تنازع رہی اور وہ ایک گروہ ہی کہ یاندرون اونکے

درد و رنج اور فغان و تحسیر بیدار ہوتا ہی اور ساتھ زند ^{گانی}

اپنی کے راضی و خوشنود نہیں یہ لوگ مومنین ہیں ^{الوا}

منتظر ہیں کہ اونہیں بمنزل اپنی کے پہنچا وین اور مثل اپنی

گرین اور شیاطین جاہتی ہین کہ اوہنیں بافضل السافلین
 کہنچین بجانب اپنی طبیعت مافی خواہیم و دیگران میخوامند
 ماتحت کرا بود کرا دارد و حکایت لکھا ہی کہ ایک شخص
 براہج دشت میں واقع ہوا اور تنگی عظیم اوسے غالب
 آئی کہ دور سی ایک خیمہ خور دکھن فطرت پر اوان گیا ایک کتہ
 دیکھی آواز دی اس شخص نے کہ میں مہمان ہوں آخر الامر
 اندر گیا اور بیٹھا اور پانی طلب کیا پانی نائی کہ وہ آتش سے
 گرم زیادہ اور نمک سی شور زیادہ تھا بھردا و تہنی او سکے
 حلق سے تالینہ سوزان و بریان ہو گیا یہ مرد مہمان نہایت
 شفقت سی بضیعت اوس زن کے مشغول ہوا اور کہا تھا
 حق میری پر ثابت ہوا کہ میں نے تمہاری گھر میں آسائش
 پائی میں ایک بات کہتا ہوں سنو اور نگاہ رکھو بغداد
 کو فو و واسط وغیرہ بلاد ہانسی نزدیک ہین کہ آدمی

بیمار بھی افاقان و خیزان وہاں جاسکتا ہی پس اگر غم آؤ
 جگہ جاؤ آب شیرین و خنک اور طعما مہائی گونا گون ^{موجود}
 و مہیا غرض کہ تنہا ت ولد اید اؤن بلاد کے اکثر شمار کی
 بعد ایک لحظہ کے عرب شوہرا و سکا آیا اور چند موش
 دشتی صید کر کے لایا اور زن سی کہا کہ اہنیں بکا اور ^{مہمان}
 کو بھی دی جو وقت نیم شب ہوا مہمان بیرون خیمہ جاسویا
 سنتا کیا ہی کہ زن شوہر اپنی سی کہہ رہی ہی کچھ سناتو
 کہ یہ مہمان کیا اوصاف و حکایات بیان کرتا ہی اور
 قصہ مہمان کا تمام و کمال شوہر پر عرض کیا بعد سماعت عرب نے
 کہا خبردار ای زن سماعت نکراں چیز و نہی کہ دشمن عالم میں
 بہت ہیں جو دیکھیں بعض کو کہ بدولت و آسائش پہنچی ہیں از
 روی حسد و عداوت چاہیں کہ او نہیں مکان مکن او کی سے
 آوارہ کریں اور اوس دولت و آسائش سے محروم بالفعل ^{حال}

خلق کا ایسا ہی ہے جو کوئی از روی نصیحت اور شفقت نہیں
 پند و نوری حمل کرین بر حسد **فصل** ہر کوئی کہ عمارت
 بنا کرتا ہی یا بنا بر اظہار کرم یا بنا بر نام یا بنا بر ثواب اور حق
 تعالیٰ کو صرف بلندی مرتبہ اولیا اور تعظیم مقابر و مضاجع
 اونکی منظور ہی اگرچہ وہ خود محتاج تعظیم نہیں اور بذاتہ
 معظم و مکرم ہیں چراغ اگر چاہی کہ اوسے بلندی پر رکھیں وہ
 واسطے اور دن کے چاہتا ہی نہ واسطے اپنے اوسے زیر و بالا
 کیا درکار جس جگہ ہی چراغ منور ہی مگر چاہتا ہی کہ نور اسکا
 اور فوٹو پہنچے اور وہ منور ہو وین آفتاب کہ بالائی آسمان
 چہارم ہی اگر زیر ہو و وہی آفتاب ہی مگر عالم مظلم و
 تاریک ہو و پس وہ طالب بلندی واسطے اپنی نہیں واسطے
 اور ونکے ہی حاصل کلام اولیا بالا و ذیر اور تعظیم خلق
 منزہ و فارغ ہیں جسی ایک ذرہ لطف و ذوق اوس عالم کا

رخ دکھاوے بندی و پستی اور خواجگی و ریاست اور خوشی
 اقارب قریبہ سی خارج ہوتا ہی اور یاد نہیں کرتا اولیا ک کلا
 و مسکن اور اصل اوکس نور و ذوق کے ہن مقید زیر و بالا
 کب ہووین مفاخرت او نہیں بہتہ حق کے ہی اور حق زیر
 بالا سی میرا اور ستغنی ہی یہ زیر و بالا یہ نسبت ہماری ہی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی یونس
 بن ستی بان کان عروجہ فی بطن الحوت و عروجی
 کان فی السماء علی العرش یعنی مجھی فضیلت او سپر
 اس کے سب سے مذکور عروج او سکنا بہ شکم ماہی تھا اور عروج میرا
 بلائی آسمان کہ حق تعالیٰ بالا ہی نہ زیر تجلی او سکی بابا او سی
 قدر ہی کہ زیر لیٹن حوت اور آسمان پر پر ویکان ہی
 اکثر اشیاء کام کرتے ہن غصن او کی اور چیر ہی اور مقصود
 حق چیر و سر جو خدا فی جاہ کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور پیدا ہو یہ اسووی اور تا ابد الہر ہی دیکھ کہ بنا بر
 قرآن مجید اور فرقان حمید کقدر تفاسیر لکھی ہیں دس دس
 اور آٹھ آٹھ اور چار چار مجلہ غرض اونکی فضل اپنا طاہر کر
 ہی اور وہ بحقیقت تعظیم ہی دین محمدی کی پس تمام خلق ہی
 کا رخص کرتی ہی مگر غرض حق سے غافل اور مقصود اونکا اور
 ہی وہ بن نہوت رانی کرتے ہیں واسطے لذت اپنی کے اور
 اولاد پیدا ہوتی ہی اور اسطرح اور کام کرتے ہیں اپنی
 خوشی اور لذت کے لیے کہ وہ سبب ہوتا ہی قوام عالم
 کا پس بحقیقت عبادت و بندگی حق بجا لاتے ہیں مگر ساتھ
 اوس نیت کے نہیں کرتے انما الاعمال بالنیات تمام
 اعمال منوط و مربوط بہ نیت ہیں **تمشیل** اگر کوئی موم
 ایک مرغ ساتھ پرو بال اور سرو پاکے بناوے اور پھر اس
 موم کو گداختہ کری وہ صورت مرغ نیست و نابود ہووے

الا اصل مادہ منع باقی ہی اوسے زوال وقتا نہیں ہی ہیں
 معنی کل شے ہا لک اِلا وجہ کے احوال آدمی کا ہی سطح
 سی ہی کہ اوس میں استعداد ملکیت و حیوانیت دو نو موجود
 و مودع ہیں پلیٹ حضرت انسان کہ مشترک شامل است
 می تواند شد مسیحی می تواند خرد شدن : از خرد پر داشت عیسی
 بر فلک یہ پرید ازو : گر خردش را نیم پر بودی نمادی در خردی
 چنانچہ اسی پر نطق قرآنی دال ہی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
 فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ
 اور کچھ عجیب نہیں کہ خرد آدمی ہو و خدا قادر ہی سب چیز پر آخر
 طفل کہ اول پیدا ہوتا ہی خرسی بدتر ہی دست یہ نجاست
 اکودہ کر کے موہنہ میں بیجا تا ہی مان اوسے منع کرتی ہی خرمین
 ایک نیز پائی جاتی ہی بوقت بول پاؤں کٹا دہ کرتا ہی تا
 رشحات بول اوس پر واقع ہنو وین حتی تعالیٰ طفل کو کہ خرد

بدتر ہی آدمی کر سکتا ہی اگر خر کو آدمی کری کیا عجب خدا کے
 نزدیک کوئی چیز دشوار نہیں مصرع باکرمان کار باد سوار
 قیامت میں تمام اعضا آدمی کے ہر ایک جدا جدا گویا ہووین
 فلاسفہ منکرین اوسکے اور محققین کہتی ہیں کہ یہی اعضا
 محسوسہ بوقت انکار انسان بطریق شہادت بقدرت الہی
 گویا ہووین بروز قیامت آدمی منکر ہووے کہ مینی زبان
 دزدی نہیں کی ہاتھ بھی زبان فصیح مینے اخذ کیا ہی باہر
 اوسکے اوسوقت ان بیجا بت و پاستوجہ ہو کر
 کہی کہ تم سخن گو نہ ہے یہ قوت کلام تمہیں کہا نہی حاصل ہو
 کہین اَنْطَقْنَا اللهُ الَّذِي اَنْطَقَ كُلُّ شَيْءٍ بِمَنْكُورٍ
 کیا اوسنی جسے گویا کیا ہر چیز کو۔ زبان پارہ گوشت اور
 دست پارہ گوشت دو برابر ہیں تجھے گویا ہونا محال
 دشوار معلوم ہوتا ہی وگرنہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہانہ ہی

جو فرمایا اوسے کلام کرنے لگا یلقل الحکمۃ علی لسان
 الواعظین بقدر ہم المستمعین تعلیم کرتا ہی حکمت
 اوپر زبان واعظوں کے بازو ہمتوں سننے والوں کے کفش
 و ذہن بہت رکھتا ہی مگر بقدر اندازہ پابریش کر کے دو
 کرتا ہی طیت سایہ شخصم و اندازہ او : فاش جذبہ
 چندانم : زمین میں ایک جوان ہی کہ وہ زیر زمین رہتا
 کرتا ہی اور تاریکی میں رہتا ہی او کی چشم و گوش نہیں
 اسلئے کہ جہان وہ سکونت و مقام رکھتا ہی حاجت چشم
 و گوش کی نہیں مستغنی و بی پرواہی اوس کے یہ بات
 نہیں معلوم ہوتی کہ خدا کے ہاں کی ہی چشم و گوش کی یا
 بخل ہی مگر بقدر حاجت دیوی جو چیز کہ زیادہ حاجت سے
 دیوین اوس پر بار ہو و حکمت و لطف اور کرم حق مقصد
 ہی باربری کا نہ بار نہی کا تمام عالم قائم بقولت ہی اگر غفلت

نہو عالم نرہی شوق خدا اور یاد آخرت اور سر کرو و جد معمار ہیں
 اوس عالم کے اگر بکلی متوجہ اوس عالم کے ہو وین رونق
 اس عالم کے رہے اور حق تعالیٰ کو منظور ہی آبادی دونو عالم
 کی اپس دو صاحب خانہ نصب کئی ایک عظمت اور ایک سیاری
 تاد و نو گہر آباد رہیں حکایت کہنی ہیں ایک معلم نے
 مغلی اور بی نوائی فصل رستان میں پیرا ہن یکا پہنا ہا
 ایک خر خر اتفاقاً بصد سبیل گوہستان سے بہتا ہوا گذرا
 کہ سرا و سکا پانی میں پوشیدہ تھا لڑکوں نے پشت اوسکی دیکھی
 اوستاد سی کہا پوستین ہی چاڑھی تھیں سر ماسی تحلیف و
 گزند زباده ہی مناسب کہ یہ پوستین ہم لو آؤ اوستاد غایت
 احتیاج اور سر ماسی دریا میں گیا اور چاہا کہ پوستین کو بیوی
 خر خر نے چٹل مارا اوستاد پانی میں گرنا پہنچے خر خر ہوا
 اطفانے شہر و غوغا بلند کیا کہ ای اوستاد جلد پوستین لا

وگرنہ چھوڑ کر تو چلا آ کہا میں پوسٹین سے درگزر اگر پوسٹین
 بھی نہیں چھوڑتی کیا تیر کروں شکر حق ہی خدا کا کہ ہم بدست
 خود نہیں بدست حق ہیں حق کب چھوڑ حکایت ایک شخص
 یہاں سی انیکروز یا ایک لحظہ کعبہ میں جاتا ہی جائی تعجب و
 کرامات کی ہی کہا یہ عجیب اور کرامت نہیں بادِ سموم بھی
 یہ کرامت ہی کہ انیکروز یا ایک لحظہ میں جہان جا ہی جاو
 کرامت وہ ہی کہ آدمی کو حال دون سے بحال عالی لاو اور
 جبل سے بے قفل اور جہادی سے بحیات جیسکہ اول خاک تھا
 جماد تھا وہاں سے سفر کر کے بعالم نبات آیا اور عالم نبات سے
 بعالم علقہ و مضغہ اور عالم علقہ و مضغہ سے بعالم حیوانی اور
 عالم حیوانی سے بعالم انسانی سفر کیا کرامت یہ ہوو کہ حق تعالیٰ
 نے ایسے سفر آدمی پر نزدیک کری ان راہوں اور منازل
 میں کہ انسان آیا کچھ خاطر اور وہم او سکے دلیں نہ تھا کہ کس وقت

کونسی راء سی آویگا جب آیا دیکھا اور معلوم کیا کہ سیطرح
 انسان کو بعالم دیگر سفر گوناگون درپیش ہیں اگر اوں اسفار
 اخروی سی خبردار اور آگاہ کریں مگر نہ قبول کن۔ کوئی
 دوبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاسے پر نہ ہر لایا پوچھا
 تو کون ہی اور یہ کیا چیز ہی عرض کیا کہ یہ اسلئے ہی کہ اگر
 کسی کو پوشیدہ ہلاک کرنا منظور ہو یہ دین مخفی ہلاک
 ہوگا اگر آشکارا شہر اوسے ہلاک کرنا مناسب نہ ہو
 ہنوی حضرت فی ثرما یا تو خوب چیز لا با جمعی دی تا میں
 اسی کہاؤں کہ اندر میرے ایک دشمن عظیم ہی کہ شمشیر
 اوسے نہیں پہونچتی اور شمشیر نہیں ہلاک ہو سکتا عالم
 میں اوس سے زیادہ کتنا دشمن میرا نہیں ہی اوسنی کہا
 تمام ایک بار کہا حاضر و نہیں تہوڑا اس سے کافی ہے
 یہ لاکھ دشمن کو ہلاک کرتا ہی آپ نے فرمایا وہ دور

یہی ایک نہیں ہزار و نکو مارا اور ہلاک کیا ہی غرض کہ وہ
 کاسہ زہر ہاتھ اوسکے سے لیکر کیرتھ بی لیا وہ جماعت
 کو بان موجود و حاضر تھی سب مسلمان ہوئے اور کہا بن
 تمہارا حق ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا تم
 سب مسلمان ہوئے اور یہ کافر اندرونی ہنوز مسلمان نہیں
 ہوا پس غرض حضرت عمر کی کس ایمان سی ایمان عام تھا کہ
 وہ اوہ نہیں حاصل تھا بلکہ زیادہ تر اوس سے ایمان صیق
 رکھتی تھے لیکن مقصود حضرت کا ایمان انبیاء و عین البقین
 اور ایمان خاصان خدا تھا اوسکے متوقع تھی جیسے آواز
 ایک شیر کا چھان میں شایع ہوا تھا مردم بتعجب مسافت دور
 و درازی قصد اوس پیشہ کا کرتی تھے مگر بوقت پہونچنے
 اوس پیشہ میں شبر کو دور سی دیکھ کر کھڑی ہو رہی اور آگے
 نجاتے لوگوں نے کہا آخر تم اتنی مسافت بعیدہ قطع کر کے

والدہ شیفۃ محبت اس شیر کے ہو کر آئی ہو اور اس شیر میں
 ایک خاصیت ہی کہ جو کوئی رو برواؤ کے دیرانہ جادو بھرت
 و عشق ماتہ او سپر پیری کچھ انداؤ گزندہ اوسی مذیوی اور
 جو کہ اوس کے نرسان اور ہرسان ہوگا اوس پر ختم ناک و کر
 قاصد ہلاک اوسکا ہونا ہی کہ یہ کیا بدگمانی تمہاری نسبت
 میری ہی وہ تمام اقدام زنی تمہاری بہل تھی یا نسبت اس
 ایک قدم کے پس مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اوس
 ایمان سی ہی ایک قدم تھا کہ بھنڈی شیر نہ کہہ سکتی ہے کہ
 وہ قدم عظیم ناز ہی بجز خاصان و مقربان کا رد و سرکا
 نہیں ہی اور وہ ایمان بجز انبیاء حصہ اور ونگا نہیں کہ تہہ
 جان سہا دہو یا ہی یا رخس و ناد پر چیز ہی کہ بار خیاں بارے
 قوت بالیدگی اور حیات حاصل کرتا ہی اور یہ امر کچھ عجیب
 تعجب نہیں مجنوں کو خیال لیلی قوت و توانائی اور غذا دیتا تھا

جس جگہ کہ خیال معشوق مجازی کو اس قدر قوت و تاثیر ہو
 کہ عاشق اپنی کو قوت بخشی پس یہ یار حقیقی اور دوست
 تحقیقی کہ غیب و حضور نزدیک اس کے یکساں ہی کیونکر ہو
 نہ بخشے کہ جان بلکہ جانان ہی سب کا اسی خیال کہ بین عالم
 بنیال قائم ہی اور اس عالم کو حقیقت اس جہت سے کہ بین
 کہ محسوس ہے اور اس عالم کو خیال کا ربا لعکس ہے فی حقیقت
 خیال ہی عالم ہی کہ لا کہوں مثل اس کے اس عالم سے ظہور
 کرتے ہیں اور پھر بوسیدہ و خراب ہو کر غیت و نابود ہو
 اور پھر عالم نو بدیدہ لاوی بہتر اس سے اور وہ کہن و بوسیدہ
 ہونے کہ منزہ ہی نوی اور کہنگی سے فروع اس کی منصف
 ہیں کہنگی و نوی اور وہ کہ موجود و محدث او نگاہی دونوں سے
 اوروری ہی متشیل ایک درویش کا ایک بالکا تھا
 ہمیشہ دریوزہ گری سی روزی حاصل کر کے درویش کے بیٹی

لاتا تھا اور وہ درویش کہا تا تھا اتفاقاً ایک شب وہ درویش
 محتلم ہوا پوچھا یہ طعام تو نے کہا منی حاصل کیا تھا کہا ایک
 دختر شاہ نے مجھی دیا تھا درویش نے کہا عرصہ بیک سال سے
 میں محتلم نہیں ہوا یہ اثر اسی لقمہ کا تھا پس درویش کو لازم
 ہی کہ لقمہ ہر کسی سے احتراز کری اور نہ کھاؤ کہ درویش لطف
 ہی اشیاء ارادہ جلد او میں تاثیر کرتے ہیں جیسے کہ جامہ پاک
 سفید میں اندک سیاہی ظاہر ہو لیکن جامہ سیاہ کہ ساکھا
 سال سی بچرک آلودہ ہوا ہو اگر ہزار طرح کے رنگ و چرب و زور
 چرب او سپرگری ہوں مطلقاً ظاہر نہ ہو دین پس جو حال آسا
 ہی درویش لقمہ سنگاروں اور حرام خواروں اور برائیوں کا
 کھناوی کہ باطن او کے میں وہ لقمہ اثر کرے اور اندیشہ ہی
 تاثیر او کے لقمہ بیگانہ سی ظاہر و متولد ہو دین جس طرح کہ طعام
 او کے دختر سی درویش محتلم ہوا حکایت جو بوقت فانیل

بائیل کو ہلاک کیا نہ جانتا تھا کہ کیا کرے ایک غراب نے دوسرے
 غراب کو مارا اور زمین کندہ کر کے اس غراب مودہ کو زیرِ زمین
 دفن کیا اور خاک اس پڑالی پس قابیل نے گور بنانا اور دفن
 کرنا غرابِ تعلیم بابا علی ہذا القیاس تمام صنایع و حرف
 محتاج تعلیم ہیں اور عقل کل واضح ہی تمام اشیاء کی وہ انبیاء
 اولیا ہیں کہ عقل جزئی کو بعقل کلی متصل کیا ہی اور متحد
 دست و پا اور چشم و گوش اور تمام حواس آدمی کے قابل
 ہیں کہ دل اور عقل سے تعلیم یافتہ ہو وین با تو عقل سے قنار
 اور با تہہ بطش و اخذ اور چشم و گوش رویت و سماعت
 تعلیم پاتی ہیں لیکن اگر دل اور عقل نہ ہو یہ سب حواس بیکار
 ہیں کچھ نہ بین سکتے چشم بہ نسبت عقل و دل غلیظ و کثیف
 ہی اور وہ لطیف اور یہ کثیف ساتھ اس لطیف کے
 نہیں ہی اس میں لطافت و نزاکت لبیب اس کے حاصل

و پیدا ہوئی ہی بی او کے مطلق و ناکارہ ہی اور کشف
 ناشائستہ اسطرح عقول جزئی بہ نسبت عقول کلی اس لئے
 کہ عقل کل آگاہ ہی تعلیم کاسب او کے تعلیم یافتہ ہیں اور ^{مستفید}
 ایک نے کہا ہم کو بہت یاد رکھنا پس اصل ہمت ہی گو سخن ہو
 یا نہ سخن فرغ ہی فرمایا آخر یہ ہمت بعالم ارواح تھی پہلے
 عالم اجسام سے پس لانا ہمارا بعالم اجسام بے مصلحت و
 غرض محال ہو و پس سخن پر فائدہ اور درکار ہی مثلاً مغر
 جنوب اگر بے پست زمین میں بو دین ہرگز روئیدہ نہ ہو
 جو مع پست بو دین البتہ روئیدگی حاصل ہو و پس ^{خدا}
 ہمیں کہ صورت ہی ضرور درکار ہی نماز کامل نماز باطنی
 ہی کہ لَا صَلَوةَ اِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ نماز پوری نہیں ہوتے
 مگر ساتھ لگاؤ دل کے لیکن رکوع و سجود و قیام ظاہری آدا
 نمازیہیات مجموعی واجب ہی تاہرہ منہی اور مقصود رسی

حاصل ہووی نماز باطنی نماز روح ہی نماز صورت نماز ہی -
 بجوایح اور نماز موقت دائمی نہیں ہی نماز دائمی مثل دریا و ایم بلا
 نہایت جاری اور روان ہی نماز جسمی ساحل اور خشکی ہی متحد و دو
 مقدر اور حق تعالیٰ قرآن میں خبر دیا ہی کہ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ
 إِتِمُوا صَلَاتَهُمْ بِحُضُورٍ دَائِمٍ بِحُضُورٍ رُوحِی ہنوس اور نماز روحی
 میں رکوع و سجد نہیں ہی لیکن بصورت بجا آوری ار اکین نماز
 پر ضرور ہی اس لئے کہ صورت کو ساتھ معنی کے اتصال و ارتباط
 قوی ہی تا دو نو ہم آئینہ شش پا کر منور و سود مند ہووین فی الحقیقت
 صورت فرع ہی معنی کی اور صورت رعیت ہی اور دل بادشاہ
 تمام اسماء اصنافی فرع ہیں جب تک جو ذوق بظاہر حصول نہا
 اطلاق اسم اصل او سپرد رست درواہ تو وی چنانچہ رب کو
 مریوب اور حاکم کو محکوم سے گزیر و چارہ نہیں - حاتم الدین
 از بنجانی پیش از رسیدگی بخد مت فقرا اور شیشینی بصحت او

بخت عظیم تہ جس جگہ جا کر بیٹھے بحرِ بخت و مناظرہ اور اسکا
 کار و سراز کہتی تہ لیکن جیسے کہ صحبت درویشوں کی حاصل
 ہوئی اور اختیار کی وہ بحث و مناظرہ دل اونکے پر سرد
 ہوا مصرع نبرد عشق را جز عشق دیگر من اراد ان مجلس
 مع اللہ فلینجلس مع اہل التصوف یعنی جو کوئی چاہے
 ہم نشینی ساتھ خدا کے پس چاہی کہ ہم نشین ہو و فقرا
 اہل تصوف کا یہ اعمال عوام بہ نسبت احوال فقر انباری
 اور ترضیع عمر ہی کہ اِنَّمَا الدُّنْيَا لَعِبٌ پس آدمی بعد بلوغ
 و عقل و کمال بازی نکرے اور اگر کری نہایت شرم سے
 پوشیدہ کری تاکوئی اوسے نہیکہی یہ قیل و قال اور علم
 اور طلاق لسانی دنیاوی مثل باد کے ہی اور آدمی مثل
 خاک اور وقتی کہ باد بجاک آئینہ شکر کے بحرِ خشکی چشم
 اور تشویش و جو چیز دوسری حاصل نہوئی اور اشک

مثل آب روان کے ہیں اگر خاک پر آب ریزان کرین اوڑنی
 سی مانع آوے اور کارِ بعکس وجود میں آوے پس بلا
 شک بعد یا فکلی خاک کے آب کو سبزہ وریحان اور نقشہ گل
 و گلزار اوس کے روئیدہ ہو دین یہ راہ فقر ایک اہ ہی کہ
 اوس میں تمام متمنیات و شہنیات موجود وہیا ہیں خواہ
 شکست جنود اور ظفریابی اعدا پر خواہ ملک گیری اور
 خلیفہ اور تفوق اوپر اقران کے یا فصاحت و بلاغت
 پس چیز کا طالب ہو سب فقیرین موجود ہیں جس نے فقر
 اختیار کیا گو یا سب اشیاء کا محاصرہ کیا اور کسینی راہ
 رونی فقیرین گلہ و شکایت نہیں کی بخلاف اور طرق کے
 جو کوئی اہ سہ راہ میں گیا اور کوشش کی صد ہزار سے
 ایک طلب پس اور غصہ ایب ہوا مگر مطلب نام کام کارا
 و خشنی اور قرار دل اوس سے حاصل ہوا اس واسطے کہ برواگنی

ہر طریق اسبابے ناگزیر ہی کہ بی او کے حصول مقصود متعذر
 پس اگر وہ راہ دور و دراز اور پر آفت پر مانع ہی شاید کہ
 وہ اسباب و فائزین پس جسے راہ فقر اختیار کی اور
 اس راہ میں آیات تمام نعمتیں دین و دنیا بی عد و حد کہ خارج
 از وہم و فہم ہو دین اور خواہش اسکی سی زیادہ مستقیم
 او سوقت تمنائی اولی سے نخل و شرمسار ہو وی کہ دوائی
 افسوس میں بمقابلہ ایسی بہ معظم کے شئی محقر کا کہ سطر
 طالب و یاتہا جیہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش از
 وصول بہ نعمت رسالت شہرہ فصاحت و بلاغت عرب
 دیکھ کر خواہش کرتے تھے کاش مجھی ہی ایسی فصاحت
 و بلاغت حاصل ہوتی مگر حوق او پر حضرت کے عالم بہ
 کشف ہوا بالکل وہ طلب و تمنا دل مبارک پر سر ہوئی
 حق تعالیٰ نے فرمایا فصاحت و بلاغت جسکے تم ظاہر و آرزو

ہتی تمام عطا فرمائی کہا یا رب مجھی وہ کچھ درکار نہیں اور میں
 اوس سے فارغ ہوں اور نہیں چاہتا حق تعالیٰ نے فرمایا غم کہا
 باوجود ہونی اوس کے فراغت قائم رہی اور کچھ ضرر و نقصان
 عاید حال نہ ہو پس حق تعالیٰ نے اوہ بنن ایسا سخن عنایت
 فرمایا کہ تمام عالم نے اوس زمانہ سی اس زمانہ تک شرح اوس کے
 میں مجلدات لکھی اور لکھتی ہیں اور ہنوز ادراک اوس کی سے
 قاصر ہیں اور فرمایا حق تعالیٰ نے کہ صحابہ نام تیرا قوت خوف
 اعدا اور ناتوانی اپنی سے بزرگان نہیں لاسکتے پوشیدہ
 اپنی گہروں میں لیتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم بزرگی تیری اس قدر عالم
 میں شرق سے غرب تک نشر و پراگندہ کریں کہ او پر منابر
 و مناروں بلند کے اقالیم میں پانچ وقت اذان کہیں ساتھ
 اصوات بلند کے عرض کہ اس راہ میں جسنی اپنی تین فنا کیا
 تمام مقاصد دینی اور دنیوی اوس میسر ہوئی اور کسبتی اس

راہ بین سکاٹ ہین کی باتیں ہماری سب نقد ہیں اور
 کلمات اور دیکھے نقل اور نقل فرع ہی اصل کی پس بعض
 نقد ہیں اور بعض نقل اور بہد لگے آمختہ لیکن تمیز چاہی
 کہ نقد کو نقل سے پہچانی اور جدا کری تمیز نام ہی ایمان کا
 اور کفر نام بی تمیز کیا بعد دعویٰ جو عصائی موسیٰ علیہ السلام
 مار ہوا اور چوب و رسن سائرین سب مار ہوئیں یا تمیز
 سب کو ایک رنگ دیکھا اور فرق کیا اور اہل تمیزی
 سحر کو حق سے فہم و دریافت کیا پس مؤمن ہو ابو ہلہ
 تمیز معلوم ہوا کہ تمیز نام ہی ایمان کا جو ہر کہ بازی ہو
 ہی عاقل ہین کو عمر صد سالہ رکھتا ہو تا روز کوک
 ہی اور جو کوک کہ بازی مشغول ہین پر ہی بیان کریں
 معتبر ہین مار آسن چاہیے مار آسن وہ ہو کر تمام
 انجاس عالم پاک کری اور نجاست او سین اثر نہ کرے

بحالت اصلی صاف و لطیف ہو گا گذہ اور مخلوط ہوا
 وہ آبجیات ہی یہ تمام کلمات کہ تہیے بیان کیے جس کو تمیز
 وہ بر خوردار اور سود مند ہوا اور جسے تمیز نہیں یہ کلمات
 رو برو او کے ضایع ہیں اور افسانہ۔ یا زید قدس
 کو پدر او نکا بعد طفلی مدرسہ میں لیکھا تا فقہ سیکھے جو
 آگے مدرسہ کے او کے لایا پوچھا ہذا فقہ اسد کہا فقہ ابی
 حنیفہ یا زید نے کہا انا زید فقہ اسد میں خواہش تعلیم
 فقہ اسد رکھتا ہوں جو آ کے نحوی کے او سے لینگے کہا
 ہذا خواہد نحوی نے کہا ہذا نحو سیویہ کہا ما زید منجھی بشر
 بنین اس طرح جس جگہ او سے لینگے یہی ہر ایک معلم
 کلام تھا آخر الامر پدر عاجز ہو کر او کے دست بردار ہوا
 بعد ازاں یا زید بطالب نام خدا کے مطلوب او نکا تھا بغداد
 میں آئی مجروح کہتی چند بغدادی کے ایک نعرہ مارا اور کہا

ہذا فقہ اور کیونکر ہو سکے کہ بچہ حیوان یا انسان مادر اپنی
 کو نہ پہنچانے ہر انسان کو لازم ہی کہ صورت رہا کر کے
 طالب معنی ہو وی۔ ایک شیخ مرید و نکور و پروا اپنے
 کپڑا رکھتا تھا دست بستہ اپنی خدمت میں اور اجازت
 بیٹھنے کی نہ دیتا تھا لوگوں نے استفسار کیا کہ اتھین اجازت
 بیٹھنے کی کیون نہیں دیتے یہ راہ و رسم درویشوں کی نہیں
 کہ یکور و پروا اپنی استادہ رکھیں یہ عادت ہی
 ملوک و امرا کی کہا خاموش ہو میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ
 اس طریق کو معظم رکھیں تا بر خروار ہو وین اگرچہ بدل ہی
 لیکن الظاہر عنوان الباطن سرنامہ سی معلوم کریں
 کہ نامہ کے واسطے ہی کسی طرف سی اور عنوان کتاب سے
 کہ دیباچہ ہی دریافت کریں کہ اوسمین اس قدر ابواب
 فصول ہیں پس اعظم ظاہری اور سرخمی اور استادہ

ہونی سے معلوم ہوتا ہے کہ باطن میں زیادہ تر تعظیمیں
 ہیں اور اگر بیجا ہر تعظیم نکرین دریافت ہو کہ باطن
 اوسکا بی باک ہی تعظیم مردان حق ملحوظ نہیں رکھتا
فصل یہ لوگ کہ تحصیل علم کرتے ہیں یا کی ہی سمجھتی
 ہیں کہ بھلا زمت فقرا فراموشی ہی اوس علم کی اور ترک
 اوسکا یہ بات نہیں بلکہ علم اونکا پیش ازین قالب ہے جان
 تہا یہاں اگر اوسمیں جان واقع ہوئی تمام علوم فی عالم
 بی حرف و صورت کے بجالم حرف و صوت نقل کی ہی اور
 اوس عالم میں گویائی ہے حرف و صوت متصور۔ خدایا
 نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا لیکن نہ بحرف
 و صوت اور نہ بکلام و زبان اسلئے کہ واسطے حرف کے
 کام و لب ضرور ہی تا حرف ظاہر ہو کہ اور وہ تعالیٰ
 و تقدس لب و دماغ اور کام ہی منزہ ہی پس انبیا کو

بی حرف و صوت گفت و شنود ہی ساتھ حق بل نذرہ
 کے کہ اوام ان عقول جزئی کے وہاں نہ پہنچتے اور ان
 نہ لیجا سکتے لیکن انبیاء عالم بی حرفی سی عالم حروف اتی ہیں
 اور طفل ہوتی واسطے ان اطفال کے کہ بعثت معنما بالفعل
 یہ جماعت کہ بحرف و صوت و اماندہ ہی کہتے احوال اور سیکے
 نہیں پہنچتی مگر اوس کے قوت حاصل کرتے ہیں اور نشو و
 نما پاتی ہیں اور آسائش و آرام جیسا کہ طفل مادر کو نہیں پہنچتا
 بتفصیل لیکن سب آرامش و آسائش اور سکھامادہ ہی کہ
 بسبب اوس کے قوت حاصل کرنے کی اور اس طرح میوہ اور
 درخت کے قیام و آرام بگہتا ہی اکثر شیریں ہوتا ہوا درخت
 لیکن درخت سی خبر نہیں رکھتا۔ تمام نفوس انسانہ من پر
 عقل و حرف و صوت ایک چیز اور ہی اور ایک عالم عظیم
 کیا نہیں دیکھتی دیکھنے والے کہ اکثر خالق میل و خواہش

بجائین رکھتی ہی اور تہارت اونکی پانی ہی اور کہتے ہیں
 شاید یہ وہی ہو جسکے ہم طالب ہیں نفس نامیری ہی لیکن
 محال کہ غلط کیا ہی وہ شی عقل میں گنجائش نہیں رکھتی اور یہ
 کچھ ضرور نہیں کہ جوشی عقل و ادراک میں نہ آوی فی حد ذاتہ
 موجود ہنوی مثلاً ہر توندوری اور نہیں ہر مرد و رجز لگڑ
 وہ شی ایسی ہی کہ گفت و ضبط میں نہیں آتی مگر نشان و سکا
 وہی ہی جو آئی بیان کیا کہ عقل اوس کے قوت و توانائی
 پیدا کری اور پروردہ ہو اور ان مجاہدین میں کہ لوگ گرد
 از سنگ پھرتے ہیں یہ معنی موجود نہیں ہم اوسکو راحت و آرام
 نہیں کہتی مثل طفل کہ مادری جدا ہو کر ایک کھنڈہ قرار و آرام
 پاوی اوسی آرام و قرار نہیں کہتی نہ اگر کسی کل خوار کو
 کل خوش آدی ہم اوسی نہیں کہ کل مصلح ہی اوسکے مزاج
 کی اگر یہ اوسی خوش آتی ہی اور علی ہذا تھیکس صفراوی

مراح کو ترشی خوش آتی ہی اور شیرینی ناخوش اس خوشی کا
 اعتبار نہیں اس لئے کہ لبب علت کے ہی خوش وہ ہی کہ اول
 پیش از علت اوسى خوش آتا تھا مثلاً تہہ کسیکا لبیب برید
 یا شنگلی کے کچ ہوا ہو جراح چاہتا ہی کہ پہر اوسى راست کر کے
 بحالت اصلی لاد اور او پہلے اول کے پہلو اوسى لبیب
 و درد ناخوش آتا ہی اور لبیب تکلیف کجی خوش معلوم ہوتی
 ہی جراح کہتا ہی تجھی اول وہ خوش آتا تھا کہ تہہ تیرا
 تھا اور تو سنا تہہ اوسکے آسودہ تھا جو کچ کہتے تھے تمام
 درد ناک ہوتا تھا بالفعل وہ کجی کہ تجھی خوش آتی ناخوشی
 ہی دروغ اسی کچہ اعتبار نہیں اسی طرح ارواح کو اوسى
 عالم قدس میں خوشی باد آہی سی ہی اور استغرای انہیں
 بالفعل کہ لبیب تعلق باجسام تعلل و رنجور ہوئی ہیں کل خود
 انہیں خوش آتی ہی انہی اولیا کہ الحیاہ ماننے ہیں تجھی

کہ یہ خوشی اور دل چسپی تیری بکشیار ہزارہ دروغ ہی
 موافق و نافع و خوش تیری لیے ایک اور چیز ہی او سے
 نونی فراموش کیا ہی خوشی اصلی مزاج صحیح تیری وہ ہی
 کہ ادل تجھی خوش آتی تھی یہ بیماری ہی جسی توصیہ تصدیق
 کرتا ہی ایک عارف ایک نخوی پا کس ٹہا ہتا نخوی نے
 کہا علمہ خارج ان تین قسم سی نہیں یا اسم ہی یا فعل یا حرف
 عارف نی مجر د سماعت اس سخن کے جامہ تن اپنی پر چاک
 کیا کہ واویلا اور واحسرتا بیش پر کس عمر اور سعی میری کیا
 گئی کہ مینی اس امید و توقع پر کہ خارج ان اقسام ٹکٹ سے
 اور یہی کل ہی ریاضات و مجاہدات کنی تو نے امید و
 توقع میری ضایع کی ہر چند وہ عارف مقصود کس تھا
 مگر ساتھ اس طریق کے عینہ نخوی اوسی منظور مقصود تھی
 حکایت لائی ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام

حسین رضی اللہ عنہما فی ایک شخص کو دیکھا کہ وضو کچ اور نادر
 کرتا تھا چاہا کہ اوسی وضو احسن اور مشروع تعلیم فرماوین اوس
 پاس تشریف لائی اور فرمایا یہ مجھی کہتا ہی کہ تو وضو کچ و نادر
 کرتا ہی ہم دو نو تیری رو برو وضو کرتے ہیں دیکھہ دو نوی وضو
 کس کا مشروع ہی غرض کہ دو نوصا جزا دون نے سامنی اوسکے
 وضو کیا اوسنے کہا ای فرزند ان رسول وضو تمہارا نہایت
 مشروع اور درست ہی اور نیک اور وضو مجھہ مسکین کا کچ —
 ایک شخص نے کہا خوارزم میں کوئی عشق نہیں کرتا اور کسی پر
 عاشق نہیں ہوتا ایسا سطلے کہ خوارزم میں ہجوم ہی معشوقان کا
 اگر کوئی کسی شاہ کو دیکھ کر عاشق اور دل بستہ ہوا بعد ازاں
 اوس پہتر و خوشتر نظر آیا محبت و عشق یہ نسبت اول سرد
 کہا اگر اوپر شاہ دون خوارزم کے عاشق ہونا بچا ہی آخر خوارزم
 ہو کہ اوسین گل خان سمن ہوا اکثر ہیں عاشق ہونا واجب مراد

خوارزم فقر ہی کہ اوسمین خوابان معنوی اور محبوبان روحانی
 بی حد و عدہین اگر ایک پر دلنی قرار پایا دوسرے کو دیکھ کر پہلی کو
 بھول گیا الی مالا نہایت پس نفس فقر پر عشق و شیفگی چاہئے
 کہ اوسمین ایسی معشوق اکثر ہیں **فصل** ہر آدمی دل آئے
 میں ہوسہائی خام اور آرزو ہائی ناکام اندیشہ کرتا ہی کہ اگر
 مثلاً میں مقصود آباد جاؤں مطالب بے شمار اور کارنامی ہمتاً
 حاصل و میر ہو وین اور حال میرا راستہ و دیگر گین ہو و
 اجاستا ہو وین اور اعدا پر غالب آؤں مقصود و خواہش
 اوسکی پیدہ ہی اور تقدیر الہی کچھ اور تقاضا کرتی ہی ہر چند
 تہا بیر صائبہ اور تکالیف شاق بکار لیجاوی ہرگز مطلب بانی
 اور مقصد رسی میر نہ آوی موافق مرام و دادا و سکے باوجود
 اس ناکامی اور نارسائی مطلب کے اوپر تدبیر اور اختیار اپنی کے
 اعتماد کلی رکھتا ہی اور نازان ہوتا ہی **ہمیت** تدبیر کہ بندہ

تقدیر نداند : تقدیر بخیر خداوند نماند : مثال او کی ایسی ہی
کہ کوئی خواب میں دیکھی کہ میں کسی شہر میں غریب و واماندہ
ہوں کہ کوئی آشنا و دوست نہیں سرگردان و حیران پرتا
ہوں نگوی شناسا اور سکا ہی اور نہ وہ شناسا کرے سکا تا
کہ تاہی کہ میں کیونکہ اس شہر میں وارد ہوا کہ کوئی آشنا
دوست نہیں نظر آتا دست افسوس ملتاہی اور لب کاتاہی
جب بیدار ہوتاہی تو وہ شہر دیلتاہی اور نہ وہ لوگ افسوس
سہلہ م کرتاہی کہ وہ غم و غصہ و تاسف بیفائدہ تہا تا دم پریشان
ہوتاہی اور حالت سی اور اوسے ضایع جاتاہی پھر دوبارہ
سو جاتاہی اور اتنا اپنی تین بجالت اولی گر قرار پاتا ہی مثلاً
ہزاران غم و غصہ و تاسف دیکھتاہی اور کچھ نہیں جانتا
اور سمجھتا اور یاد اوسے نہیں آتا کہ میں بیداری میں پیشمان
و غمگین ہوتاہی اور جانتاہا کہ وہ ضایع و خراب و بیفائدہ

اب بھی ایسا ہی ہے خلق نے لاکھ دیکھا اور آزمایا ہی کہ غم
و تدبیر اونکی باطل و بیکار ہوئی ہی اور کچھ کام حسب مرام
میسر نہیں ہوا مگر حق تعالیٰ اوپر غفلت و نسیان غالب و
مسلط کرتا ہی کہ وہ سب فراموشی کے تابع اندیشہ اور

اختیار اپنی کے ہوتی ہیں۔ ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ علیہ عہد
بادشاہی اپنی میں واسطے شکار کے گئی تھے در پی ایک آہو کے
ناخت لائی یہاں تک کہ لشکر سی بالکل جدا ہوئی اور آپ
بے برق غرق ہوا تھا تاہم خستگی اوسکی سے بیابان میں تنگ
پو کرتی تھے جو ناخت حد سی گہری آہو گویا ہوا اور وہیں پہر کر
کہا مَا خَلَقْتُ لِهَذَا نَجْیً سَلِیْے پیدا نہیں کیا اور عدم سے
اس واسطے بوجوہ نہیں لایا حق سبحانہ کو بھی تو شکار کرے
اپنی تین شکار کیا فرض کرتا کیا ہو ابراہیم نے جو یہ سننا نہ
مارا اور گھوڑی اپنی تین گرایا کوئی اوس شت میں بخیر بنا

نہ تھا ساتھ اوسکے لایہ و جا پوسی کر کے تمام لباس بادشاہت
 مرصع بجاہر اور سلاح و اسب اپنا کہا مجھے لی اور نمائینا
 بھی دی اور کسی سے احوال میرا بیان نہ کر اور نشان ندی
 اور وہ نہ پہن کر راہ صحرا اختیار کی سبحان اللہ غور کرنا
 چاہی کہ غرض ابراہیم کی کیا تھی اور اُدہ و مقصود حق کا
 کیا اوسنے قصد صید آہو کیا تھا حق تعالیٰ نے اوسنی آہو
 صید کیا اسی جگہ سے معلوم کرنا چاہیے کہ عالم میں وقوع
 و ظہور ہر شئی کا مثبت و ارادت الہی ہی اور مقصود
 بندہ تابع اوسکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش از اسلام
 ایک روز بخانہ خواہراپنی کے تشریف لائی اوسوقت
 خواہراونکی تلاوت قرآن کر رہی تھی سورہ طہ مانرنا
 باواز بلند جو یہائی اپنی کو دیکھا پوشیدہ کیا لاور خاموش
 ہو رہا حضرت عمر نے شمشیر برہنہ کر کر ارشاد کیا کہ ہاں

راست بیان کر دو تم کیا تلاوت کرتی تھیں اور کس لیے
 پوشیدہ کر لیا ورنہ گردن زنی تیری اسیدم کرہ نہیں
 اور کچھ درنگ تاخیر کروں خواہراو کی نہایت خوفناک
 ہوئی کہ خشم و مہابت برادر اپنی سے خوب واقف
 تھیں جان کے خوف سی اقرار کیا اور کہا یہ جو میں قرأت
 کرتی تھی کلام ہی خدا کا کہ درینو لا حضرت محمد مصطفیٰ ^{صلی}
 علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی کہا پڑہ تا میں سماعت
 کروں اونہوں نے سورہ طہ قرأت کی حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ پس از سماعت بہت خشمگین ہوئے اور غضب
 اونکا سو حصہ زیادہ ہوا اور کہا اگر تجھی اس وقت گردن
 ماروں خوب نہیں اول جا کر سر محمد ^{صلی} علیہ وسلم کا ^{قطع}
 کروں ازاں بعد بکارتیر کے مشغول ہوں غرضکہ اس طرح
 بشمشیر برہنہ نہایت شورش غضب سی متوجہ بمسجد نبوی

ہوئی صدا دید قزیش نے اونہیں دیکھا اور کہا کہ عمر رضی اللہ
 عنہ قصہ ہلاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا ہی چونکہ عمر مروتوی
 عظیم الرجولیت تھا جس شکر کی طرف متوجہ ہوتا غالب آتا
 اور سر پریدہ کر کے لاتا اور ہمیشہ حضرت دعا فرماتی تھے کہ
 خدا میری دین کو بعمر رضی اللہ عنہ یا بابو جہل نصرت دی
 اس لیے کہ یہ دونو اپنی وقت میں بقوت و مردانگی مشہور
 و معروف تھے آخر جب حضرت عمر مسلمان ہو گئے تھے
 اور کہتی تھے یا رسول اللہ وای میری حال پر اگر اچھل
 کو اوپر میری مقدم فرماتی اور کہتی کہ خداوند امیری دین
 کو بابو جہل نصرت دی یا یہ عمر حال میرا کیا ہوتا مضلات
 میں رہتا پس جبوقت عمر رضی اللہ عنہ بشمشیر پر ہنہ مسجد رسول
 اللہ میں آئے او سیدم جبریل عم بوحی حضرت پر نازل ہوئے
 کہ اب یا رسول اللہ عمر حضرت پاس واسطے اسلام لانی سکے

آتا ہی اوسی کنار اپنی مین لی فی الفور کہ عمر رضی اللہ عنہ مسجد
 مین آئی تیر نور محمدی دل اونکے مین ٹیہا لغوہ مارا او بیہوش
 گرے اوس بوقت ہر اور عشق محمدی نے جان اونکی مین جلوہ
 کیا اور چاہتی ہے کہ عشق محمدی گداختہ ہو وین نہایت محبت
 سی کہا یانی اللہ ایمان عرض فرما و اور وہ کلیہ مبارک ارشاد
 کہ تو مین سماعت کروں پس جو مسلمان ہے کہا اب کفار
 اوسکے مین کہ ہمیشہ رہنے بقصد حضرت مین آیا ہا بعد مین
 جس کسی سے کہ کلیہ نقصان نسبت بحضرت سنو مین فی الحال
 امان اوسی ہندون اور ساتھ اس شمشیر کے سرا و سکا تن
 سی جدا کروں یہ بات کہہ کر مسجد سی باہر آئی ناگاہ پورا ونگا
 رو پر و آیا اور کہا دین سی رو گردانی کی تو نے مجھ کو کہنی اس
 سخن کے سر پر اپنی کاتن سے جدا کیا اور ہمیشہ خون آلودہ
 درست جاتی تھے صناید قریش نے شمشیر خون آلودہ دیکھ کر

کہا آخر وعدہ کسر لاینگا کیا تھا سر کہاں ہی کہا یہ موجود
 ہی اوہو نے کہا یہ سرو ہی ہی کہ جسکا ارادہ تھا کہا وہ
 نہیں اب بنظر غور و تامل دیکھنا چاہی کہ قصد عمر رضی اللہ
 کا کیا تھا اور مراد اگلی کیا تھی فی الحقیقت سب کام محبت
 ایزدی جلوہ رین آتی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی
 اور کہا اے خداوند جو تو نے مجھے مخلقت رضا اپنی کے مشرف
 کیا اور برگزیدہ ذریت میری کو ہی یہ کرامت نصیب کر
 حق تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا يَنْتَالُ عَظْمِي الظَّالِمِينَ یعنی جو کہ
 ظالم و ستمگار ہو وین وہ لاحق خلعت اور کرامت میری
 نہیں ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے جانا کہ حق تعالیٰ تو بظاہر
 و طاعیان عنایت اور توجہ نہیں کہا خداوند ارادہ کہ ایمان
 لائی ہیں اور ظالم نہیں ہیں اوہیں رزق اپنی سہی یا نصیب
 کر اور ادنیٰ درجہ نہ کہہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق عام

سبکو اوس سے نصیب و حصہ ہی اور اس مایہ کرم سے
 تمام خلائق مستفیع اور پرہ مند مگر خلعت رضا و قبول و توفیق
 کرامت قسمت ہی خواص و برگزیدگان کی اما بظاہر کہتی ہیں کہ
 غرض بیت سی خانہ کعبہ ہی کہ جو کوی وہاں متخصن ہووے آفات
 سی اماں پاکہ اور اوس نگہبہ شکار حرام ہی اور نہ کسی کو زنج
 و اندازسانی اور حق تعالیٰ نے اوس مکان کو برگزیدہ کیا
 یہ سخن راست و خوب ہی مگر یہ معنی ظاہری ہیں قرآن کے
 لیکن محققین کہتی ہیں کہ مراد بیت سی باطن ہی آدمی کا دعا
 کرتے ہیں کہ خداوند باطن کو دساوے و مشاغل نفسانی کے
 خالی کر اور خیالات باطلہ اور انکار فاسدہ سی پاک کرتا
 اوس میں کچھ خوف و خطر نہ ہی اور امن ظاہر ہووے اور بالکل
 تسلیم و محبت ہووے اور اوس میں جو اس کی بیٹانی نہ ہی
 حق تعالیٰ نے اوپر آسمان کے اشیب متعین کئی ہیں تا شبانہ

رجیم کو مانع آوین صعود سی او پر آسمان کے اور استماع اسرار

ہلاکت سی تا کوئی او کے احوال پر وقوف و اطلاع نہاوسے

اور وہ آفات سی محفوظ و دور ہو وین یا الہی تو ہی باطن

عنایت ابنی کا او پر باطن ہمار کے مقرر و متعین فرماتا و سنا

شیاطین اور جیل نفس ہو ا کو ہم سے دور کری یہ قول محققین

اور اہل باطن کا ہی کلام الہی یعنی قرآن دیباچی دور و یہی

بعضے طرف ظاہر سی سود مند اور بہرہ مند ہوتے ہیں اور

بعضی طرف باطنی سے اور دونوں راست و درست ہیں منظور

الہی ہی ہی کہ دو نوقوم او سے مستفید و متمتع ہو وین

ماند زن شوہر دار اور فرزند شیر خوار کے کہ دونوں او سے

خطا و ٹہاتی ہیں طفل کو لذت پستان اور شیر سے اور شہر

کو لذت بخوابی و مجاہدت سی پس خلائق مثل طفلان راہ ہیں

کہ قرآن سی لذت ظاہر ہی حاصل کرین اور شیر خوار کی گھر

اہل کمال کو معافی قرآن سے تفریح و تفریح اور فہم اور ہی علی
 بنہ القیاس مقصود کعبہ سی دل انیا و اولیا ہی کہ محل و حی
 حق سبحانہ کا ہی اور کعبہ فرج ہی اوسکی اگر دل ہنوی کعبہ
 کیا کام آوے انیا اور اولیا نی بالکل مراد اپنی ترک کی ہی
 اور تابع مراد حق کے ہونے ہین تا جو کہ حق تعالیٰ فرماوی وہ کہ
 اور جس کے ساتھ حق سبحانہ کو عنایت ہنوی اگرچہ پدر و در
 ہون اونی بزار ہو دین اور اکہ او کی مین دشمنیت
 دایم بہت تو عنان دل خوش ہے تاہرچہ تو کوئی کہ بزرگویم حجت
 جو کہ کہا ہینے مثال ہی مثل ہین مثل اور ہی مثال اور حق مثال
 فی نور اپنی کو بمصباح تشبیہ فرمائی ہی بھمت مثال اور وجود
 اولیا کو بزجاج ہید واسطے مثال کے ہی و گرنہ نور اوسکا
 کون و مکان مین گنجایش نہ کہی جو کہ کون مکان مین نہ سماوے
 زجاج و مصباح مین کب گنجایش نہ کہی مشارق انوار

حق جل جلالہ دل میں کب گنجائش رکھیں مگر جو کہ طالب اسکا
 ہی وہ دل اپنی میں پاوی نہ از روی ظرفیت کہ وہ فرو
 ہی نہ اور جگہ بلکہ مطلق پس معلوم ہوا کہ تمام نامعقول
 بمثال معقول و محسوس ہوگا اور جیسا کہ کہنی ہن کہ اس
 عالم میں ناجہائی اعمال پران ہووین بعضے بدست راست
 اور بعضے بدست چپ اور ملائکہ اور عرش اور زائنت
 اور میزان و حساب و کتاب ہوگا بدون مثال کچھ علوم
 بنووی اگرچہ ان اشیاء مذکورہ کے اس عالم میں مثل
 بنووی مگر بمثال معین و معلوم ہووین اور مثال اوکی
 اس عالم میں وہ ہی کہ شب کو تمام خلق کفش گیر اور شاہ
 وقاضی و خیاط وغیرہ کے جیکہ سوتی ہن تمام اندیشے
 اولیٰ زایل ہوتے ہن اور کیکو اندیشہ و فکر نہیں رہتا
 پھر جب سب بدہ صبح مانند نفخہ اسرافیل ذرات اجسام

اوسکے زندہ کری اندیشہ ہر ایک کا مثل نامہ پران ہو کر کوئی
 طرف آوی اور غلط نگرے اندیشہ خیاطی طرف خیاط کے او
 اندیشہ فقیہ کا طرف فقیہ کے اور اندیشہ حدادی کا طرف حداد
 اور اندیشہ ظلم کا طرف ظالم کے اور اندیشہ عدل طرف
 عادل کے غرض کہ بوقت بیداری ہر ایک کو اعمال و اکسا
 وفتون و اشتغال اپنی یاد آتی ہیں اور کس عالم میں بھی بسا
 ہو گا اور یہ محال نہیں اور اس عالم میں واقع ہی اور سب چیز
 بقدرت الہی جیسا کہ دو آدمی ایک بستر میں سوئی ہیں ایک
 اپنی تین درمیان گلستان و خوبان اور بہشت کے دیکھتا ہی
 اور دوسرا اپنی تین درمیان نریمانہ اور دوزخ اور مارا
 و گردان کے دیکھتا ہی اور بیداری نہ یہ ہی اور نہ وہ
 پس کیا عجب کہ اجزاء بعض کے گور میں بخت و راحت و
 فرحت ہو وین اور بعض بعد اب و الم و محنت پس معلوم

کہنا معقول بنال معقول ہو وی اور مثال و مثل با ہم مساوی
 نہیں ایک درویش نے اپنی فرزند کو تعلیم کیا تھا کہ جو بھی
 مطلوب اور خواہش ہو خدا سی طلب کر پس وقتی کہ فرزند
 بگریہ کوئی چیز طلب کرتا خدا سی وہ چیز حاضر کرتی اس پر
 چند سال گزری ایک روز لڑکا تنہا گدہ بین رہا تھا اسی
 آرزو ہر سہ کی دلمین پیدا ہوئی موافق عادت معبودہ کے
 کہا میں ہر سہ چاہتا ہوں کاسہ ہر سہ غیب سے حاضر ہوا
 کو دک فی خوب سیر ہو کر کہا یا مان باب جب آئی او سکر
 کہا آج کچھ نہیں طلب کرتا کہا بھی جو خواہش تھی وہ
 سینے کہا یا او سکے باپ نے کہا الحمد للہ کہ تو ساتھ اس مقام
 پہنچا اور اعقاد و ثوق فی او پر حق سبحانہ کے قوت
 بکری۔ مادر مریم نے جو مریم کو جانندگی تھی خدا کے ساتھ
 کہ اوس ہی وقت خانہ کعبہ کبری اور اوس کے کچھ اور کام

نہ لیوی پس گوشہ مسجد میں اوسی چھوڑ کر چلی آئین ہر کوئی
 طالب پرورش مریم کا ہوا اور باہم منازعت واقع ہوئی
 اور حضرت زکریا خود تیمار دار مریم کے ہوئی لیکر ہر وقت
 مین یہ عادت تھی کہ جو کوئی ایک چوب پانی مین ڈالی
 چوب جسکی بروئی آب آوی وہ شئی ہلک اوسکی ہر وہ
 اتفاقاً فال زکریا علیہ السلام راست ہوئے سب نے کہا حق
 یہی ہی پس زکریا علیہ السلام ہر روز بوقت لالی طعام کے
 اوسی جنس کا طعام بگوشہ مسجد ہر روز بھیا و موجود پاتے
 آخر الامر ناچار ہو کر کہا آخر مین وصی تیرا ہوں تو یہ طعام
 کہانسی لاتی ہی کہا وقتی کہ مجھی حاجت طعام ہوتی ہے
 ہر تمالی سہجنا ہی کہ رحمت و کرم اوسکا بے نہایت ہی
 اوسپر اعتقاد کیا وہ کافی بھی واسطے اوسکے زکریا نے کہا
 خداوند از بسکہ تو حاجت رکھا اور مشکل کوئی نہ سکا ہی

میری ہی ایک آرزو میرا آسان کر اور مجھی ایک فرزند
 عطا فرما کہ دوست تیرا ہو و بی غریب و ترغیب میری کے
 تیری ساتھ میرا سنت و الفت ہو و اور بطاعت و عبادت
 مشغول پس حق سبحانہ یحییٰ علیہ السلام کو وجود میں لایا
 اوس کے کہ پیرا اوس کا خمیدہ پشت اور ضعیف ہوا تھا اور
 مادرا و سکی جوانی میں عاقرو تا زائیدہ تھی اور نہایت
 ہو گئی تھی حکم الہی حیض دیکھا اور جنی پس یہ سب آگے
 قدرت الہی کے پہانہ ہی حاکم مطلق تمام اشیاء میں وہی ہے
 مؤمن وہ ہی جو جانے کہ پس پردہ و حجاب کوئی ہی کہ
 ہر ایک ایک حال ہمدی پر مطلع اور آگاہ ہی اور بینا
 اگرچہ ہم اوس کو نہیں دیکھتی وہ ہم سے کہو دیکھتا ہی اور
 یہ امر یقینی ہو دی اویسی ہی کہ اوس کے جو باور نہ کی
 اور کہی یہ سب حکایت و افسانہ ہی پس اگر فرما آئیو آلا

کہ منکر کو گوشمالی دیوین او سوقت پشیمان ہو کر کہی آہ
 بد کہا میں نے اور خطا کی خود سب وہی تھا میں اوسے نفی کرتا تھا
 ایک امام فی رکعت اول میں اَلَا عَرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا
 وَتَقَا قَابِڑا اتفاقاً کوئی روسای عرب کے حاضر تھا امام
 کو ایک دہولاری اوسنی رکعت دوسری میں وَمِنْ
 اَلَا عَرَابٍ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ پڑھا
 اوس رئیس عرب نے کہا دہول نے درست کیا بھی ہی ہی
 حال ہمارا کہ مدام سزائش ہوتی ہی غیب سی لیکن ہرگز
 آگاہ نہیں ہوتے اور پہر وہی کام کرتے ہیں مرید کو لازم
 ہی کہ خدمت شیخ اپنی کی بجا لاو اور چا پلو سی اوسکی کری
 تا بدل شیخ جگہ پاو اور جو کہ نارضی و نا پسندیدہ آوے
 شیخ کو اوسکے اجتناب کری کہ عدول حکمی شیخ کی ہم
 قائل ہی بحق مرید خصوص شیخ متبع سنت کے اوس سی ڈرتا

رہی حاصل سخن یہی کہ بکار دین مشغول رہے تا دنیا خود
 طالب او کی ہو و مراد غزلت سے غزلت ہی اور پر کار دین
 کے جو کہ واسطے طلب دین کے دوش کرتا ہی وہ دوش
 نہیں بلکہ غزلت ہی اور کہ واسطے دنیا کے گوشہ نشین ہے
 وہ گوشہ نشین نہیں بدواد و مشغول ہی پیغمبر علیہ السلام
 فرماتی ہیں من جعل الھوم ہما واحدا کفاه اللہ سا
 ہومہ مراد ہوم سے طلب و فکر دنیا ہی اور مقصود ہوم
 سے جستجوی دین و عقبی ہی میرے غم دین خور کہ غم دین است
 ہمہ غمہا فرو تراز این است : پس یہ شخص دایم ہمیشہ بخت
 ہی عشق وہ ہی کہ عاشق غذا و قوت و لذت او سے
 پاوی جیسا کہ دیدار مادر و پدر و برادر اور خویش و اقربا
 اور فرزند سے انوار لذت حاصل کرتا ہی مجنون اس لئے
 مثال ہوا عشاق دنیا میں جیسے کہ نخ میں زند و غرو و نا

گر نفل و کباب گرمی ناخوشی پیدا کرے کہ بخوابد ہی آخوری
 چون بر خیزی خواب ناشی نشسته است سوت کند آب در خواب خوری
 الدنيا حکم التایم دنیا اور تنغم دنیا مثل اون اشیاء ہے
 ہی کہ خواب میں اونے متعمد ہوتا ہی لیکن بیداری میں
 اوس کے کچھ نفع اور سود نہیں پاتا پس اگر خواب میں کوئی
 چیز طلب کی اور وہ اوسی حاصل ہوئی کیا فائدہ کہ بیداری
 میں رفع حاجت نہیں ہوتی **فصل** ہم تمام احوال
 آدمی کا اور طبیعت اوسکی گرمی و سردی اور تری و خشکی سے
 دریافت کرتی ہیں مگر یہ نہیں دریافت ہوتا کہ اوس میں
 کیا چیز باقی رہی گی اگر معلوم کرنا اوس کا مجرد قول حاصل
 ہوتا پس آدمی با انواع ریاضات و مجاہدات و کوشش
 محتاج ہوتا اور برنج و مشقت واقع ہوتا جیسک مثلا
 کوئی دریا میں آب طالب گوہر پس بظاہر آب شور و نہنگ

وہابی غیرہ دیکھتا ہی کہتا ہی وہ گوہر کمان ہی مگر خود گوہر نہیں
 گوہر پھر دو دیکھنے بچہ کے کب حاصل ہو وی اب اگر آپ بیاگو
 لاکھ بار پیمائش کری گوہر نیا وی وہاں خواص چاہی ہی ناگوہر
 راہ لیجا وی لیکن گوہر بای کام ہر خواص کا نہیں خواص
 جست و چالاک باہر بقین خواصی چاہی ہی تا مقصود حاصل ہو
 یہ تمام ہنر و علوم مثل پیمائش بحرین اور طریق گوہر بای کا
 اور ہی اکثر اشخاص ساتھ تمام ہنرون اور علوم کے کراستہ
 اور صاحب مال و جمال ہو وین گراون مین وہ معنی کہ
 لب ہی تمام علوم کا موجود ہنر وین بہت لوگ ظاہر
 اونکا خراب و پریشان و آوارہ ہو و اور اونہیں صورت
 ظاہری اور فصاحت و بلاغت ہنر وی مگر وہ معنی باقی کہ
 آدمی کو بسبب اوسکے رجحان و شرف و کرامت ہی سب
 مخلوقات پر اوسمین موجود ہیں اگر آدمی خود اوس معنی و

مقصود کی طرف راہ لہجادی انسان ہی ہو گرنہ دواب و
حیوانات مثل شیر و پلنگ و ہنگ و غیرہ اوس سی بہتر
ہیں کہ اونہیں ایک خاصہ مودعہ ہی یہی بھیب ہنرہ آرائین
مانند گوہر نشانی کے ہی پشت آئینہ پر اور روی آئینہ اوس
فارغ ہی روی آئینہ طالب ہی صفائی کا جو کہ زشت رو
ہی وہ طبع بہ پشت آئینہ کرتا ہی اس لئے کہ روی آئینہ
غمازی جو کہ خوش رو ہی وہ بصد جان و دل طالب ہی
آئینہ کا اوس واسطے کہ روی آئینہ منظر ہی اوسکی حسن و جہت
کا۔ یوسف علیہ السلام کا ایک دست سفر سی آیا فرمایا
ہجاری واسطے کیا تحفہ لایا ہی کہا تمام اشیاء تمہاری پس
موجود وہی ہیں تمہیں کچھ حاجت نہیں مگر چونکہ تم سی جہان
مین کوئی خوبتر اور بالاتر نہیں حسن مین آئینہ لایا ہوتا
ہر لحظہ روی مبارک اپنا اوسمین دیکھا کہ وحی تعالیٰ محتاج

کسی چیز کا نہیں مگر طالب ہی دل روشن کا تا اوسین حال
 اپنا دیکھی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰی صُوْرٍ کُمْ وَاِلٰی اَعْمَالٍ لَّکُمْ
 وَلٰکِنْ يَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبٍ بِکُمْ یعنی عجب سچا نہ تعالیٰ ناظر صور
 و اعمال عباد نہیں لیکن دیکھتا ہی قلوب اونکی شعور
 بلاد ما اوردت و جد فیہا و لیس یفوتہا الا الکرام
 یعنی شہرین کہ آدمی جو اونین طلب کری پاؤ خوب و یون اور
 لذات و مشہیات طبع اور آرائش گو ناگون سی مگر جو
 مردم عاقل و دانا اونین معدوم ہی کا بیشک کہ بالعکس
 اسکے ہوتا کیا خوب ہوتا اگر شہرین ہزار مردم ہنرمند ہوتا
 اور وہ معنی کہ آدمیت عبارت ہی اوس سے نہوین وہ شہر
 خواجہا و لشر اور اکروہ معنی اوسین باپی جادین اور آرائش
 ظاہری نہو باک نہیں ستر آدمی چاہی کہ معمور ہووی اور آدمی
 بہر حال کہ ہی سر او کا مشغول بحق ہی اشتغال ظاہر نفع

مشغولی باطن کا بہن ہی جیسے کہ زن حاملہ بچہ اومکا کہ اندر
 شکم ہی ہر حال میں صلح و جنگ اور خور و خواب وغیرہ
 امور خانگی کسے قوت و بالیدگی و حواس زیادہ کرتا ہی اور
 مادر اوسکی اوس حال سے آگاہ بہن آدمی ہی حامل ہی
 اوس سر کا لیکن اوس سے مطلع و خبر دار بہن اسلئے
 کہ سر بنزلیخ درخت کے ہی اگرچہ بیخ پوشیدہ و پنهان
 ہی مگر اثر اوس کا اعصاب پر ظاہر ہی مثلاً اگر کوئی شاخ
 شکستہ ہو جاوے جو اصل اوسکی قائم ہی پر بالیدہ اور
 سر بنز ہووے ایک نے سوال کیا کہ ابراہیم علیہ السلام
 مردہ کو کہا کہ خدا میرا مردہ کو زندہ کرتا ہی اور زندہ کو
 مردہ نمودنی کہا میں ہی ایک کو معزول کرتا ہوں پر
 وہ معزولی موت ہی اوسکی اور ایک کو مضروب کرتا ہوں
 وہ بتر کہ زندہ کرنی اوسکے ہی ابراہیم علیہ السلام نے

اوس دلیل سے رجوع فرما کر دلیل دوسری میں شروع کیا
 اور کہا خدا میرا آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہی اور مغرب
 لیجاتا ہی تو برعکس خلاف اوسکے کہ یہ سخن خلاف ہی
 سخن اول کے کہ ابراہیم علیہ السلام جواب اوسکے سے کہتا
 ہوئی تھی فرمایا حاشا وکلا کہ ابراہیم علیہ السلام دلیل تیز و
 ملزم و ساکت ہووین اور اوہنین جواب نہ آوی کہ یہ ایک
 سخن ہی ساتھ مثال دوسری کے یعنی کہ حق تعالیٰ جنین کو
 مشرق رحم سے نکالتا ہی اور مغرب گور لیجاتا ہی تو اگر
 دعویٰ خدائی کا کرتا ہی بخلاف اوسکے کہ مغرب گوری
 نکال اور مشرق رحم لیجاتا ہی چیت ابراہیم علیہ السلام ایک
 سخن تھا حق تعالیٰ آدمی کو ہر لحظہ روش نور سے پیدا کرتا ہی
 اور اوسکے باطن میں اشیائی تازہ تازہ پہنچتا ہی کہ اول
 ساتھ دوسرے اور دوسری ساتھ تیسرے کے مشابہت و

مشکلات نہ کہی مگر آدمی اپنی سے غافل ہی اور خود شناس
 نہیں واسطے سلطان محمود کے ایک سپہ سالار یائی نہایت
 نادر و خوبصورت لائی تھے بادشاہ نے بزرگ و عید او سپہ
 ہوا تمام خلافت بنا برنظارہ و تضحیح بالائی نام پر آئی ایک
 مست گہرا بنی مین بیٹھا تھا اوسے بند و ریالائی نام لگی تھی واسطے
 سپہ سالار دہائی کے ہر چند وہ کہتا تھا کہ مجھی پروا نہیں
 اس کی نہیں ہی اورستی مین سرشار تھا جو لب نام آیا
 اور سلطان کو سوار اوس سپہ سالار پر دیکھا کہا قد اس
 سپہ سالار کی نزدیک میری کچھ نہیں اگر اس حالت مین کہ
 مین ہوں ہر طرح سے رو کر مین اور یہاں سپہ سالار کی طلب کر مین
 فی الحال بلا تامل دون مین اگر ملک میری ہو سلطان
 یہ سکر بہت غصہ ہوا اور فرمایا اوسے بڑا مذاں مجھوس
 کو دست ایک ہفتہ او سپہ سالار گزری مرد مست فی سلطان

کہ وہ سلطنت کیسے آگاہ کیا کہ آخر میرا کیا جرم و گناہ تھا کہ
 بادشاہ نے مجھے محبوس فرمایا بندہ کو معلوم ہوا بادشاہ نے
 فرمایا اوسی حاضر کرو جب حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ اے
 زندانی بی ادب تجھی کیا طاقت تھی کہ ایسا کلہ بزرگ
 گستاخانہ بہشت ہماری تھمے بزرگ ہوا کہا اے سلطان
 عالم وہ سخن مینے نہیں کہا کوئی اور مرد کت مہت طلب نام
 کٹر اتہا وہ کہہ کر چلا گیا میں وہ نہیں مین مرد عاقل و ہوشیار
 ہوں بادشاہ کو یہ سخن پسند و خوش آیا خلعت و دیگر
 اوسے بند سی رہا کیا پس جسنی کہ ساتھ ہم درویشوں کے
 تعلق اختیار کیا اور شراب اس سخن سے مست ہوا چٹا
 جاوی اور جسکے پاس پہٹے اور جسکے ساتھ صحبت رکھی
 وہ فی الحقیقت ہمیشین وہم طلبین ہمارا ہی اس لئے
 کہ صحبت اختیار آئینہ لطف صحبت پار کا ہی اور آئینہ

بغیر جنس سبب محبت اور اختلاط کا ہی ساتھ جنس کے
 کہ ساتھ ضد اپنی کے ظاہر ہوتی ہیں تمام کشیار آدمی
 جیسا کہ مشقت و رنج تلخی ہنسن کہنچتا لذت شیرینی نہیں
 حاصل کرتا **فصل** کہنے تفسیر اس بیت کی پوچھی
 ہمیت و لیکن ہوا چون بغایت رسد نہ شود دوستی سیر
 دشمنی نہ فرمایا کہ عالم دشمنی بہ نسبت عالم دوستی نیک
 ہی اس لیے کہ عالم دشمنی سے گریز کرتے ہیں تا بعالم
 دوستی پہنچتی ہیں لیکن یہی ہی کہ عالم دوستی نیک ہی
 بہ نسبت اوہیں غلام کے کہ دوستی و دشمنی اور کفر و ایمان
 موجب دینی ہیں اس واسطے کہ کفر انکار ہی اور ایمان کو
 منکر ضرور ہی جیسا کہ ارادہ کو مقرر پس معلوم ہوا کہ نیک
 اور بیگانگی موجب دینی ہیں اور وہ عالم و رای کفر و ایمان
 اور دوستی و دشمنی کے ہی اور جو دوستی موجب دینی

ہووی اور ایک عالم ہی کہ وہاں دوی گنجائش نہ رہی تھی
 محض یہ جو اوس جگہ پہونچا دوستی و دشمنی سے خارج ہوا
 کہ وہاں دوی نہ سماوی جب وہاں پہونچا دوی سی جدا ہوا
 جیسا کہ منصور کو جو دوستی حق بہ نہایت پہنچی دشمن اپنا
 ہوا اور اپنی تین نیت کیا اور انا الحق کہا یعنی میں فنا
 ہوا اور حق باقی رہا اور بس اور یہ غائیت تو اضع اور
 نہایت بندگی ہی تکر وہ ہی کہ ہستی اپنی ہی ثابت کری
 اور کہی تو خدا ہی اور میں مذہب ہی اپنی ہی اثبات
 کی دوی لازم آئی اور کہنا ہوا الحق کا ہی خالی دوی نہیں
 اسلئے کہ انا کو ہو لازم ہی اور منصور فنا ہوا تھا اسلئے
 انا الحق کہا اور عالم خیال بہ نسبت عالم بصورات و محسوسات
 فراخ تر ہی اس واسطے کہ تمام بصورات خیال سے پیدا ہوتے
 ہیں اور عالم خیال بہ نسبت ساتھ اوس عالم کے کہ خیال اس

بہت ہوتا ہی تنگ ہی بیان میں نہیں آتا کہ لفظ و عبارت
 سی خارج ہی اور فائدہ سخن وہ ہی کہ آدمی کو مطلب لگاؤ
 اور پہچان کری نہ وہ کہ مطلوب سخن حاصل ہوگا اور اگر
 ایسا ہوتا مجاہدہ و ریاضت کی کو حاجت ہوتی سخن
 مثال ایسا ہی جیسے کہ تو ایک چیز دوسری دیکھ کر جھیندہ
 و متحرک اوس طرف ہوگا تو اوس دیکھی نا طاقہ انسان ہی
 باطن میں ایسا ہی بھیج ہی طالب کو اور طلب اوس معنی
 کہ اگرچہ اوس کو حقیقت میں نہیں دیکھتا ایک نے کہا نیست
 ہر چند تحصیل علوم اور ضبط معانی کیا کچھ معلوم ہوگا کہ انسان
 میں کوئی معنی ہیں کہ باقی رہیں گے اوس طرف راہ نہ ہوا
 فرمایا کہ اگر وہ معنی مجھ دسخن معلوم ہوتی خود محتاج بقضائی
 وجود اور رنج و مشقت کے ہوتا ہستی اپنی سی گزرنا چاہئے
 تا وہ شی باقی و پایندہ معلوم ہوگا **فصل ایک**

معنی اس عبارت کی پوچھے گیبت ای برادر تو بہان
 اندیشہ : باقی و نواسخو ان وریشہ : فرمایا تو نظر کر
 اون معنوں کے کہ ہمان اندیشہ اشارہ طرف اوس اندیشہ
 مخصوص کے ہی کہ ہمیں اوسی باذیشہ تغیر کیا ہی بھیت توح
 لیکن فی الحقیقت وہ اندیشہ نہیں اور اگر اندیشہ ہی اس
 جس کا اندیشہ نہیں جو لوگوں نے فہم کیا ہی غرض ہماری
 وہی معنی ہے لفظ اندیشہ سی اور اگر کوئی ان معنی کو
 چاہی کہ نازل تر تاویل کری بھیت تغیر عوام کے اوپر
 کہ ان حیوان مطلق ہی تعلق اندیشہ ہو و خواہ منظر
 خواہ مضمر اور وری اوس کے حیوان ہو و پس یہ قول
 درست آیا کہ انسان عبارت ہی اندیشہ سی باقی استخوان
 وریشہ ہی کلام مثل آفتاب ہی تمام آدم اوسی گرم وزندہ
 ہیں اور وہ دائم ہست و موجود اور حاضر ہی مگر نظر نہیں آتا

اور بنین جانتی کہ اوس سے گرم اور زندہ ہیں مگر وقتی کہ بڑا
 لفظ و عبارت خواہ وہ شکر ہو خواہ شکایت خواہ خیر خواہ
 شر کہا جاوے آفتاب معلوم و مرئی ہو و جب یکہ آفتاب ہلکی
 دایا تا بان و درخشان ہی لیکن بجز شعاع کہ کسی در و دیوار
 پر واقع ہو آفتاب بنین معلوم ہوتا مانند سخن کہ دائم پیدا
 و ہو یا ہی مگر بے واسطہ حرف و صوت ظاہر ہو و
 اسلئے کہ وہ مثل آفتاب لطیف ہی اور ہوا اللطف ہے
 کثافت جاہی تا بواسطہ اوس کثافت کے مرئی او ظاہر ہو
 علی ہذا القیاس لطافت ہی اگر چہ بہت و موجود ہی دایا تا
 تا بان و درخشان لیکن بی وساطت امر و نہی او خلق و قدرت
 جبرائے شرح سابتہ امور مذکورہ کے مکرین کوئی دیکھ نہیں سکتا
 پس معلوم کیا ہستی کہ نطق مثل آفتاب لطیف ہی اور تا بان
 دائم غیر منقطع مگر تو طالب ہی کثافت کا اور محتاج و ملت کا

کہ شعاع آفتاب کو دیکھتا ہی نہ آفتاب کو جب اس مقام پر پہنچے
 کہ اوسر شعاع و لطافت کو بی وساطت و کثافت دیکھی اور
 ساتھ اوسکے خوگر اور تماشا اوسکے مین گستاخ ہو کر اور
 قوت پکڑی پس عین اوسر مائی لطافت مین رنگہائی عجیب
 اور تماشا مائی غریب دیکھی اور کیا عجب کہ وہ نطق دائم آدمی
 مین ہو کر کہی یا نہ کہی اگرچہ اندیش مین ہی اوسکے نطق نہ ہو
 لیکن ہم اوسے ناطق کہہ سکتے ہیں بالقوہ جیسا کہ انسان کو
 حیوان ناطق کو بالفعل اوسمیں لوازم حیوانیت و نطق وجود
 بنو دین کہ بالفعل وجود و ظہور اور نکاح شرط نہیں آدمی میں ^{حالات}
 یا خادم و عابد خالق ہی یا فقط خادم خلق یا خاموش عابد
 و خادم خالق نہ محمول ق خارج ان دونو مراتب سی خدا نہ حاضر
 ہی اور نہ غایب بلکہ آفرینندہ اور پیدا کنندہ دونو کا پس
 غیر ہی دونو کا اس لئے کہ اگر وہ حاضر ہی پس غایب ضد ہی

حاضر کی اور ضد خالق ضد نہیں ہو سکتی اور اگر غائب ہی
 پس حاضر ضد ہی غائب کے پس معلوم ہوا کہ غائب کوئی اور ہی
 جس نے حاضر کو پیدا کیا اور شریک باری ممتنع الوجود ہی اور
 پیدا کرنے مثل میں اپنی مثل کو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہی اور
 ایجاد الٰہی لائق اور یہ دو دو متغیٰ ہیں پس آدمی جب اس
 مقام پر پہنچی جا ہی کہ عقل کو دخل نبوی کہ یہ دریایِ دُعا
 ناپید اکٹھا رہی اکثر اسمین غرق ہوئی یسیت درین دوط
 کشتی فرو شد ہزار ۛ کہ پیدائش تختہ برکنار ۛ تمام سخن اور
 تمام علوم و ہنر و حرف مزہ اور چاشنی اس سخن کی رکبتے
 ہیں کہ اگر یہ نہ ہو کسی کام و ہنر اور حرف میں لذت و مزہ باقی
 نہ رہی غایت نامی الباب یہ ہی کہ وہ نہیں جانتی اور جلتا
 شرط نہیں چنانچہ ایک مرد طالب و خواستگار زنِ ثلار
 کا ہوا کہ وہ گلہ واسپ و گو سپند و غیرہ بہت رکبتی تھی

یہ مرد بہ سب لذت و مزہ اوس نرن کے بیمار و خدمت اوس
 اس بگو سپنے کی کرتا ہی اگر وہ زن در میان سی پر خاستہ
 ہو جاوے اون کامون میں کچھ لذت و مزہ نہ ہی اور سرد و بے
 جان رہی اس طرح تمام علوم و فنون اور ہنر و حرفی زندگی
 خوشی و گرمی پر تو ذوق سے رکھیں اگر ذوق ہو وی کامون
 میں ذوق و لذت نہاوی اور سب بی حیات و مردہ ہیں
 تم شیل اگر کوئی کیسے حق میں کلمہ تنیک کہی وہ خیر و نیکی
 طرف اوسکے عاید ہو وی گویا بحقیقت وہ حمد و ثنا اپنی کرتا ہی
 نظیر اس سخن کا یہ ہی کہ کوئی گرد خانہ اپنی کے کل و ریحان ستر
 کری جب نظر کری کل و ریحان دیکھی اور دایم مقیم ہشت
 ہو جو آدمی خود مشغول بخیر ہو محبوب اوسکا ہو واجب
 اوس خیر و نیکی کو یاد کری محبوب کو یاد کری اور یاد کرنا
 محبوب کا کل و گلستان ہی اور روح و راحت اوچو حق میں

جسکے یہ کہا یا بیدی یاد کیا وہ شخص اسکی نظر میں معوض
 ہوا جو اوسے یاد کری یا خیال میں لاوی ایسا ہی کہ گویا
 مارو کر دم باخار و خاشاک اسکی نظر میں روبرو آئی بسا
 اگر ہو سکے کہ آدمی شب و روز کل و گلستان اور رض
 درم دیکھی اور گلستان چنان کری کس لئے تابستان و بستان
 میں پڑی پس بکو دوست رکھی تا ہمیشہ گل و گلستان میں
 رہی اور جو بکو دشمن رکھی خیال و تصور انداز نظر اسکی
 میں راسخ و قائم رہی اور شبانہ روز خارستان و مارستان
 میں سلطان پیمان اور افتادہ رہی او یا بکو دوست
 رکھیں اور نیک دیکھیں پس یہ امر واسطے غیر کے نہیں کرتی
 بلکہ واسطے اپنی تا مبادا خیال معوض و کمرہ نظر او کی
 میں آوی جو کہ ذکر دم او خیال او کی سے اس در دنیا میں
 لا بہ و ناگزیر ہے پس او بیانی ہمہ و کوشش فرمائی کہ یاد

و ذکر اونکی مین بجز مطلوب و مرغوب نشی دوسری نہ آوی تا
 کرا بیت مبعوض و مشوش رہزنی اونکی نگری پس جو کہ آدمی
 خیر و شری خلق کے حق میں کرنا ہی وہ سب اوسکی طرف عاید
 و راجع ہوتا ہی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہی مَنْ عَمِلْ صَالِحًا
 فَلِنَفْسِهِ وَ مَنْ أَسَاءَ فَعَلِيَهَا مَصْرَع ہر کسی ہی
 درود عاقبت کار رکشت وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
 خَيْرًا يَرَهُ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
 یعنی جو کہ کری یا نہ ازہ سکی دیکھی بروز جزائزہ نیکو کار
 اور وہ کہ عمل کری کار بد بمقدار ذرہ دیکھی بروز قیامت
 وبال و نکال اوسکا کہ مینی سوال کیا کہ علم غیب خاصہ ہے
 خدا کا ملائکہ فی پیش از وقوع واقعہ کیونکر معلوم کیا کہ قسار
 سفک مار آدم پر گواہی دی فرمایا اوسکی دو وجہ ہیں
 ایک منقول اور ایک معقول وجہ منقول یہی کہ ملائکہ

لوح میں دیکھتی تھیں کہ ایک قوم پیدا ہووی صفت اوکی
 یہ ہووی اوکس سب سی آگاہ و خبردار تھی اور وجہ دیکر
 وہ ہی کہ ملائکہ کی راہ عقل سے استدلال کیا کہ وہ قوم
 خاکی ہووے اور حیوانیت او سپر غالب گو مادہ نطق بھی
 رکھتی ہوں مگر بسبب غلبہ حیوانیت فسق اور خون ریزی اونے
 سرزد ہووے کہ لوازم غیریت سی ہیں اور قول ایک قوم
 یہ ہی کہ ملائکہ عقل محض اور خیر صرف ہیں اونہیں کسی
 کام میں کچھ اختیار نہیں جیسا کہ آدمی حالت خواب میں
 کوئی کام کری یا کلمہ کفر و توحید زبان اوکی سی خارج ہووے
 یا زنا یا اور کوئی امر نامشروع اوکس سے ظہور میں آوی بلوم و
 و معرض نہیں ہوتا حال ملائکہ بیداری میں ایسا ہی ہے
 کہ بی اختیار ہیں بخلاف آدمی کے کہ او سی اختیار حاصل ہی
 سب چیزیں آزو ہووے حوص و ہو اسی بقصد و ارادہ اپنی

کرتا ہی اور یہ صفت ہی صفات حیوانیہ سی پس حال اونکا
 ضد ہی حال آدمیوں کے اور باطن ہر فرشتہ کی ایک لوح ہی
 نور سی کہ بقدر وقوت اپنی کے احوال عالم اور مافیہا معلوم
 کرتا ہی جب وہ شئی بوقت اپنی کے ظہور کرتی ہی اور وجود
 میں آتی ہی اعتقاد اونکا اور عشق و مستی بذات باری عز
 اسمہ زیادہ ہوتی ہی اور تعجب بعظمت و غیب ذاتی حق تعالیٰ
 افزون ہر چند وہ زیادتی و افزونی اعتقاد و عشق بی لفظ
 و عبارت تسبیح اونکی ہی۔ ایک نئی شیخ اپنی سی سوال کیا
 کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس عظمت و
 جلال کے کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اگر وجود یا
 حبیب میر کا نہ ہوتا میں افلاک کو نہ پیدا کرتا خود حضرت
 فرماتی ہن یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا ای کا
 آفریدگار محمد کا نہ پیدا کرتا محمد کو پس توفیق بین القولین

کیونکر ممکن ہی شیخ نی فرمایا سخن بمثال روشن و ہوا بدیہی
 ہم ایک مثال بیان کرتی ہیں تا اوسی سراسر اس سخن کا معلوم
 و مفہوم ہو وی ایک مرد کسی دیہہ میں ایک زن پر عاشق تھا
 و دونو باہم بعشرت و کامرانی او ردینار یکدیگر مدت حیات
 اپنی بسر لیجاتی تھے ناگاہ حق تعالیٰ نے اوہیں غنی و تونگر کیا
 ببطارگو سپند و گاؤ و اس پال اور زر اور خدم و حشم
 و عثمان و قورحمت و تنعم سی ارادہ شہر کا کیا اور ہر ایک نے
 سرائی کلان بادشاہ نہ خرید کیا او بخیل و حشم او سر زمین
 سکونت اختیار کی مردنی ایک سمت اور زن بی بطرف
 دیگر جو حال اس روشن پر واقع ہوا وہ عیش و تنعم و وصل
 بفریق متبدل ہوا دل ہر ایک کاپہانی جلتا تھا و مثال ہی
 بی آب مضطرب و متقرار اور بی خور و خواب رہتی تھے
 کچھ نہ بیر بن نہ آتی تھی آخر الامر جو سوختگی بحد کمال پہنچی نالہ

قنات او کا مجمل اجابت واقع ہوا اور تیر دعا و آہ بہت
 مراد پہنچا اسباب و گوسفند و گاؤں اسپ و غیرہ فی بدیع
 رو بہ تنزل و نقصان رکھا اور بعد مدت و راز مردوزن پر
 اوس خشتین میں مجتمع اور یا ہم ہوئی اور عیش و وصل مشغول
 ہوئی تلخی قراق یاد آئی اور حدیث بالیت رب محمد لم تخلو
 محمد ابر زبان جاری ہوئی وقتی کہ جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجروح
 بعالم قدس اور ہر دم بوصل حق سبحانہ بالیدہ ہوتی تھی اور
 دریائی رحمت ناپید اکنار میں مثل ماہی غوطہ زنی کرتی تھے
 ہر چند اس عالم میں جناب حضرت رسالت مآب کو شرف نبوت
 اور بذیت خلق اور عظمت و شہرت حاصل ہوئی لیکن جب وقت
 وہ عیش و وصل یاد فرماتی تھے بحديث مذکور گویا ہوتی تھے
 کہ اے کاشکے میں پیغمبر نہوتا اور اس عالم میں کہ بہ نسبت اوس
 عالم وصال مطلق کے سراسر بار اور رنج ہی کیا خوب ہوتا

مثلاً ایک دزدنی دزدی کی بادشاہ نے اوسی دار پر کھینچا پس
 وہ بھی حقیقت واعظ و ناصح سلیمین ہی اسیلخی کہ جوہ دزدی کرتی
 حال اسکا یہ ہی اور ایک کو سلطان نے بھت راستی و انیت
 بہ تشریف خلعت مشرف کیا بنفس الامر وہ بھی پندہ مسلمان
 ہی لیکن دزد اور طرح سی اور امین اور روش سی مگر فرق بین
 الہ اعظین معلوم و مفہوم کرنا چاہیئی عدم و ایجاد اوس عالم میں
 دو توجہ پوش ہیں اور ایک دوسری نام و شرمندہ اس کے منصب
 از مرتبہ ایجاد منافی و متضاد منصب عدم کی ہی اور مرتبہ عدم
 مخالف بدرجہ ایجاد اور باضداد تمام اشیاء ظہور پگرتے ہیں
 لیکن بنابر نفس عالم کی غفلت پر ہی اور بالیدگی اس حیم کی تمام
 و کمال غفلت سی ہی اور غفلت کفر ہی اور وجود دین کہ
 مراد ہی آگاہی سی بی وجود کفر غفلت ناممکن اس واسطے کہ
 دین ترک کفر ہی اول کفر چاہیئی تا اوسی ترک کری اور دوزخ

جزر لای تجزی کہ خالق دونوں کا ایک ہی اگر خالق ایک نہوتا۔
متجزی ہونے پر جس خالق ایک ہی وحدہ لا شریک ہووے
فرد کفر و اسلام در شہسویان : وحدہ لا شریک کہ گویا
فصل ما فضل ابوبکر بکثرة صلوة او صوم و
صدقة بل و قربا فی قلب بہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی اور ولید پر اثر وی کثرت نماز یا روزہ یا صدقہ
کے بہنیں ہی بلکہ ایک اور چیز سی ہی کہ وہ دل ار کے میں ہے
محبت خدا اور عشق رسول سی۔ بروز قیامت نماز و روزہ
اور صدقات سب کو لا دین اور میزان میں رکھیں لیکن جب
محبت کو لا کر ترازو میں رکھیں گنجائش نہ رکھے معلوم ہوا
کہ اصل سب چیز کی محبت ہی اگر آدمی اپنی دلیں محبت دیکھتا
ہی چاہی کہ اوسی زیادہ کرے کہ سرمایہ محبت طالب ہی چاہی
کہ محبت کو طلب زیادہ کری پس جبکہ اپنی میں طلب معلوم

کری مکے اور حبس و جوسی غافل نہ ہی حرکت ضرور ہی
 کہ حرکت میں برکت ہی جاتا مرد کا بطرف دوکان کے بجز غرض
 حاجت اور کوئی فائدہ اور ہمیں نہیں ہی حق تعالیٰ رزاق
 روزی دہ ہی اگر خانہ نشین ہو وی مدعی ہی استغنا کاروی
 ہرگز فرو د نہ آوی جیسکے مادر بی طفل کو یہ گریہ شیر نہیں
 دیتی اگر طفل اندیشہ کری کہ گریہ میرا عبث اور بی فائدہ ہی
 شیر سی باز رہی حالانکہ سب جانتی ہیں کہ شیر گریہ ہی
 جیسا کہ حضرت مولانا روم قدس سرہ مشغولی میں فرماتی ہیں
 بیت تاگرید طفل کی جوشد لبین : تاگرید ابر کی خند چمن
 اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اس رکوع و سجود میں کیا فائدہ حاصل
 ہی میں کیون بجا لاؤں اوس کے یہ سوال چاہی کرنا کہ تو
 اگلی امیر و رئیس کے جا کر کیون بجا آوی خدمت کرتا ہی پس
 معلوم ہوا کہ امیر سبب خدمت رحمت کرتا ہی اور نان دہی

فرماتا ہی اور رحمت گوشت و پوست نہیں رکھتی کہ ظہور اس کا
بسبب اس کے ہوتا ہی بعد از مرگ یہ گوشت و پوست
قائم و بر جا ہی اور خواب و یہوشی میں ہی لیکن یہ خدمت
ضایع ہی آگے اس کے پس جانا ہمنی رحمت کہ بدل امیر و
رئیس مضمود پوشیدہ ہی منظور و مرئی نہیں ہوتی پس
چونکہ ہم شئی نامرئی کو بحجاب گوشت و پوست خدمت کرتی
ہیں اور اوسے دیکھتی نہیں ہیں ممکن ہی کہ ظہور و صدور اس
صفت کا بی گوشت و پوست ہو و اگر وہ شئی کہ گوشت
و پوست میں ہی پوشیدہ ہوتی ابو جہل و مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایک ہوتے اور کچھ فرق درمیان اس کے
ہوتا کوشش کر اور کوشش شنو اظاہر میں دونو ایک ہیں
کچھ تمیز و تفرقہ نہیں شنوائی او میں پوشیدہ ہی محسوس
و منظور نہیں پس اصل اس کی عنایت ہی جیسے کہ ایک امیر کے

دو غلام ہیں ایک بسیار خادم اور دوسرا کابل بخدمت و
 بندگی مگر محبت و عنایت امیر کی بہ نسبت کابل زیادہ بندہ بہت
 گذارسی ہی لیکن اوس بجاء اور خدمت کو ہی ضایع و معطل
 و محروم بنیں چھوڑنا مثلاً چشم راست اور چشم چپ اور دست
 راست اور دست چپ اور پای راست و پای چپ لیکن
 عنایت بچشم راست متوجہ ہوئی اور یہی قیاس کرنا چاہی شہور
 و ایام میں کہ رمضان گذری شہور پر اور جمعہ کو باقی ایام پر
 فضیلت و افرونی ہی پس اس رمضان اور جمعہ کی کجاحت
 کی کہ شہور و ایام دیگر کی نہیں کی الا بغایت مختصہ و مشرت
 بہ تشریف فضیلت ہوئی کہ بیع امور موقوف و مختصر او پر
 عنایت کے ہیں اور باقی بہانہ اگر کو رکھی کہ بھی کو پیدا کیا ہی
 بیانی کہانی لاؤن میں معذور ہوں اس کہنی سی کوری
 اور معذوری اوسکی: اہل و مرتفع نہیں ہوتی پس نقطہ کہنا

کور و لنگ کا کہ مین معذور ہوں اس کے حق میں نافع و
 سود مند بنو وی اور نہ تکلیف شرعی مرتفع یہ کفار کہ رنج
 کھڑ مین افتادہ ہین اوسے راحت سمجھتی ہین اور ان
 اکثر راحت مین غافل و فراموش کار ہوتا ہی اور رنج
 مین یادگار جیسے کہ رنجوری و زندان و درد دندان و دیگر
 اوجاع و فحالیف و تکالیف مین یاد و رجوع الی اللہ کرتا
 ہی پس رنج باعث ہی ارتقاء حجاب غفلت اور یادگار
 حضرت حق کا لیکن بہت حصول صحت اور ازالہ تکالیف
 پر حجاب غفلت پیش آتا ہی اور کہتا ہی جو ذات کہ در
 الہ اور خارج عن الادراک ہی او سے کیا طلب کروں
 او جستجو اور سے پوچھنا چاہی کہ شاید تو فی رنج و ایذا
 مین خدا کو پایا تھا کہ ہر ساعت بار بار لیل و نہار اوسے
 پکارتا تھا پس معلوم ہوا کہ تو خود طالب رنج ہی رنج کو

او پر تیری ستولی کرین تا تو ذا کر حق ہو وی پس دوزخی
 راحت میں یاد خدا سی غافل تھے یاد او سکی نہ کرتی تھے
 دوزخ میں واقع ہووین تا شب و روز یاد اور ذکر حق سے
 غافل ہووین کہ پیدائش عالم اور آسمان زمین اور ماہ و
 خور اور سیارات سعد و نحس سیکے واسطے ذکر و عبادت
 کی ہی سبب ہے او سکی کرتی ہیں مگر کفار کہ راحت میں ذکر
 الہی سی کہ مراد توحید ہی غافل ہیں اور مقصود پیدائش سی
 فقط عرفان ہی اس لئے جہنم میں داخل ہووین تا ذا کر
 ہووین لیکن مومنین موحدین کو حاجت برنج عقبی نہیں کہ
 وہ راحت دنیا میں او س رنج سی غافل نہ تھے دایم اوس
 رنج کو حاضر دیکھتی تھے جیسا کہ کودک باقل کو ایک بار پا
 بزنجیر کرین پس وہ او س تکلیف کو فراموش نہیں کرتا
 مگر کودک کو دن فراموش کرتا ہی اوس ہی ہر لحظہ زنجیر

چاہیے اور مثل اسپ زبرک کے کہ ایک بار ہماز کہا کر حجت
 ہماز دوسری رکبی سوار اپنی کو بجا حل و منازل لیجاو
 اور ہرگز اوس ہماز کو فراموش نہ کری لیکن اسپت
 بہ خلقت بار بار محتاج ہماز ہوتا ہی اور فراموش نہ کرنا ہی
 وہ لایق سواری نہیں بلکہ سزاوار بار برداری
فصل
 سماعت متواتر حکم رویت رکبی جیسا کہ رویت سی علم یقینی
 حاصل ہوتا ہی علیٰ ہذا القیاس سماعت متواترہ سی اور یا
 اوقات قول ایک شخص کا حکم تواتر رکبی جیسے قول رسول
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قول بادشاہ کہ ایک شخص ہی مگر قول
 اوس کا برابر لا کہہ مد کے ہی کوئی اوس سے انحراف و تباہی
 نہیں کر سکتا جو حال انبیاء اور حکام ظاہری کا یہ ہی پس
 بعالم ارواح بالا ولی اگر کہنے یا نصرت سیر تمام عالم نیاز
 طلب مطلب یا تحقیق مسئلہ حاصل کی چونکہ گوش ہوش

اور چشم او سکی اور مطلب سی پر ہی وہ حکم قل سیرُوا
 فی الْأَرْضِ مین داخل نہیں سیر او سکی بنا بر خرد پیاز و سر
 ہی کہ وہ غرض او سکی تھی اور غرض حجاب ہی پس حجاب
 غرض در میان سی او ہا کر سیر کری اور بنظر عبرت دیکھی
 تا مقصود حاصل ہو وی زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 ایک شخص بہا نہایت پیر فروت بہا نہنگ کہ دختر او سکی
 مثل اطفال شہر ہی اوسی کرتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 فی اوس دختر کو فرمایا کہ اس وقت مین مثل تیری فروز نہایت
 گذار پر نہیں ہی اوسنی جواب دیا کہ حضرت راست فرما
 ہین مگر خدمت میری اور پدر میری مین فرق ہی اگرچہ مین
 خدمت گذاری پدر مین کوتاہی نہیں کرتی الا پدر بوقت
 خدمت و پدرش میریکے خایف اور دست بد عار تھا
 تھا کہ مبادا کوئی آفت و اسبب بھی پہنچے اور مین خدمت

او سکی بجالاتی ہوں اور شب و روز دعائی مرگ پر کرتی
 ہوں تا اذیت و تکلیف خدمت محبی منقطع ہو و اگرچہ
 خدمت گزار ہوں الا فرق خدمت او سکی اور میری میں یہی ہے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہذا الفقه من عمر یہ دختر
 عمر سے دانشمند زیادہ ہی مینے حکم بظاہر کیا اور استی مغز
 سخن و مطلب بیان کیا فقیہ وہی ہے جو کہ مغز نشی اور او سکی
 حقیقت پر مطلع اور آگاہ ہو و حال و حقیقت صحابہ رضی
 اللہ عنہم ہی تھے کہ قلع اپنا اور مدح غیر کی فرماتی تھے اکثر اشخاص
 ایسی ہیں کہ قوت حضور نہیں رکھتی اور تعلیت میں خوشتر و
 بہتر ہیں جیسا کہ روشنائی روز آفتاب ہی حاصل ہی الا
 اگر کوئی تمام روز بقرص آفتاب نظر کرے او س سے کچھ اور
 کام نہ آوی و چشم او سکی خیرہ ہو و پس اوی مشغولی بکار
 بہتر ہی نظر سی بقرص آفتاب پس معلوم ہوا کہ طلب حق میں

لرزہ و خوف و عشق ضرور ہی جیسی خوف نہ ہو لازم ہی کہ میت
 خائفین بجای لاو ہرگز کوئی میوہ تنہ درخت پر روئیدہ نہیں ہوتا
 اس لیے کہ اوس جی نہیں لرزہ نہیں اعصاب لرزان و جذبات
 پس میل و جی نہیں سب ٹمرا دہی قایدہ الزیادۃ علی
 الکمال نقصان زیادتی اوپر کمال کے نقصان ہی جیسا کہ
 عین الدین اور عین الدین اور احد و احدین وقتی کہ وہ ذاتی
 مرتفع ہووے عین کمال ظہور کرے کہ انا احمد بلایم اور مثل
 عدد واحد کہ ترکیب سب اعداد کی اوس سے ہی اور وہ سب
 وری اور بالا ہی الا کوئی عدد اوس سے خالی نہیں سب طرح
 ظہور صفات باری غراسمہ سب اشیاء میں ہی اور ذات
 اوسکی وری ہی سب حدیث شریف میں وارد ہی تخلقوا
 باخلاق اللہ عن اوس سی آرستگی باخلاق الہی ہی ہر فرد
 انسان کو مگر نبی پر اظہار قوت حق واجب ہی اور تہذیب دعوت

لیکن او پر ولی کے واجب نہیں کہ اوس شخص کو بمقام استعد
 پہنچاوی کہ وہ کار حق تعالیٰ ہی اور صفات حق دوہیں قہر
 انبیا منظر ہین دونو کے اور مؤمنین منظر لطف اور کافروں
 منظر قہر ہین مقبرین اپنی تین انبیا میں دیکھتی ہین بخلات
 مسکیر کے اسی سبب انبیا کہتی ہین کہ ہم تم میں سے ہین اور
 تم ہم میں سی یا ہمد گریکا گلی اور جدائی نہیں اگر کوئی کہے
 کہ یہ باتہ میرا ہی کوئی گواہ اوس کے اوپر اس عد کے نہ طلب کرن
 اسلئے کہ وہ خبر متصل بہ بدن ہی لیکن اگر کہی کہ فلا نا بیٹا میرا
 ہی اوس سی گواہ طلب کرن اس واسطے کہ پسر خبر منفصل
 ہی **فصل** بعضی کہتی ہین کہ محبت سبب ہی خدمت
 کا اور یہ بات نہیں بلکہ میل محبوب مقتضی خدمت ہی اگر
 محبوب چاہی کہ محب بخدمت مشغول ہو وی محب سی تمام
 خدمت عمل میں آوی اور اگر محبوب اوس کے خدمت نچا ہی ترک

خدمت بحسب حقیقت منافی محبت نہیں الا بحسب شریعت
 منافی ہی آخر اگر وہ خدمت نگری وہ محبت او سمین خدمت
 کرتی ہی بلکہ محبت اصل ہی اور خدمت فرع اگر استتین
 کری وہ جنبش دست سی ہووی مگر یہ ضرور نہیں کہ اگر دست
 نہ جنبش کری استتین ہی حرکت نگری مثلاً ایک شخص
 جیب بزرگ پہی چنانکہ جیب میں غلطی ہو و اور جب حرکت
 حرکت نگری ہو سکتا ہی مگر یہ ممکن نہیں کہ جیب ہی جنبش
 شخص حرکت کری مگر بعض ایسے ہیں کہ جیب کو شخص اور استتین
 کو دست اور موزہ کو پاگمان کرتی ہیں یہ دست و پاؤ
 استتین و موزہ دست و پا نہیں دست و پا اور ہی کہتے
 ہیں فلا ناما زیر دست خلائی کا ہی اور خلائی کو اس قدر شرم
 ہی اصلاً غرض اون دست و پاسی یہ دست و پا نہیں ^{اعتبار}
 مختلف ہونی ہیں مگر ذات کو تبدیل و غیر نہیں ہوتا مثلاً

کہنے پوچھتے ہوں لباس رزم آراستہ کیا اور سلاح باندھ ہی
 اور خود سہرہ پر کہا اس لئے کہ وقت ہی جنگ کا لیکن جب
 رزم میں آویں اوس لباس کو اتاری اوس واسطے کہ وقت
 مشغولی اور کام کا ہی مگر وہ شخص جو ہی ہی اوس میں بختیہ
 لباس اور کچھ ظہور میں نہیں آیا مگر تونی اوسی اور لباس
 میں دیکھا تھا جو وقت اوسی تو تصور کری وہی شکل و لباس
 یاد دلاوی اگرچہ اوسنی سو لباس اور تبدیل کیے ہوں مثلاً
 کہنے انگشتی ایک جگہ گم کی ہو اگرچہ انگشتی وہاں
 بنو وہ گرد اوسی جگہ کے پہرنا ہی جبیکہ صاحب تعزیت
 گرد گور میت کی پہرنا ہی اور طواف اوس جگہ کا کرتا ہی
 اور بوسہ دیتا ہی پی خبر حال انگشتی اور میت سی حق
 تعالیٰ بصفت اپنی اور قدرت کی اکثر ایسی تغیر و تبدیل
 فرماتا ہی ساتھ حکمت اپنی کی آدمی اگر بکا لبد اپنی کے

ایک لحظہ گور میں بیٹھی خوف ہی دیوانگی کا پس کیونکر ہو سکتا ہے
 جبکہ آدمی نے دام کا لید اور قالب تن سے نائی پائی کب
 وہ ن رہا ہو حق تعالیٰ نے بنا پر تخویف قلوب اور تجدید عبرت
 نشان رکھا ہی تا لوگوں کو وحشت گور اور خاک تیرہ سی خوف
 و ہراس بل پیدا ہو دی جب کہ کسی اہل کار و ان کو پائے
 اور لوٹیں دو تین سنگ باہم اوکس جگہ رکھیں واسطے
 نشان کے کہ یہاں جہاں خطر و خوف ہی یہ قبور ہی نشان
 محسوس ہیں بنا پر خطر تا وہ خوف بنظر اہل نظر اثر کری مثلاً
 اگر کہیں کہ فلان جگہ ڈرتا ہی فی صدور فعل او سے تجھے
 حق او کے میں ہر و محبت زیادہ ہو یقیناً اور اگر عکس
 اسکے کہیں مجھدا اسکے دل او کے میں غیظ و خشم پیدا ہو
 یہ تک دواثر ہی خوف کا تمام عالم مصروف تک و وہی
 مگر ہر ایک مناسب حال اپنی کے اس لئے کہ طلب اور غیبت

کی مختلف ہی مگر جو کہ وہ طلب و غیت محسوس نہیں جب کہ
 وہ نہ پہنچا معلوم ہوا کہ بعد تک دو بسیار منزل مقصود ^{فائز}
 ہوا جیسا کہ کوئی زیر آب جاتا ہی کوئی اوسنی نہیں دیکھتا
 ناگاہ اوسنی سراپا آب سی نکالا معلوم ہوا کہ وہ پاب جاتا
 تھا **فصل** بدل دوستان خدا اسرار دنیا میں بہت
 رنج پوشیدہ ہیں کہ سطح زایل و جدا ہنودین نہ ساتھ کہانے
 اور سونی اور پرہیزگے الابدیدار دوست کہ إِقَاءِ الْخَلِيلِ
 شِقَاءُ الْعَلِيلِ ملاقات دوست تندرستی اور شفا ہی بیمار
 عشق کی تاجدیکہ اگر منافق ہمیشین مومنین ہووے تاثیر صحبت
 اونکی سی بظاہر مومن ہووے مثل قول حق سبحانہ وَاِذَا
 لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا بِعَيْنِ حَقِّقَاتِ
 کربن کفار مومنین سی کہیں ہم مومن ہیں پس کیونکر ہو کہ ہم
 ساتھ مومن کے ہمیشین ہو دیکھ کہ اوسنی کیا منافع رسانی

کری بہ نسبت تاثیر صحبت کے منافق مین دیکھ کہ چشم مجاورت
 عاقل سی باطل منقش ہووے اور خاک و سنگ و خشت بجاوے
 بنار سرائی خوب ہووے پس صحبت مومن بمومن بطریق اولیٰ
 تاثیر کری جبکہ صحبت نفس خردی اور عقل محقر کے جادات
 ساتھ اس میں تہ کے پہنچے پس یہ عقل کلی کو قیاس کرنا چاہیے
 کہ کیا عقل و ذہننگ رکھی کہ اوکے یہ ہفت آسمان
 ماہ و خور اور ہفت طبق زمین پیدا ہووے دین یہ سب موجودات
 سایہ اور پرتوہ ہن عقل کلی کی سایہ عقل خردی کا مناسب
 اوکے اور سایہ عقل کلی کا لایق اوکے ہی اولیاء حق غیر ان
 سموات آسمان اور مشاہدہ کرتے ہن کہ یہ سموات اونکی
 انکھ مین نہیں آتے اور حقیر معلوم ہوتی ہن پشت پا اوپر
 رکھ کر گزری ہن ہمیت آسمانہاںست در ولایت جان
 کار فرمائی آسمان چہان : کچھ تعجب نہیں کہ ایک آدمی

سی یہ خصوصیت پاوی کہ پانوا پر کیوان کے رکھی ہم
 جس خاک تہی حق تعالیٰ نے ہم میں ایسی قوت ودیعت رکھی
 کہ ہم جنس اپنی سی ساتھ اس قوت کے ممتاز ہوئی اور صرف
 بقدر ملکی کہ جو چاہیں تصرف کریں اور حسب طرح چاہیں کام
 میں لاویں کہی اسی بالا اور کہی زیر لیجاویں کہی کس اور
 محل بناویں اور کہی کانہ و کوزہ اگر حق تعالیٰ تمیز نہ تیا یہ صرفاً
 جداگانہ کہانی حاصل ہوتی اور مثل جادوی حس و حرکت
 ہوتی اور بیخبر اوسنے ہم کو خبردار و آگاہ کیا پس وای صدد آ
 کہ ہم اوس کے پیچھے و غافل ہوویں **تمشیل** ایک گرتہ
 صیاد وہی باک لوگ گرفتاری اوسکی چاہتی تھے ممکن و مسیر
 ہوتی تھی ایک روز وہ گرتہ بصید مرغ مشغول تھی اور ہمہ قوی متوجہ
 مرغ اوس حالت میں کہ وہ مشغول بصید مرغ تھی غافل ہوئی
 گرفتار کر لیا پس آدمی کو نچا ہی کہ بکلی کار دنیا میں مشغول

ہو وی اور فکر دنیا میں عمر عزیز اور وقت شریف ضایع
 کری آرزوگی مخلوق سہل اور آرزو کی خالق دشوار رفیع
 آرزوگی مخلوق بھول و قوت الہی ممکن کہ قلوب عباد باوہیک
 ہاتھ میں ہیں پر مقلب القلوب او نہیں مہربان کر سکتا تھا
 اگر خود باسد وہ رب مجیدہ اور آرزو نہ ہوا کون پھر سکتا ہے
 ایک شخص کہتا تھا کہ بحالت استغراق میرے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم اور ملک مقرب گنجائش نہ کہیں شیخ نے
 فرمایا تعجب نہی کہ بندہ کو ایسی حالت لاحق ہو کہ او میں
 محمدؐ نہ سمجھوین کیا محمدؐ کو ایسی حالت ہو وی کہ تجھ جیسا گندہ
 دہن اور گندہ بخل وہاں نہ گنجائش رکھی۔ ایک مسخرہ
 چاہتا تھا کہ بادشاہ کو مہنا وی ہرگز ہونہ سکتا تھا کہ مزاج
 سلطان نہایت مکدر رہتا اتفاقاً بادشاہ بلب دریا سیر کرتا
 تھا اور بجانب مسخرہ متوجہ اور نظر نہ کرتا تھا اور آب نظر

کر رہا تھا مسخرہ فی عاجز ہو کر کہا کہ بادشاہ اس آب میں
 کیا ملاحظہ و نظر فرماتی ہیں کہ اس قدر متوجہ ہیں فرمایا قلبان
 کو رکھتا ہوں عرض کیا بندہ ہی کو رہنمائی غرض کہ جب آدمی کو
 ایسی حالت طاری ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنجائش
 نہ کہیں کیا تعجب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنجائش نہ
 بچھائی ادب گذارہ ہن و مان گنجائش نہ کہیں آخر یہ
 حالت کہ چھپر طاری ہوئی بغیض و برکت اوسی ذات
 بابرکات اور تاثیر اوسی کی سی ہی اس واسطے کہ اول عطا
 فیضان ذات باری غراسمہ سے حضرت پر ہوتا ہی اور حضرت
 سی اورون پرست آبی اسطرح جاری ہی کہ حق جل و کرہ
 فرماتا ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
 وَبَرَکَاتُہٗ اَوَّل تمام رحمت و برکت نثار حضرت رسالت
 مرتبت ہوتی ہے اور بوساطت اونکی کہ فرمایا وَ عَلٰی

عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اور عباد پر راہ حق نہایت مخوف
 و سرستہ تھی اول حضرت فی جانبازی اور اس پر رانی فرما کر
 اوس راہ کو شکافہ اور واکھا پس جو کہ راہ یافتہ عنایت
 و ہدایت ہوا بطویل اونکی ہوا کہ طہر و پیدا کنندہ را حق
 حضرت بین او ہونے ہر جگہ نشان استادہ کیا اور آگاہ
 کہ اس طرف جاؤ اور اس طرف بجاؤ کہ اوسط ہلاک ہو گے
 جیسکے قوم عاد و ثمود اور اگر اس جانب آؤ گے خلاص
 نجات میسر ہوگی چنانچہ مومنین کو اور تمام قرآن اسی کے بیان
 میں ہی کہ فیہ آیات بَیِّنَات یعنی قرآن ہی میں ہیں
 نشانیاں روشن جیسکے کوئی سر و شریعت غراہ محمدی کا نہ ہو
 ہرگز راہ یاب ہدایت و طریق صواب نہ ہووی کہ حضرت مقتدا
 اور پیشوا سبکے بین چاہیے کہ سر و جادہ شریعت سی انحراف
 و تجاوز نہ کری میں یہ رہ این است سعدی کہ راہ صفا تو ان

رفت جز در پی مصطفیٰ : آورد ایم مقلد شریعت ہو کر
 متبع غواہیت نہ ہو وی طیت درین راہ جز مرد راغی رفت
 گم آن شد کہ دنبال داعی رفت : پس براہ شریعت بہوشی
 تمام قدم رکھنا چاہی کہ صراط مستقیم نام ایسی راہ کا ہی
 پس جو کہ یہاں اس راہ پر قائم رہے بالضرورۃ آسانی گذر
 پل صراط کا ہو و اور رحمت کاملہ اولی حضرت پر نازل ہو
 ہی پس بوساطت و طفیل حضرت او کون پر کہ پیشوا و مشیر
 سیکے حضرت ہن فائدہ بہترین کلام وہ ہی کہ مفید
 بمطلب ہو و نہ بسیار غیر مفید خیر الکلام ماقول و دل
 بہتر کلام کا قلیل مفید ہی سورہ اخلاص اگرچہ قصیر ہی بظاہر
 الارحمان و بلند ہی رکھی سورہ بقرہ پر اگرچہ طویل ہی توح
 علیہ السلام نی ہزار سال دعوت کی چالیس آدمی ایمان لائے
 زمان دعوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر

ظاہر ہو یہ اہی کہ بہ نسبت زمانہ نوح علیہ السلام کہ رفتہ
 کم تھا باوجود اسکے اہل اقلیم نے دعوت اونکی قبول کی اور
 ایمان لائی اور کتنی اولیا و اولاد پیدا ہوئی پس اعتبار کمی
 بیشی کو نہیں غرض افادہ ہی بعض کو سخن اندک مفید تر ہو
 بہتاری پس مقصود افادہ ہی **فصل** کہنے عیسیٰ علیہ
 و علیہ السلام سی سوال کیا کہ یا روح اللہ کونسی چیز دنیا میں اعظم
 و اصعب ہی فرمایا غضب اللہ پس کہا سایل نے کونسی چیز نجات
 بخشتی اس نے کہا کہ غضب اور کظم غیظ اور شکریہ قائم رکھنا
 اس لئے کہ شکر میں محبت خدا ظاہر ہوتی ہی۔ مولانا بزرگ
 قدس سرہ فرماتی ہیں کہ الشکایۃ عن المخلوق شکایت
 عن الخالق گلہ و شکوہ مخلوق سی شکایت ہی خالق کی۔
 آتش حسد و عداوت و غیظ بیاطن انسان پوشیدہ ہی
 بوقت ظہور آشکارا آتش مضمہ سی فی الفور بآب حلم طفا

چاہی کرنا سہل نہ ہو وی اور پہر پہر نہ کرے اور اگر اس
 آتش کو بکیرت جوانی اور نفقہ مجازات مدد کرے پہر دشوار
 ہی فرو نشینی اوسکی اور کوئی حجت واسطے خجالت دشمن کے
 ستائش و شکر اوسکی نہیں ملے برکن برفقہ سبقت
 شان کرچہ ولتند : بشکن بحلم گردن شان کرچہ گردند :-
فصل خدا اور بندہ میں بھی دو حجاب ہیں اور باقی
 حجاب نہیں دوسری ظاہر ہوتی ہیں ایک صحت دوسری مال
 صحت آدمی تندرست ہی کہتا ہی خدا کہان میں خدا کو نہیں
 جانتا اور نہیں دیکھتا بجز آغاز بچ و بیماری و صعوبت درد
 یا اسہ یا اسہ کہتا ہی اور بار بار رجوع الی اللہ کرتا ہی پس
 معلوم ہوا کہ صحت حجاب تھا اوسکا اور حق بریز درد و رنج
 پوشیدہ تھا اور اسی طرح مال و تو نگری کے ساتھ اوسکے
 مرادات مہیا کرتا ہی اور شب و روز او ہمیں مشغول ہے

جبکہ مغلی اور بی نوائی نے موہید کہا یا قوای نفسانی و پھوٹانی
 ضعیف ہو پلٹ سستی و تہی دستیت آورد من :
 من بندہ سستی و تہی دستی تو : حق تعالیٰ نے فرعون کو چڑھا
 صد سالہ اور مملکت و بادشاہی اور کامرانی یہ سب حجاب
 تھی کہ اوسی حضرت حق سے عجوب و دور کہتی تھے اسشت
 چار سو برس میں ایک روز اوسے نامرادی اور درد سزا ہوا
 تاہم جمع الی اسہ کرتا اسی غفلت حصول کامرانی اور ناز و نعم
 میں مشغول رہا اور یاد اپنی سی غافل پلٹ داد حق فرعون
 راضہ ملک مال : تا کہ داد و دعویٰ غر و جلال : در عمر ش
 ندید اور در کسر : تا بنالہ ہر سحر آن بد گبر : پس بور و
 درد و رنج اور لحد حق افلاک شکر بجا لادی شکوہ و شکایت
 نگری و قضا نہ ہذا **فصل** اہل غنم ریاضات
 نفسانہ کرتے ہیں تفکر و تعلم و شوریٰ سی اور اہل زہد ریاضات

بدینہ کرتے ہیں ذکر و تہجد و جوع سے لیکن اہل علم اگر ساتھ علم
 اپنی کے منتفع ہو وین فاضلہ ہیں اہل عبادت سی جیسا کہ
 مسلم و مشہور ہیں الجہور ہے اور احادیث اس باب میں
 اکثر وارد ہوئی ہیں پس صاحب عبادات وزہدنی اگر قدر
 دانی علم سی تحصیل کی ہو یا خلاص ثبت ممکن ہی کہ راہ زہد
 و تقویٰ سی اوسی معرفت حاصل ہوو کہ یہ نسبت معرفت
 اہل نظر و فکر و صفت اعلیٰ ہو اسلئے کہ وہ دیکھتا ہی
 کہ جانتا ہی لیکن یہ بہت نادر ہی حاصل کلام بطرح کہ
 ایک قوم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
 سایل دینہ اور تحصیل احکام شرعیہ کرتی تھی واسطے
 پہنچانی اونکے بذوی الحاجات کی طرح ایک قوم نی تہ
 صفہ مسجد میں کہ مذکور مراقبہ باطن ہشکی اختیار کی تھی
 اور ساتھ کار و وسیر کی مشغول ہوتی تھے اور کہتی ہیں

ہمراہ ہر لشکر کے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچتی
 جہاد میں جاتی تھے اور وہ چار سو نفر تھے درویشان مہاجرین
 مثل ابن مسعود و عمار و مقداد و بلال و صہیب و اشاہم کے اونہیں
 اصحاب صفہ کہتی تھے اور شان اونکی میں یہ آیت نازل ہوئی **لِلْفُقَرَاءِ
 الَّذِينَ أُحْصُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ** یعنی جو مال کہ براہ خدا صرف کرنا
 چاہیں اون درویشوں کو دیوین کہ جس کر یا ہی اپنی تین براہ خداؤں
 اوسکی عبادت میں مشغول ہی ہین اور تحصیل معاش نہیں متوجہ ہوتے
 اور آیت ہی اونہیں کی شان میں نازل ہوئی ہی **وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ
 يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا
 عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ
 شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ** یعنی و زکر آگے
 اپنی سہاوس جماعت کو کہ یاد کرتی ہین پروردگار اپنی کو ہر صبح و شام
 اور قرب رضا اوسکی طلب کرتی ہین نہ تمہیں حساب اونکی کچھ مطلب

اور نہ اونہیں یہاں تیری کچھ غرض پس بس بے انش اور دور
 کہنے اوکے ہو گزیا نکار و نسی اور آیات اور ہی اوکے نشان
 میں آئی ہیں پس وہ اصحاب نہ تھے نہ تھے اور اہل تصفیہ
 اونہیں کچھ پروین اور دور سمیت خاص کیے اہل تہن
 دیا اور نہ خرقہ اجازت دعوت نام سہ تہ اس طریق مخصوص
 کے کسی سے اخذ کیا ہی اس واسطے کہ بعد مبارک حضرت رست
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہی اور یہ معاملہ بغیر آنحضرت
 نہیں ہو سکتا اور وہ کہیں ذکر نہیں اور نہ کہنے ادعا کیا
 ہی اور خرقہ اہل کوسا تہ کیے اوکے مستند نہیں کیا
 بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا علی کرم اللہ وجہہ
 کیا ہی اور یہ دونوں نہیں مقصود و مجروح ہیں پس عطا
 و کرامت حق تعالیٰ موقوف اوسکی فضل و عنایت پر ہی **لَا**
فَضْلُ لِلَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ جس جا ہی عطا فرماو **مَنُوط**

و مربوط اوسیکی بدایت پر کہ یٰہدی اللہ لَنُورِہِ مِنْ نَّشَاءِ
 اور یہ یقرون و اعصار دیگر نہیں ہو سکتا مگر بسیل نارت
 خال خال و احد بعد واحد کے جیسا کہ حال اوتا د اور ابدال ہی معلوم
 ہی نہ وہ کہ ہر گوشہ میں مجتمع ہو کر اور دو کان مکرو شید و اگر کی
 بصیہ خالق مشغول ہو وین اور بدام فریب حق نای لوگوں کو نہ
 دام ارادت اپنی بین ڈالین اور یہ اصل اصول بدعات اوس
 گروہ کا ہی کہ سہمی بصوفیہ ہیں اور مشابہ باہل صفوت و صفا
 نہ وہ کہ اونی بین بلکہ ہوا نفس انبی کے ایک مرشد بنا وین
 اطلاق نام و وصف تصفیہ کا اس فرقہ پر مثل اطلاق اسم
 تصوف کی ہی فرقہ اولی پر و الانہ وہ بصوف پوشی مشہور ہے
 نہ اوہیں صاف پوشی سے پردہ تھا لیکن یہ اپنی تین سہا تہ او
 مانا اور مشابہ کرتی ہیں اور وہ ہم نامی انکے چنگل خلق سی رہائی
 باقی ہیں اگر کوئی کہی اور سوال کری کہ مذمت و نکویش نصوف

بواسطہ اسم کی ہی یا برہم یا باعتبار طریق یا مقصد کے ہم جواب
 سائل میں کہیں کہ ہم بواسطہ اسم اور ہم بچتہ رسم اور ہم باعتبار
 طریق اسلئے کہ اسم صوفی پر علی الخصوص مذمت وارد ہوئی ہے
 اور معلوم ہی کہ علی المعصوم ہی اپنی تین علم و انگشت نما کرنا کیسا
 مخصوص جیسا کہ شعار اس جماعت کا ہی صوف پوشی سی اور تسمیہ
 ساتھ اس اسم کا خود پوشی شرعاً معلوم و مذموم ہی پس یہ تمام
 رسوم غیر مشروع و سماع اور حال وغیرہ افعال شنیعہ اور فضائح
 صریحہ سی ہیں تفصیل اوٹکی موجب تطویل ہی اور یہ مذمت
 باعتبار خلط و امیرش جادہ شریعت کے بطریقہ بدعت ہی و اگر نہ
 زہد و عبادت حاشا مذموم نہیں بلکہ بمودای ما خلقت لجن
 وَالْإِنْسِ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی نہیں پیدا کیا میں نے جن و انکے
 مگر بواسطہ عرفان کے علت غائی ہی پیدائش انسانکی اور وسیلہ
 ادراک جلالِ جود و احسان کا اور مقصد اوٹکا توحید سی ہی معنی

نہ اقوال باطل و سچا صل کہ او نسی بتوحید ذاتی اور توحید وجودی
 تعبیر اور معانی باطلہ تفسیر کرتی ہیں اور بعنوان ان اشارہ کے
 نکات مافیہ بین ابیات ہر تہی رنگی اصول جنگہا

صلحہا باشد اصول جنگہا	چونکہ یہ رنگی اسیر رنگ شد
موسمی یا موسمی در جنگ شد	چونکہ یہ رنگی رسی کان دشتی
موسمی و دعون را بگذاشتی	ہست اند نظم بیان او ستا
دادہ خاک خرمین شہر شد	چونکہ از نیاز مولہ موقبہ کرام

شایع سہی کوئی اثر و خبر بظلمت کا تبہ بین گدزی لیکن بکبیب اشارہ
 الماسور معدور کے اذکار مہر ایستل ذکر فری و کبوتر و خبرہ کے بقبہ
 قلم لاتاہی از انجملہ ذکر جبار و بہی طریق ادسکا یہ کہ لا الہ کی با
 دم بینی بالاکشش دیگر زبان بکام چسبیدہ کری بقدر کہ ہو سکے
 کشش دم بین مع لا الہ مدوشد کری اور گردن استادہ رکھی
 وقتی کہ دم دماغ بین تنگی کری دم کو چھو کر لا الہ را پردہ کی ضرب

دیوی اور ام المہناغ میں دم کو بند کری اور تصور صفات ست
کا کہ تہرج و اہمیر اور تعلیم و تکلم و مرید و قدیر ہین دلمین کرے
جبکہ دم مکی کرے چوڑ کر لا کو دلپر ضرب کری اور بعضی نو دونه
نام کو ہین ذکر باروب میں تابد و شد کشش دیتی ہین اور دلپر
کرتی ہین اور یہ مبتدی پرد شوار ہی بی استعمال حبس دم کے اور
طریقہ ذکر اذہ یہ ہے کہ دو زانو بیٹھ کر دو غوباتہ زانو پر رکھے
اور لا الہ کہتا ہوا بکثرت دم راست ہو کر لا الہ کہتا ہوا بطول
زمین کچ ہووی اور بعضی اس فن کو ذکر ہو جی ہی کہتی ہین اور
جبریل میں لا الہ الا اللہ دو بار دلپر مکر ضرب دیکو اور جگہ
مندیوی اور قاعدہ ذکر فون کا یہ ہے کہ ایک طرف پراز انگر
کیکے آگے اپنی رکھی اور یہ تصور کرے کہ ماسوی اللہ کو سوختہ کیا
میںے او بجیس دم بیٹھ کر پائی جب پائی راست پر رکھی اور لا الہ
رہی اذہ لا الہ دلمین او طریق ذکر صدی کا یہ ہے کہ لفظ

ہو کو بصفات نو دوز نام ملاحظہ کری اور بجلسہ معہود بیٹہ کر
 زبانتو بکام چسپیدہ کری اور دوز انگشت سیما کے دوز نو انگشت کو
 بندہ کری اور با و از باطنی ہو کہتا ہو ابالاکشش دیوی اور سر کو
 اندک اندک حرکت جو تمام ہو و پھر ہو سر نو آغاز کری فائدہ اس
 ذکر کا عمل سی و شن ہو و اور طریق ذکر لاہوتی کا یہی کہ
 بجلسہ معہود سیرکتف چپ یعنی اقدری بجانب پشت کچ ہو کر لفظ
 ہو متصل کہی اور ایک ضرب بدل ماری لیکن دو وین رہے
 اور ایک ضرب یہ پہلوی راست بعد از ان دو ضرب بز انوی ^{چپ}
 اور ایک ضرب بز انوی راست اور دو ضرب میان ہر دو زانو
 دیگر پھر اسبط سیرکتف راست یعنی کہ ضرب مذکورہ عمل
 لاوی بعد ہتین بار قدری دو نو سیر من زمین سی اوٹھا کر اور ^{دو زانو}
 ہو کر تین ضرب دیوی فتح یاب ہو و ذکر کبریا یہی کہ بجلسہ
 معہودہ پشت خم کری اور سر در میان کتفین کے چسپیدہ کر کے

دم بقصور لفظ ہوزیر نافت سی بالاکشش دیوی اور دم جس
 کر کہی جو طاقت نہ ہی پہر سر نو آغاز کری بانڈک ت بدوام اس
 ذکر کے متصف تجلی ہو ہو گا اور ستہ تصور کی مرشد سی معلوم
 کری۔ طریق ذکر فارسی باواز کبوتر اول جانب راست سے
 بیچون کہکر دل پر ضرب کری جو مرشد سی رضا حاصل کرے
 فتحیاب ہووے۔ طریق دوسرا راست سی بیچون اور چپ سے بیچون
 اور آسمان بی شبہ وی نمون کہکر دل پر ضرب کری۔ طریق تیسرا
 راستا اور چپا کہی بیچون اور بطرف آسمان بی شبہ اور دل پر
 ضرب کری بی نمون یا راستا کہی توئی اور دل پر ضرب کرے
 پیوستہ اسی طریق سی کہتا رہی یا بطرف آسمان توئی اور دل پر
 ضرب کری اینجا توئی یا راستا کہی آنہم توئی و این ہم توئی بر دل
 ضرب کری یا چپا کہی مقصود توئی اور راستا مطلوب توئی
 اور بطرف آسمان محبوب توئی کہکر دل پر ضرب کری یا راستا

ظاہر توئی اور چا باطن توئی اور جاست آسمان تو خود منی کہی
 اور خود تو ایم کہ کرد لپر ضرب کری باطن و آسمان کہی تو منی اور
 دلپر ضرب کری من تو ایم حضرت ذیہ الدین گنج شکر مدہ
 فرماتی ہیں کہ کشایش ذکر ہندی میں بہت ہی ظریف اور سکام
 سی دریافت کر کے بچس دم باور کیوتر تھا ذکر کری اول دو
 ایک استاد لپر ضرب کری یا وہی ہی براستہ کہی اور لپر
 ضرب کری وہی ہی یا دم بستہ یہ ذکر عمل میں لاؤ یا بچا کہی
 وہی ہی اور بجانب آسمان کہی وہی ہی اور وہی ہی کہ کرد لپر
 ضرب کری یا راستہ وہی ہی اور چا وہی ہی اور آسمان وہی
 کہی اور وہی ہی کہ کرد لپر ضرب کری — ذکر ناسوتی طریق اور کا
 یہی کہ مجلسہ معہودہ سردر میان ہر روز انور کہ کروانی
 کہتا ہوا اوہا اوہا اور بغیر ضرب چوی تین ضربات :
 ذکر ملکوتی کا طریق یہی کہ ساتھ مجلسہ معہودہ کے ضرب یا دیع زبانی

چپ اور ضرب یا باعث پہ پهلوی راست اور ضرب یا نور
 زائری راست اور ضرب یا شہید پہ پهلوی چپ دیگر بعد از
 سر و کمر اوٹھا کر یا احد کہتا ہوا اپنی دیر ضرب دیوی پہر سفر
 شریع کری فائدہ اسن کر کا عمل سے روشن ہوگا اور
 ذکر جبروتی کا طریق یہی کہ مجلس سہو کہ سر در میان دو رانو
 کے نزدیک زمین لیجا کر یا احد کہتا ہوا بدل ضرب دیو
 اور وانی سر برداشته کر کے یا واحد کہتا ہوا پہر بدل ضرب
 کری طریق ذکر انچہ دان از حق دان بکثرت اس ذکر سر
 کے اطمینان قلبی حاصل ہووی ذکر حضوری الذات
 ذوات اسم الصفات صفات اسم الاسما اسماء الاله
 افعال اسم الآثار اسماء العروج و نزول بفہم معانی اس ذکر
 کے بند کر مشغول ہوتا رہی تاثرہ اسن کر کا ذکر پر ظاہر
 ہوید اہو و اور سر التوحید اسقاط الاضافہ کا ظہور کری

رباعی خود بشیون ذات آن پر دہین : کو جلوه ہست از مظاہر
 دنیا و دین : این نکتہ کہ گفتم ای طلب گار یقین : ذات و صفت
 فعل و اسم اثر بہین ذکر حبیبی بی جل ^{اسم} است نور محمد صلی
 چپ مافی قلبی غیر اس پیش و اور لا الہ الا ^{اسم} بل ضرب کر
 ذکر قلندر یہ بحسب دم مربع نشین ہو کر لا الہ زیر ناف سی بالا
 کہنچے اور لا ^{اسم} یا پنج ضرب زانوئی راست پر اور تین ضرب
 پیش اور تین ضرب بر زانوئی چپ اور پنج ضرب بر دل ^{اسم} یا
 اور بوقت لا ^{اسم} کہنی کے ارادہ کری یا نور النور دل من نور
 گردان ذکر اسم یا احمد یا محمد یا رسول اللہ واسطے کشف
 ارواح کے اس دوش برہی کہ یا احمد جانب راست اور یا ^{محمد}
 چاہب اور یا رسول اللہ او پر دل کے ضرب کری ذکر حلاجی کا
 طریق یہی کہ قبلہ مذکور اول اسم ^{اسم} سی الف و لام طرح
 کری اور باکو تین ضرب دیوی بجائز بہ است مفتوح اور بجا ^{نہ}

چپ کسور اور بطرف دل مضموم بشد ضرب کری واسطے تکی
 ذات کی ثمرات اس ذکر کے بہت ہیں طریق ذکر جلالہ کا
 یہی ہے کہ اسد اسد بشد تمام خفیہ بدل ذا کر ہو و بعد یکہ اثر
 فانی نفس اور بقا باسد پاکو - جو کوی چاہی کہ بد کر چند
 ہو وی چاہی کہ جلب معہود نگاہ رکھی اور جقم جقم حقیقی کہتا
 ہو اضرب کری جانب کتف راست بقصور یا رحمن یا حیم
 یا رفیع اور بقم بقم حقیقی کہتا ہو اتین ضرب جانب کتف
 چپ دیوی بقصور اسم یا بدیع یا باعث یا بدوح کے اور
 جقم جقم کہتا ہو اتین ضرب پیش و دیوی بقصور اسم یا قدوس
 یا سبحان یا سبحان کے اور ضربات مرشد سی معلوم کری طریق
 ذکر عشق ایہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور ہاتھ او پر زانو کے
 رکھی اور یا کہتا ہو اپستان چپ پر ضرب دیوی بعد از ان
 زیر ناف سی ہو کہتا ہو ادم کو بالا کھینچے اور پاپی ساتھ

اس شغل کے مشغول ہو وی تا آشیانہ عنقابی نشان کا پاؤ
 ذکر فاختہ اور ذکر شکر خورہ اگر کوئی ساتھ ذکر کے مشغول
 ہو کہ ساتھ کشف کے بہرہ مندی حاصل کریں سند ذکر کی یہی
 کہ مجلس معین دم پستہ توی توی بشتابی کہی کہ بی طاقت ہو
 پرتہ نو آغاز کری طریق ذکر عبرت مجلس معین دائم الحال
 بتصور اسم ذات مشغول ہو اگر ایک ربعین اس ذکر پر ^{مجلس} ^{نقطہ}
 کری بظاہر و باطن ہستی مطلق تجلی کری اور ربیک ذکر یہ آیت ہے
 روشناس کی یہی کہ مجلس معین دائم الحال ہمہ احوال ^{نقطہ} ^{مجلس}
 اس ذکر پر کری کہ مجلس دم سات بار تحت ناف سی با کشش
 دیوی اور فروگذاشت کری اور ہر کشش میں لفظ اے ولین
 کہی اور دم بتصور لفظ ہو زیر ناف سی بالا کہنچی سات بار
 باین سند تمام کری ایک دم میں بعد ازاں دم بتدریج چھوڑی
 اور پرتہ سری کے شروع کری بعد از چہل روز فحیاب ہو

کہ دل خود بخود بی اختیار بذكر حق ذکر ہووی اور سچی او کے
 ایسی حالت ظاہر ہوگی کہ قید اسما و صفات سے رہائی پاوی
 اور بسرِ دادی جبرت کہ مقام تجلی انوار ذات کا ہی پہنچے
 خاتمہ نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج اور آدابِ ایک
 کی میں نماز اور آدابِ حقیقی اور کے میں وَأَعْبُدْكَ تِلْكَ
 كَأَنَّكَ تَرَاهُ عبادت و پرستش کر اپنی پروردگار کی سی
 اس و شریک کہ دیکھتا ہی تو او کو فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّ
 تِلْكَ يَا بَايْنَ طَرِيقَ كُتُو اُوسی نہیں دیکھتا پس گویا کہ وہ
 بھی دیکھتا ہی صود کری کہ محتاج بشاہدہ نہ ہو وَمِنْ كُنَّ
 فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى یعنی جو کہ ہووی
 دنیا میں گور و جاہل پس وہ عقی میں عرفان سے مایوس و محروم
 ہی پس جب تک مصلی بحالت نماز تمام علایق و عوایق صوری
 و معنوی سے اپنی تین پا کر و مصفی مگرنی عبرت الصدوق معراج

ابو سین نے پہنچے کہ صلوہ کی حضور مثل جسد فی روج کیا ہی۔
 وَالْحَرُّ وَمِنْ غَزِ الصَّلَاةِ هُوَ الْحَرُّ وَمِنْ عَنِ الْمُعْرَاجِ يَعْنِي سُبُوحُ
 حق تعالیٰ نے توفیق نماز نہ عنایت کی وہ تمام نعمتوں کے محروم
 رہا کہ نماز میں نعمتیں بہت ہیں چنانچہ تلاوت قرآن اور رکوع
 وسجود اور قیام وقعود کے سب جمع نہایت خشوع و خضوع ہو کہ
 کہ عبارت ہی ذکر حق کے بتضرع و زاری اور تذلل و خواری
 چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہی اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً
 اور وَاَعْبُدُوْا رَبَّكُمْ حَتّٰی يَّآبِتَ الْبَقِيْنَ یعنی عجز و
 زاری بدرگاہ باری اس مرتبہ چاہی کہ عاجزی و شکستگی کا یہ
 حال پرانستلال حاصل ہو کہ بموجب حدیث قدسی اناخذ
 المسکة فلوہم کے یعنی میں نزدیک مسکستہ دلون کے ہوں اور
 آفتاب ذات اوپر دل نماز گزار کے ساطع و نایع ہو کہ غنیت
 تام اور محویت تمام جمیع قبودات سی رخ دکھاوی اور نواید

نماز کے کہ میرا صحت و ریاضی ہوں ان اور آئین
 بیان و تفصیل اونکی گنجائش نہیں رکھتی اور باحاطہ تحریر
 نامہ ترقیدہ زبان کے نہیں آتی حضرت مولوی و مہمشنوی
 بین زمانہ بین ایات پنج وقت آمد نمازت رہنمون

عاشقانہ فی الصلوۃ امل	نہ پنج آرام شانرا فی بچار
کہ دران است بہرہ پانصد ہزار	گفت پیغمبر رکوع است سجود
بر درختی کو فتن حلقہ و جوا	حلقہ آن در ہر اٹلو مسید
بہر اقدولت سری بر می کشد	گفت واسیہ واقعہ زندان
قرآن شد سجدہ ابدان	چون سجود یار کوئی برداشت
شد دران عالم سجود و ابواشت	لیک و وق سجدہ ہر پشیم

خوشتر آید از روح و دل
فصل صوم بین آداب
 صوم شرعی اجتناب ہی اکل و شرب و جماع سی آور آداب
 صوم طریقت اختیار جمیع افعال و اقوال غیر خالصہ سی حتی کہ

افعال حمیده غیر مضیة خالق سی اور تو ایست مؤمن این درجه ای
که خالق ارض و سما فرماید الصّوم لی رانا اجرنا العظمی
که جز او سکی خود معبود حقیقی هووی که قدر فضیلت و مرتبه ای
حضرت مولوی وم علیه الرحمة فرمائی من ایست اب فربند از طعام و از شراب

سوی خوان آسمانی کن شنبآ	این دمان بستنی دانست بانه
کو خورنده لقمهای را نشد	در جهان اگر لقمه و گوشت برست
الذات او فرج محولت است	زین رخسار اندک اندک بابر
سایه غده ای خرم بودنی زان جر	تا غذای اصل را قایل نشوی
لقمهای نور را اکل شوی	از طعام اسد قوت خوشگوار
بر زبان دریا چو گشتی خوشوار	اگر بهاد صوم سخت است و خشن
لیک این بهتر ز بعد نمخن	رنج کی ماند می کرد و لمن
گوید چونی توای رب نور من	این دمان بر بند تا بنی عیان
چشم بند آینه ان خلق دمان	لذت از جوع است از نقل تو

<p>خود نباشد جوع هر کس از بون جوع مرخصان حق را داده اند جوع رزق جان خاصان خداست تو نه زان نازنینان ای عزیز از برای غصه نان سوختی کاسه بر کاسه است نان بمانم</p>	<p>جماعت از شکر به نان جو کین علف زار است زندان تا شوند از جوع سیر و زورمند کی ز بون همچو تو گنج کبریاست که ترا دارند بی جز و موبز دیدۀ صبر و توکل دوستی</p>
--	---

از برای این شکم خواران عام **فصل آداب زکوة سحر**
و طریقت مین زکوة شریعت و دهی که چالعی درم
ایک دم دیوی آور زکوة طریقت و دهی جو که ملک اپنی مین
رکبی سب صرف کری طیت جلد در باز و فروکش پای راست
گر گفن را هیچ نگذاری روا : **اور حضرت مولوی موم قدس سره**

<p>آن زکوة کیسات را بپا ابر نایه از پی منع زکوة</p>	<p>فروانی هین ایسات وان صلوت هم ز کاکت را</p>
--	--

وز زنا افتد و با اندر جهات	آن درم دادن سخی را لایق است
دادن جان و سخای عاشق است	نماند ہی از بہر حق نمانت دہند
جان ہی از بہر حق جانت دہند	پس کہ ایان آیند جو د حق اند
و انکہ با حق اند جو مطلق اند	صد نشان باشد درون ایشانرا
صد علامت بہت نیکو کارا	ای سبا مساکن از انفاق بہ
مال حق را جزیاء مر حق مدہ	تا عوض یابی تو گنج بیگران
تا نیائی از عداد کافران	امر حق را باز جواز و اصلی
امر حق را اور نیاید ہر دلی	مال در ایشان گر گردد تلف

در درون را یکی آید خلف فضل آداب حج شریعت
اور طریقت میں جان کہ حج زیارت ہی کو یہ شریفہ کی
اور کعبہ دو قسم ہی کعبہ ظاہر اور کعبہ باطن کعبہ ظاہر تعمیر حضرت
ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہی اور کعبہ باطن تعمیر حضرت خلیل
کا کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْتُ اللَّهِ تعالی عبارت اوستی ہے

بیت در راه خداد و کعبه آمد منزل : یک کعبه صورت و یک
 کعبه دل : پس ضرور ہی کہ زیارت قلوب سی غافل ہنوی
 اور دلمین غیر معبود حقیقی کو راہ ندیوی تا صتم پرست ہوو
 ما یشغلاک عن الله فهو صتم یعنی جو چیز کہ ذکر و یاد اوراہ
 حق سے باز رکھے پس ہی صتم ہی مولوی وم علیہ الرحمہ فرمائی ہن
 نظر

<p> حج رب البیت مردانہ بود طالب دل شو کہ بیت اس دل است قبلہ عقل مغلف شد خیال قبلہ مطمع بود ہمیان زر قبلہ صورت پرستان نقش و سنگ قبلہ ظاہر پرستان و می زن در جفای اہل دل چہ میکنند نیست مسجد جز دروین سرور ان </p>	<p> حج زیارت کردن خانہ بود کعبہ مردان نہ از آب و گل است قبلہ عارف بود نور وصال قبلہ زاہد بود یزدان بر قبلہ معنی دران صبر و درنگ قبلہ باطن شناسان و لہن اہلہان تعظیم مسجد میکنند آن مجاز است این حقیقت اہلہان </p>
---	--

مسجد کان اندرون اوکیست	سجدہ کا ہر جملہ بہت آنجا خدا
------------------------	------------------------------

خاتمہ بیان آداب اربعین میں سالک کو لازم ہی کہ بہر سال تین اربعین اپنی پر قرار دیوی بیسویں جمادی الثانی سے عید فطر تک اگر اس قدر بھی ریاضت نگری کیا کہ ہر عید

کارکن کار بگذاز گفتار	کاندین راہ بکار دارد کار
-----------------------	--------------------------

اور آداب شش طریق اربعین کے اگر چہ بہت ہیں لیکن ہر شرط ہمہ سی آٹھویں اگر ایک شرط ان شرائط سی متخلل ہو سکے مقصود کلی خلوت سی بحصول پیوستہ بنووی اور تعین عدد ہشت کا اسلئے ہی کہ ابواب ہشت ہشت ہیں اور ہر شرط منقطع کشایشر ایک باب کی ہی اگر ایک شرط اوین شرائط فرو گذاشت کری ایک دہستہ رہی شرط اول ارادت صادق لا کر تو یہ مضوج تمام معاصی سے کر کے غسل کری اوپر نیت غسل مردہ کے اور لباس ناپاک قسم نجاست ظاہری

و باطنی جسم اپنی سے دور کرے مثل طلعتِ حرم و رعونت
 وغیرہ کی اور ثیابِ پاک مثل تقویٰ و رضا وغیرہ کی بجائی کفن
 بہ ان اپنی پر آڑ کھنڈ کرے اور خلوت خانہ کو لحد شمار کری اور
 بقبیلہ لاکر ہاتھ ران پر رکھے کہ تنہا مریع بیٹھے اور دامنِ سجود
 اور نماز جمعہ اور نماز پنج وقتہ کے جماعت باہر نہ آوی اور اگر
 جماعت کے تفرقہ معلوم کرے چاہی کہ کوئی شخص معین و مقرر
 کری تا خلوت بمعیت اس کی نماز جماعت ادا کرے اور
 بوقت خروج نماز جماعت یاد و ذکر سیست و غافل نہ ہو
 اور جو چیز دیکھی دوبارہ اوسے بقصد نہ دیکھے اور جو سنی اوپر
 زیادہ گوش ز کہی اس سے کہ قوت حافظہ و متخیلہ او پر شال
 تختہ کے ہو وی جو کہ سننے اور دیکھنے نقش قبول کری اور اس سبب
 سوا وسین اکثر و سادس خیالات فاسد پیدا ہو وین پس اسے
 وقت مسجد میں آوی کہ امام کے ساتھ بکثیر اقتلاح پاؤ اور جب

امام سلام پیری خلوت میں جاوی جلد تقدیم و تاخیر کرے
 اور با وضو بجماعت ملحق ہووے تا آمد و رفت اور دیدار خلوت
 خلوت و لذت پدیدار نہ آوی اس کے پر حذر ہووے اور یہ
 اصل ہی اکثر اعمال میں اس کے بپاہ اختیار کرے تا اس عبرت
 تمام احوال اصلاح پذیر ہووین مکان خلوت تاریک و کھجک
 و پردہ دار ہووے کہ روشنی اور آواز نہ آوی تاکہ جو اس منتشر
 و پراگندہ ہون دیکھنے اور کہنے کٹنے سے ناروح کو بغیب
 انس پدید آوی اور اشتغال خلوت سے متوحش نہووی اور
 مشغول الہی میں فتور و قصور واقع نہووی ^۲ شرط دوم
 پیوستہ یا وضو ہنا ہی کہ وضو مومن سداہ شیطان ہی
 شیطان متوضی پر طغریاب ہین ہوتا اس لئے کہ وضو نور
 ہی جس جگہ آب وضو پہنچے وہ جگہ منور ہووے اور وہ نور
 فقط انداز شیطان ہی کہ وضو سلاح ہی مومنین کا شرط سوم ^۳

۱۰ اوست نہ کہ لا الہ الا اللہ ہی کہ الذین یذکرون اللہ قیاماً
 وَقُعُوداً وَتَلٰی جُؤْبَہِمُ یعنی جو کہ یاد خدا کرتی ہیں کھڑے
 کھڑے و بیہلہ ہائی خود اشارت بدوام ذکر ہی شرط چوتھی ملازمت
 اور بر نفی خطرات کے چاہیئے جو کہ دلیں آوی نیک بدسی بلانفی کری
 اور بجز ذات خدائی کیا بچا ہی کہ وَإِنْ تَبَاوَا فَاٰفِیْ نَفْسِکُمْ اَوْ
 تَخَفُوْا یٰۤاَسٰیْبُکُمْ بِاللّٰہِ جو کہ نفوس تمہاری میں ہی اگر اوٹیں
 کرو یا پوشیدہ محاسبہ کری تمہارے ساتھ اسکا اللہ کے اشارہ ہی
 بنفی خواطر کہ خطرات سی نقش صفحہ دل پر پدید آوی اور شاغل صفائی
 دل ہو وی اور جب تک کہ آئینہ دل تمام نقوش و خیالات کے خالی
 صاف نہ ہو پذیرای نقوش غیبی اور علوم لایہی نہ ہو اور نہ قابل
 انوار مشاہدات اور کشفات روحانی اور تجلیات صفات ربانہ
 شرط پنجم دوام صوم ہی کہ دایم روزہ دار ہو وی کہ روزہ کو قطع
 تعلقات بشری اور خواص حیوانی و بہیمی میں خاصیت عظیمہ ہی شرط

ششم دوام سکوت ہی چاہی ہی بخیر شیخ متبع شرع بقدر ضرورت
 کشف وقایع اور عرض احوال سخن مکرری تا مگر تسکین سکون و من سکون
 بنجی ورد او سکات ہو کہ اور بجز ذکر زبان کہولی شرط ساتوین ربط قلبی
 ہی ساتھ شیخ اپنی کہ چاہی کہ پیوستہ دل اپنا بدل شیخ مربوط کر ہی تا
 فتوحات غیبی و نسیم نفحات الطاف ربانی سی نصیب پہنچے اور ہمیشہ
 ہمیشہ شیخ کو براہ سلوک دلیل و بدرقہ اپنا ہی فی تا دفع آفت شیطان
 و نفسانی سیر آوی شرط آہوین ترک ہی اعتراض کا خدا اور شیخ پر
 ترک اعتراض خدا پر ہی کہ جو غیب ہی پہنچ قبض و بسط اور رنج و راحت
 اور سقم و مرض و صحت کے راضی ہو کہ اور تسلیم اختیار کری اور روگردانی
 حق سی مکرری ثابت رہی بیات بدر دو صاف تر احکم منت دم در کش
 کہ انچه ساقی مار بخت عین الطاف است : در دل جو شراب وصل مینخواہی
 باید جو خار گیرد و نگریزی : یا وصل منت اگر نشستی باید : یا ہر کہ
 نشستی سبک بر خیزی : اور عرض اعتراض سی او پر شیخ کی بہی

جو کہ قول و فعل اور حال و صفت اور سکا موافق سنت دیکھی اعتراف
 نکری اور تسلیم تصرفات ظاہری اور باطنی اور معاملات و احوال
 کا بظہار ادت دیکھی اور بظہر عقل کو تہ بین تصرف نکری کا عقل اور نقل
 میں ماہم تضاد و تناقض ہی اور اگر کوئی مرید مردود شیخ ہوا کوئی
 مشایخ سی و اسی بدرجہ کمال نہیں پہنچا سکتا گویا کہ وہ مردود جمیع^{مشایخ}
 کا ہوا خد اسی کو مردود شیخ نکری لیکن اگر کوئی مرید خدمت شیخ اپنی
 بعد از بازماندہ بانگزار پس اسی بخدمت شیخ دوسرے حاضر ہو کر اس^{۲۰}
 حاصل کرنا مضائقہ ترکیبی اور ورائی شرائط مذکورہ کی اکثر آداب ہیں
 از انجملہ ایک ہم ضروری تقلیل طعام ہی نہ اس قدر کہ ضعیف و بی قوت
 ہو وی اور نہ بحد شبعیت پہنچا وی بلکہ اندازہ نگاہ رکھی تا قوت
 صلوة و ذکر باقی رہی طیت پنچند ان بجز کردہ انت برآید : پنچند
 از ضعیف جانت برآید : پس بوقت ہشتہار تام اور رغبت مالاکلام
 مذکور رزاق اور بخشود دل تناد دل کری اور رقمہ کو چاک اوٹھا وی اور

بہت چاوی اور اوس حالت میں مذکر قلبی مشغول ہووے تاہم مذکر
 ظمت نہوت طعام منفع ہووی اور بوقت نیم سیری ہاتھ طعام
 باز رکھی اور تکلف طعام میں زکری دوسرے تغلیل خواب ^{سکان} حتیٰ الا
 پہلو بر زمین نہ رکھی مگر کہ غلبہ خواب سی خود گری پری یا خواب دسی پہوش کری
 ازان بعد اوہکرو ضوتازہ کری اور دو رکعت نماز ادا کری اور مذکر
 مشغول ہووے اور اگر ایسا ماندہ ہووے کہ بیٹھ نہ سکے ایک ساعت پہلو
 بر زمین رکھی یا سر بر انوتا ملالت طبع اور کمال نوم زایل ہووے
 اور بوقت ملالت و کمال کہ زبان ذکر سی باز رہی ذکر و مراقبہ
 بل ہووے اور منتظر تا گیا نظر آوی اگر خیال مہیب دیکھی یا آواز خوف
 سننے خوف نگری دل قوی رکھی اور تصویر شیخ سی مد طلب کری تا حق
 تعالیٰ ساتھ لطف اپنی کے متوقع کری اور بوقت مراقبہ ہر چیز کہ
 ساتھ اوسکے پیوند و دل بستگی محسوس ہو قطع کری اور بحضرت
 حق جل جلالہ پیوستہ اور تفسی لا اصل اوس شی کی برکنہ کری

ماشائے محبت غیر باقی نہ رہی اور بتصرف الا اللہ محبت حق
 کو قائم نہام اوس محبت کی کری اس طرح مداومت کرے
 تا بدیع دل تمام مالوفات سی خالی و فارغ ہووے کہ دل خواص
 خلوت گاہ حق ہی پس جمیعت اوسکی کوشش کری اور
 ساتھ کسی وجہ کے غفلت کو راہ ندیوی اور افضل و اعلیٰ
 مطالب و مقاصد کا وہ ہی کہ بمقامات معرفت پہنچ کر کفایہ
 نگیری اور بہت بجزات اعلیٰ رکھی طیت این راہ را نہایت
 صورت گجایہ بند : کش صد ہزار منزل مثل است از ہدایت
 اور نقش کہ صفی ہستی پر نقش کنویں کہتا ہی موج ہی اوسی دریا
 رباعی ہر نقش کہ صفی ہستی پیدا : اوصدات انگس است
 کہ نقش آراست : در یابی کہن چو سیزند موجی نو : موجش غنہ
 و حقیقت دریا : ذات یاری غراسمہ ہر چند جلوہ گر تمام اشیا
 مین ہی لیکن وہ ذات تجز و متحدی سی مبرا و معواہی رباعی

نقشی که نہ پایان و نہ مبد است
از خیز و جان بذات خود مستغنی است

در عنصر و اخلاک اثر ناست
نی در تن و نی بردن ز تن بجا است

و انسہ الہادی الی الہدایۃ و منہ المبداء و الیہ الہدایۃ بہد آخر
ہی اوس چیز کا جو ارادہ کیا مینی وارد کرنا اوس کا آب چند سطو
اعتدال کم استعدادی اور نا فہمی و بیخودی اپنی مین میدہ لفت
رسالہ لکھتا ہی بوقت مطالعہ ملحوظ رکھیں امید ناظرین اور
سی کہ از روی لطف و اشفاق صفحات مضامین اس سال
عجبالہ کو بشرف مطالعہ نوازین اور نظر انداز سطو ہی اس
تالیف کی ہو وین وہ کہ اگر خطا و لغزش بنظم ترتیب سخن
اور خلل بسک ترکیب شاہدہ فرما وین بعین عنایت کرمانہ
از روی کرم بزرگانہ با صلاح کوشش کرین اور بطریق عب
جویان خوردہ گیری مین جوش و خروش و نفرا دین مصرع
کہ سپح نفس بشر خالی از خطا نبود : از یک مدہ فضول فضول با وقا

مختلفہ ترتیب یافتہ ہیں چنانچہ بعض مقالات ایسی وقت میں کہ
 فی الجملہ فراغ و جمعیت حاصل تھی اتفاقاً بیاض پڑا اور تسوید
 بعض مقامات کی ہنگام نشست بال اور کمال تفرقہ و ملال
 میسر ہوا اس سبب سے سیاق عبارات ایک نسق پر پڑا یہ نہیں
 ہوا اور ترکیب بعض فقرات کی اوپر وجہ دلخواہ کی وقوع
 میں نہیں آئی رجا کہ ارباب کمال عذر اس شکستہ بال کا اختلا
 تقریر اور اختلال اسلوب تحریر میں مقرون ثبوت قبول فرمایا
 گے اور حمل اوپر نقص و جہل اس ظنوم و جہول کے مکرین گے اور
 اگر بکار بند ہی اضافت نظر تامل بکلام اکابر فصحا اور افاضل
 بلغا فرما دین کوئی اس خلل سی خالی بناوین اور غرض محراب
 تسوید اس بیاض سی فقط تقرب بحضرت آفریدگار اور تقرب
 معافی بفہم عام مستعدان روزگار کے ہی نہ اظہار فصاحت
 گفتار اور اعلان بلاغت ناہنجار اپنی کا اس صورت میں مخدہ

مقصود بہرگو نہ لباس عبارت کے کہ جلوہ نہا ہو پتہ امبد ہی کہ
 کہ قبول خاطر دیدہ و ران با اشتقاق اور پستیدہ انظار بالہ
 نظران با وفاق ہو و طیت بجبہ یا بقبا ہرچہ باش بردن آئی
 کہ حریف تو ہستم ہر لباس خشتا : اور راقم مقال بطریق عوی و
 استدلال کوئی چیز نہیں لایا کہ رد و ابطال او سکایا منع ہو سپرد
 ہو و مگر عموم بلیہ من صنف فقہ استہداف سی چارہ نہیں فرد
 مرا خود ازین طعنہ دل بی غم آ : کہ سنجیدہ ہر چند کوئی کم است
 بہر تقدیر غدر خجلت و تشویر اس حقیر معترف بقصیر کا ساتھ بزرگوں
 اور نیک کرداری اپنی کے قبول کرین کہ بزرگ خوردہ خوردون پر
 بنین پکڑتے اور التماس یہی کہ اس بارہ کلشن فیض کو نظر
 اغیار جفا کار اور مخالفین تعصب شعار سی پوشیدہ رکھیں اور
 کتمان اسرار میں کوشش فرماوین کہ بار اس سالہ و حیوہ
 کی او پر شہید مطالب عالی کے رکھی گئی ہی ایسات

زیر و جوان دارم این التماس
 به بیند اگر معنی سیند ریش
 و گردج لفظی به بیند بر
 شزد از بکوناهای دیده باز
 نباشد اگر روشنی در بیان
 خامی است این آزدونی ز بهوش
 نیند آنچه دوستان و وفا
 بایشان چه دور است سودا من
 گرا ز تاب این گوهر آید ار
 کساد نمی سازد این نکته ام

که پوشیدن عیب دارند پاس
 به هم نوازند از لفظ خویش
 بمعنی کنندش لبالب ز در
 سنان زبان شان نگر دراز
 ز خاطر فشانند بر تو بران
 که از خامی ام بر نیارند جوش
 که ایشان جفای بود بر نفاق
 که گردند دلال کالائی من
 نگر دیدیکی بهره و راز هزار
 که بهر شیء حق شنو گفته ام

والله اعلم علی من اتبع الهدی بحسب

عن الضلالة والغرور

تمت بالبحر

بالحمد لله والمنه که نسخۀ مقبره که سراج المعرفه و جهاج رحمت
در ماه جمادی الاول بتاریخ سی و نهم سنه یجری نبوی^{۱۲۵۰} صلوات
مطابق دوم فروری سنه^{۱۸۵۴} در مطبع سلطانی واقع

ارک خاقانی با تمام رسید کتب

العبد المذنب محمد بن محمد بن غفر

15

103



الف

4

